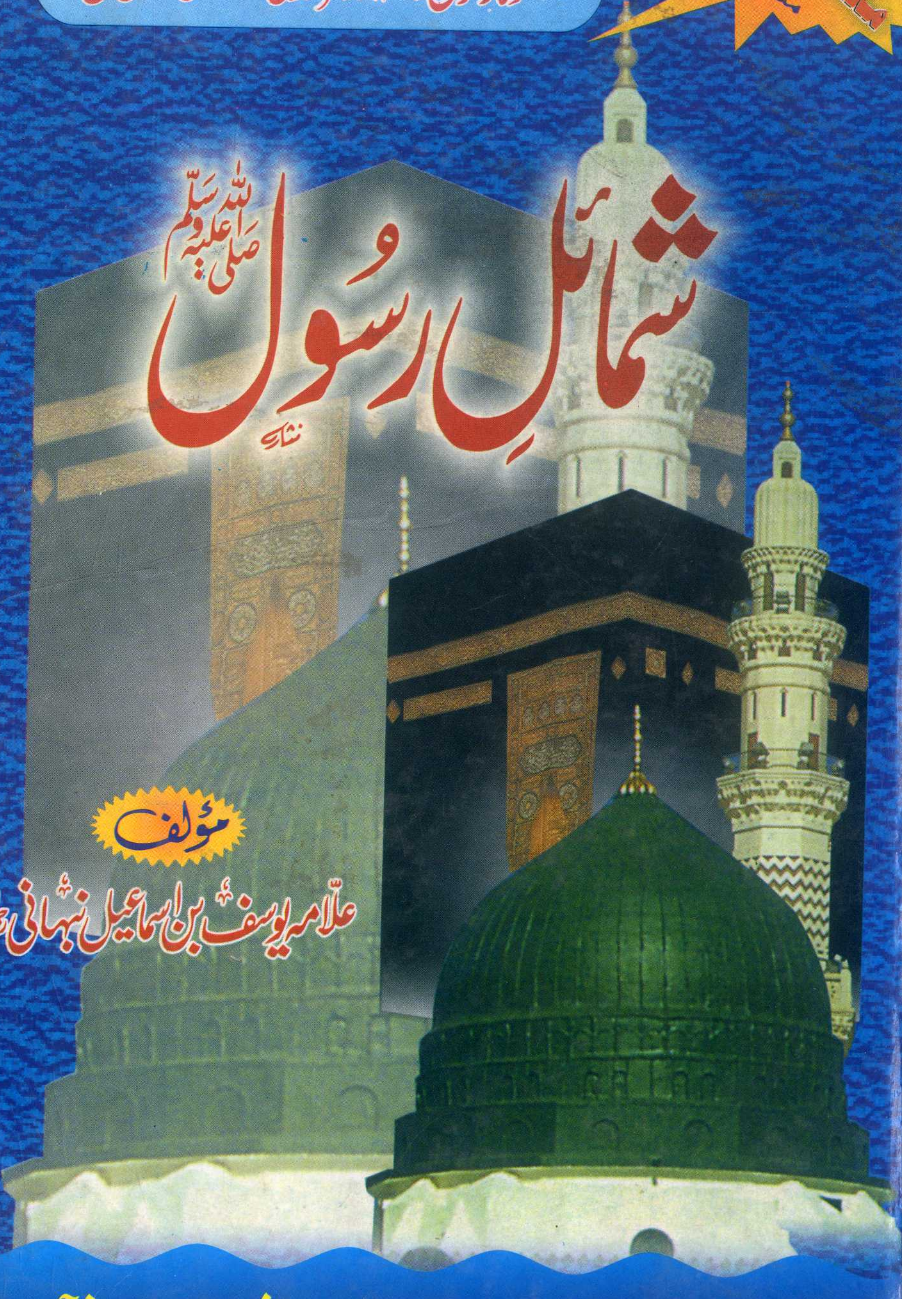
پہلی مرتبہ مکمل ترجمہ منظر عام پر

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقر محمدی کا حسین و جمیل مرقع

شمائلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم



مؤلف

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم پروفیسر سید ریاض حسین شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسوۂ رسولؐ اور فقرِ محمدیؐ کا حسین و جمیل مرقع

شمائلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ضروری گذارش

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ادارہ نوری کتب خانہ لاہور نے حتی الامکان آپ کی خدمت میں جو کتب پیش کیں ان میں جدید طرز طباعت اور معیار کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ اس میں ہم کس حد تک کامیاب رہے آپ ہمیں اس سے آگاہ فرمائیں۔

ہر کتاب کی پروف ریڈنگ بارہا کئی علمائے دین سے کروائی گئی ہے مگر اس کے باوجود اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں نشاندہی کر کے ممنون فرمائیے تاکہ اسے آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جاسکے

خیر اندیش

پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

ناظم نوری کتب خانہ۔ لاہور

مکمل ترجمہ

اسوۂ رسول ﷺ اور فقر محمدی ﷺ کا حسین و جمیل مرقع

شمائلِ رسول ﷺ

مؤلف

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

پروفیسر سید ریاض حسین شاہ ایم اے

ناشر

نوری کُتب خانہ لاہور

بفیضانِ کرم
الحاج پیر سیّد محمد معصوم شاہ گیلانی قدس سرہ
قادری نوری

بفیضانِ نظر
الحاج پیر سیّد محمد حسن شاہ گیلانی مدظلہ
قادری نوری

اہتمام اشاعت
پیر زادہ سید محمد عثمان نوری

نام کتاب
شمائل رسول

مصنف
علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی

ترجمہ
سید ریاض حسن شاہ

طابع
ایل جی پرنٹرز لاہور

ناشر
نوری کتب خانہ لاہور

قیمت
150 روپے

تقسیم کار
نیو نوری کتب خانہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور
نیو نوری بک ڈپو دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار کراچی
مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر، اردو بازار لاہور
علم و عرفان پبلشرز مارتھر سٹریٹ اردو بازار لاہور

فہرست

تیسرا باب

چوتھا باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

کچھ ترجمہ کے بارے میں

۱۔ کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ لفظی ہو مگر جہاں جہاں تحت اللفظ ترجمہ مناسب معلوم نہ ہوا وہاں مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔

۲۔ اصل کتاب (عربی نسخہ) میں ہر عنوان پر مختلف کتب سے روایات لے کر من و عن نقل کر دی گئی ہیں اس طرح بعض اوقات ایک ہی بات بار بار بیان ہوئی ہے۔ چند روایات کو ملا کر مسلسل مضمون کی شکل دینے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ ہر روایت کو جدا جدا ہی رکھا گیا ہے۔

۳۔ ہر باب کی مختلف فصول میں اکثر مقامات پر ذیلی عنوانات قائم کرنا مناسب معلوم ہوا تاکہ قاری کے ذہن میں مضمون بآسانی نقش ہو سکے۔ تاہم کتاب کی ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

۴۔ آیات قرآنیہ کے حوالہ جات اصل کتاب میں نہ تھے ترجمہ میں ان کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

۵۔ بعض مقامات پر تھوڑی بہت وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ وضاحت یا تو باہر حاشیہ پر دی گئی یا قوسین میں تاکہ قاری اس وضاحت کو اصل کتاب کا متن نہ سمجھ بیٹھے۔

۶۔ مصنف نے مشکل الفاظ کے معانی بھی تحریر کئے ہیں۔ یہ معانی درمیان میں لکھنے

کی جائے ہر فصل کے آخر میں لکھے گئے ہیں تا کہ طالب علم حضرات استفادہ کر سکیں اور عام قارئین کے لئے ذہنی انتشار کا باعث نہ بننے پائیں۔

۷۔ اس کتاب کا ایک اردو ترجمہ مجھے اس وقت ملا جب میں ترجمہ سے فراغت حاصل کر چکا تھا محمد میاں صدیقی نے یہ خدمت سرانجام دی ہے مگر شاید فاضل مترجم کے پاس جو نسخہ ہے وہ اصل کتاب کی تلخیص ہے یا میاں صاحب نے از خود صرف ضروری مباحث کا ترجمہ کرنے کی پالیسی کو اپنایا ہے۔ بہر حال یہ مکمل ترجمہ نہیں بلکہ تلخیص کہنا زیادہ موزوں ہوگا جس میں بہت سی باتیں چھوڑ دی گئی ہیں۔ بعض مقامات پر مجھے ترجمہ کے سلسلہ میں بھی میاں صاحب سے اختلاف ہے تاہم ان کی کاوش کو سراہے بغیر چارہ نہیں۔

آخر میں ناشر کتاب ھذا پیرزادہ سید محمد عثمان نوری مالک نوری کتب خانہ لاہور کا از حد ممنون ہوں۔ جو کہ قبل ازیں میری دو کتب "شیطان کی فریب کاریاں" اور "اقوال زریں" شائع کروا چکے ہیں۔ اب میری یہ تیسری کتاب "شمائل رسول ﷺ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آپ میری اگلی کتاب "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ حب رسول ﷺ" بھی طبع کروا رہے ہیں۔

علمائے کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جہاں جہاں کوئی غلطی نوٹ فرمائیں بندہ کو اس سے ضرور آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

طالب دعا

سید ریاض حسین شاہ

باگڑیانوالہ ضلع گجرات

حاشیہ کے مآخذ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱۔	بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاری
۲۔	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج القشیری
۳۔	عمدۃ القاری فی شرح البخاری	بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد المعروف العینی
۴۔	ترجمہ وحاشیہ سنن ابن ماجہ	علامہ وحید الزمان
۵۔	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	ملا علی قاری
۶۔	شرح شمائل ترمذی	مولانا محمد زکریا کاندھلوی
۷۔	مظاہر حق شرح مشکوٰۃ	
۸۔	شرح علامہ زرقانی علی المواھب	محمد بن عبد الباقی زرقانی المالکی
۹۔	مدارج النبوۃ	شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی
۱۰۔	کشف الغمہ عن جمیع الامہ	عبد الوہاب شعرانی
۱۱۔	احیاء علوم الدین	امام غزالی
۱۲۔	تاریخ واقدی	محمد بن عمر والواقدی
۱۳۔	رسول اکرم کی سیاسی زندگی	ڈاکٹر حمید اللہ
۱۴۔	بہار شریعت	مولانا امجد علی اعظمی رضوی
۱۵۔	جامع صغیر	امام جلال الدین السیوطی
۱۶۔	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری
۱۷۔	اعمال کاملہ	رفاعہ رافع طحطاوی مصری
۱۸۔	المنجد	لوئس معلوف
۱۹۔	لسان العرب	محمد بن مکرم بن علی
۲۰۔	قاموس	محمد بن یعقوب فیروز آبادی

حالات مصنف علیہ الرحمۃ

علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۶۵ھ، ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن فلسطین ہے نبہان اہل عرب کے ایک خاندان کا نام ہے اسی نسبت سے نبہانی کہلائے۔

سترہ سال کی عمر میں ۱۲۸۳ھ میں جامع ازہر میں داخل ہوئے اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں درجہ کمال حاصل کر کے ۱۲۸۹ھ میں سند فراغ حاصل کی۔

کافی عرصہ بیروت میں عہدۂ قضا پر بھی فائز رہے اور وہاں سرکاری لائبریری کے منتظم اعلیٰ بھی رہے۔ اس درجہ مصروفیت کے باوجود اکثر روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتے۔

۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں وفات پائی اور اپنے آبائی گاؤں اجزم میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد انسٹھ ہے۔ جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغیر (چودہ ہزار احادیث کا ذخیرہ)
۲۔ قرۃ العینین علی منتخب الصححین۔ تین ہزار احادیث اور ان پر فاضلانہ حواشی
۳۔ وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ
۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین
۵۔ الانوار المحمدیہ مختصر المواہب اللدنیہ
۶۔ جامع کرامات اولیاء۔
۷۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (چار جلدوں میں)
۸۔ الدلالات الواضحات فی شرح دلائل الخیرات

ازافادات

عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

عرض مصنف

اللہ رب العالمین کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ ایسی تعریفیں جو اس کی نعمتوں کے حق کو پورا کر سکیں۔ اس کے احسانات کا پورا پورا بدلہ ثابت ہوں اور اس کی بخشش کے مشابہ ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس بادشاہ حقیقی کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ جو پوری مخلوق کے سردار ہیں اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اے اللہ! تمام درودوں سے افضل، کامل، ہمیشہ جاری رہنے والا اور سب درودوں کو شامل درود ہمارے سردار اور اپنے اس بندے پر بھیج جسے تو نے سرداری کے لئے مخصوص کر لیا ہے جو بغیر کسی استثناء کے سب جہانوں کے سردار ہیں۔ اپنے اس رسول پر جسے تو نے بہترین خصائل اور واضح دلائل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ اخلاقی بلندیوں کی تکمیل کر دے۔ ایسا درود بھیج جو اس قرب کے مطابق ہو جو تیرے اور تیرے بندے کے درمیان ہے جس پر اور کوئی فائز نہیں ہو سکتا۔ (ایسا درود) جو اس محبت کی مناسبت سے ہو جو تجھے اپنے محبوب سے ہے جس میں تیرا محبوب ازازل تا ابد منفرد ہے۔ (ایسا درود) کہ زبان و قلم اس کی حد مقرر کر سکیں اور نہ اسے شمار کر سکیں۔ فرشتے اور انسان جس کی نہ صفت بیان کر سکیں اور نہ صحیح پہچان (ایسا درود) جو اسی طرح تمام درودوں پر فضیلت رکھتا ہو جس طرح تمام مخلوقات پر آپ ﷺ کو حاصل ہے (ایسا درود) جس کا نور ہر وقت مجھے اپنے حصار میں لیے رکھے اور میرے ذرے ذرے میں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ موجود رہے اور درود بھیج آپ ﷺ کی آل اطہار اور صحابہ پر جو بہترین لوگ ہیں اور سلام بھیج بہت زیادہ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد : میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایک ایسی کتاب تالیف کروں کہ جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کے مقصد تک پہنچنے کا وسیلہ اور اس سرکار ﷺ کے خدام کی لڑی میں پروئے جانے کا ذریعہ بناؤں۔ پھر میں نے اپنے علم کی کمی، سمجھ کی کمزوری، گناہوں کی کثرت اور عیوب کی بہتات پر نظر ڈالی تو اس آدمی کی طرح جو اپنی قدر پہچان لیتا ہے اور آگے بڑھنے سے رک جاتا ہے میں بھی رک گیا۔ پھر میں نے سوچا کہ میں کریم نبی کی امت میں سے ہوں۔ اس کے کرم کی وسعت کو دیکھا تو جس طرح ایک بچہ اپنے شفیق وحلیم باپ کی خدمت میں جرأت کر لیتا ہے میں نے بھی لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (۱) (توبہ۔۱۲۸) کو پڑھ کر کمر ہمت باندھ لی۔

بہت سے کم سمجھ اعرابی تھے جو علم، کرم اور حلم سے خالی تھے آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح پیش آئے کہ (اس رویہ پر) زمان ومکان غضبناک ہو جائیں اور اس طرح مخاطب ہوئے کہ تلواروں کی دھاریں اور نیزوں کے پھل غصہ میں آجائیں مگر آپ ﷺ کا جواب چشم پوشی اور ان کی برائی کی معافی کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں قریب کیا۔ انہیں ملامت کی نہ انہیں ڈانٹا بلکہ آپ ﷺ کے اخلاق کے محسن ہاتھوں نے انہیں نیک ختی کے سانچے میں ڈھال لیا۔ یہاں تک کہ ان وحشیوں کی تیزی مٹ گئی۔ ان کی تند وتیز خصلتیں جوہر انسانی میں بدل گئیں۔ بغض محبت، بعد (دوری) قرب میں، جنگ صلح میں اور جہالت علم میں بدل گئی۔ اور وہ جو سانپ بن چکے تھے انسان بن گئے اور ان کی دشمنی نے دوستی کا روپ دھار لیا۔

اس (بات) نے اور اس طرح کی آنحضرت ﷺ کے برگزیدہ اخلاق کی دیگر مثالوں نے مجھے طمع دلائی کہ میں اس سرکار ﷺ کے خدام کی صف میں قبول کر لیا

جاؤں گا اور آپ کے غلاموں میں میرا بھی شمار ہونے لگے گا اور اللہ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی بزرگی کے طفیل مجھے میری امیدوں سے بھی زیادہ اپنی رضا اور اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نواز دے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کے آثار میں سے کچھ لے کر یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے خصائل وعادات شریفہ کے بارے میں تالیف کی ہے۔

اس میں میں نے وہ تمام خصائل جمع کر دیئے ہیں جنہیں امام حافظ ابو عیسیٰ ترمذی نے روایت کی ہیں جو چیزیں مکرر تھیں انہیں بھی اور احادیث کی اسناد کو بھی حذف کر دیا ہے اور ترمذی کی ترتیب وقبولیت کی پابندی نہیں کی بلکہ ان کے اسلوب سے جداگانہ اسلوب اختیار کیا ہے۔

مندرجہ ذیل ائمہ کی کتابوں سے کافی چیزوں کا اضافہ کیا ہے اور جن غریب الفاظ کی تفسیر یا ضبط کی ضرورت تھی ان کے ساتھ ضبط وتفسیر کا اضافہ کر دیا ہے اس طرح یہ ایک ایسی جامع کتاب بن گئی کہ جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ اس کتاب کا نام وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ رکھا۔ (۲)

ائمہ اور ان کی کتابیں

	نام مصنف	نام کتاب
۱۔	امام ابو عیسیٰ ترمذی	الشمائل
۲۔	امام بغوی	المصابیح
۳۔	قاضی عیاض	الشفا
۴۔	امام غزالی	احیاء العلوم

۵۔ امام نوری — التہذیب

۶۔ امام محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ — الہدی النبوی

۷۔ امام جلال الدین سیوطی — جامع صغیر

۸۔ امام عزیزی — شرح جامع صغیر

۹۔ امام قسطلانی — المواہب اللدنیہ

۱۰۔ امام شعرانی — کشف الغمہ عن جمیع الامہ

۱۱۔ امام مناوی — طبقات الاولیاء اور کنوز الحقائق

۱۲۔ شیخ المشائخ استاذ الاساتذہ خاتمۃ الاولیاء — حاشیۃ الشمائل
العالمین شیخ ابراہیم الباجوری
(رضی اللہ عنہم اجمعین)

مندرجہ بالا کتب اس کتاب کی اصل ہیں ان سے باہر سے کوئی شے نہیں لی گئی ہاں مگر غریب الفاظ کی تفسیر جو ان کتابوں میں نہیں ملی اس کیلئے میں نے لغت کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اور یہ چند ہی چیزیں ہیں۔ بعض روایات میں میں نے راوی صحابی کا نام اور اس امام کا نام لیا ہے جس نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اور بعض میں صرف صحابی کا نام ہے اور بعض میں متن حدیث کے علاوہ اور کچھ نہیں اور یہ سب مذکورہ کتابوں کے طریقے پر ہے۔{یہاں مصنف نے کتاب کی ترتیب بیان کی ہے جسے فہرست مضامین کی صورت میں کتاب کی ابتداء میں درج کر دیا گیا ہے۔} (مترجم عفی عنہ)

میں رب العزت کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ اس کتاب کو سب رسولوں کے سردار ﷺ کے طفیل سب نیکیوں سے افضل ایسی نیکی بنائے کہ جس کا نفع میری زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی جاری رہے۔

والسلام
محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی

مقدمہ

یہ دو تنبیہات پر مشتمل ہے۔

پہلی تنبیہ : لفظ شمائل کے معنی کے بیان میں

شمائل دراصل اخلاق اور خصائل کو کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے الشمال الطبع والجمع شمائل۔ یعنی شمال سے مراد طبع ہے اور اس کی جمع شمائل آتی ہے۔ لسان العرب میں ہے کہ اس (شمائل) کا واحد شمال (سین کے کرہ کے ساتھ) ہے جریر کہتا ہے و مالومی اخی من شمالیا {اپنے بھائی کو ملامت کرنا میری خصلت نہیں ہے} فنساء کے بھائی صخر نے کہا : ابا الشتم انی قد اصابوا کریمتی. وان لیس اھداء الخنا من شمالیا { منع کر دیا ہے مجھ کو گالی دینے سے اس بات نے کہ انہوں نے میرا شریف بھائی مار ڈالا ہے (جس کا انتقام صرف ہجو گوئی سے نہیں لیا جاسکتا) اور اس بات نے کہ فحش گوئی کا ہدیہ بھیجنا میری خصلت نہیں ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

ھم قومی و قد انکرت منھم شمائل بدلو ھا من شمالی

وہ میری قوم ہیں اور تحقیق میں نے ناپسند سمجھا ہے ان کی ان عادات کو جنہیں انہوں نے میری خصلتوں کے بدلہ میں اپنا رکھا ہے۔

{ان اشعار میں لفظ شمال خصلت اور اخلاق کے معنوں میں استعمال ہوا ہے}

پھر شمال کے مادہ کے بارے میں (صاحب لسان العرب نے) کہا کہ شمال سے مراد خصلت ہے اور اس کی جمع شمائل آتی ہے۔ کہتے ہیں انھا لحسنۃ الشمائل (وہ اچھی خصلتوں والی ہے) رجل کریم الشمائل (عمدہ طبیعت والا آدمی) یعنی اخلاق اور دوسروں کے ساتھ میل جول کے اعتبار سے عمدہ آدمی۔

علمائے حدیث نے لفظ شمائل کو آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات کے بارے میں اصلی معنوں میں استعمال کیا ہے اور ظاہری صورت کے اوصاف کے بارے میں مجازی معنوں میں۔اس فرق کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔

دوسری تنبیہ : آنحضرت ﷺ کے شمائل کو جمع کرنے کے مقاصد کے بیان میں

آنحضرت ﷺ کے شمائل کو جمع کرنے کا مقصد صرف تاریخی معلومات حاصل کرنا ہی نہیں کہ لوگوں کو اس بات کی جانب میلان ہوتا ہے اور دلوں کا جھکاؤ اس طرف ہوتا ہے۔ مجالس میں انہیں بیان کیا جاتا ہے اور مختلف مقاصد کے لئے انہیں بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے اور اس طرح کے دیگر فوائد حاصل ہوتے ہیں بلکہ شمائل کو جمع کرنے کے مقاصد کچھ اور ہیں جو دین میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔{اور وہ مندرجہ ذیل ہیں}

۱۔ روح کے لیے لذت کا سامان : آنحضرت ﷺ کی اعلیٰ صفات اور پسندیدہ اخلاق کا ذکر کر کے روح کے لئے لذت کا سامان فراہم کیا جائے۔

۲۔ رضائے محبوب کا حصول : آنحضرت ﷺ کا تقرب اور آپ کی رضا اور صحبت کو آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ کا ذکر کر کے حاصل کیا جائے جس طرح شاعر کسی سخی کے دربار میں اس کے اوصاف کا ذکر کر کے اس کا تقرب حاصل کرتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کے شمائل کو جمع کرنا اور انہیں نشر کرنا قصائد کہہ کر مدح سرائی سے بدرجہا بہتر ہے۔ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی قصائد کہہ کر مدح سرائی کی جیسے حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ

اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم تو آپ ﷺ نہ صرف ان سے بہت خوش ہوئے بلکہ انعامات سے بھی نوازا۔ اسی طرح بلا شبہ آپ ﷺ اس سے بھی راضی ہوتے ہیں جو شمائل کو جمع کرتا اور انہیں نشر کرتا ہے۔

۳۔احسان پر مکافات (بدلہ ادا کرنا) کی کوشش:

آنحضرت ﷺ نے ہم پر عظیم احسان فرمایا۔ ہمیں گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائے۔ ہمیشہ کی بدبختی سے نجات دلا کر سرمدی خوش بختی کا پیغام سنایا۔ یہ وہ عظیم نعمت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی شے پیش نہیں کی جا سکتی اور اللہ کے سوا اس کا بدلہ دینے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جمع شمائل کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ کے اس احسان عظیم پر مکافات (بدلہ ادا کرنے) کی حقیر سی کوشش کی جائے۔{امام شافعی کے الفاظ میں} اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہماری جانب سے رسول ﷺ کو اس سے افضل جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا کی ہے۔ اللہ نے انہی کے طفیل ہمیں ہلاکت سے بچایا۔ اس کے پسندیدہ دین پر عمل کرنے سے ہمیں بہترین امت بنایا جو لوگوں کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور آپ ﷺ کے سبب اس کے پسندیدہ دین پر عمل کرنے سے ہمیں بہترین امت بنایا جو لوگوں کے واسطے پیدا کی گئی اور آپ کے سبب ملائکہ اور مخلوق میں سے انعام یافتہ افراد کو ممتاز فرمایا۔ ہر ظاہری و باطنی نعمت جس سے ہم دنیا یا آخرت میں کوئی حصہ پاتے ہیں یا ہم سے دنیا و آخرت میں کوئی مصیبت ٹلتی ہے تو محمد ﷺ اس کے وسیلہ ہوتے ہیں جو بھلائی کی طرف ہمارے قائد اور ہدایت کی جانب ہمارے رہنما ہیں۔

امام شافعی کے یہ الفاظ ان کے اس رسالہ سے نقل کئے گئے ہیں جو آپ سے امام ربیع بن سلیمانؒ نے روایت کیا ہے۔

۴۔ دل میں محبت کا بیج بونا : اوصاف جمیلہ کی محبت انسان کے دل میں ودیعت کر دی گئی ہے اور اسی طرح جو شخص ان اوصاف سے متصف ہو فطری طور پر اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی میں اچھی اور کامل صفات نہیں ہو سکتیں پس اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کسی کے دل پر گمراہی کی مہر نہیں لگ چکی تو وہ ان اوصاف کے مالک ﷺ کے ساتھ محبت کرنے لگے گا۔

{یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ} آنحضرت ﷺ کی محبت جتنی کم یا زیادہ ہو گی اسی قدر ایمان میں کمی بیشی ہو گی بلکہ اللہ کی رضا، ابدی خوش بختی، جنتیوں کو ملنے والی نعمتیں اور ان کے درجات یہ سب چیزیں محبوب خدا ﷺ کی اس محبت کے مطابق کم و بیش ہوتی ہیں جو لوگوں کے دلوں میں ہے۔

اسی طرح دوزخ کا عذاب، اللہ کی ناراضی، ابدی بدبختی اور دوزخ کے اندر لوگوں کے درکات کا انحصار آپ ﷺ کے ساتھ بغض کے کم و بیش ہونے پر ہے۔

۵۔ اتباع سنت : (جمع شمائل کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ) ایسی چیزوں میں جن میں آنحضرت ﷺ کی اتباع و اقتداء ممکن ہے توفیق والے اتباع و اقتداء کر سکیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی سخاوت حلم، تواضع، زہد، عبادت اور دیگر اخلاق و احوال۔

یہ (اتباع سنت) اللہ کی اس محبت کو واجب کر دینے والا فعل ہے جس میں انسان کے لئے دونوں جہاں کی سعادت پوشیدہ ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے :

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله (آل عمران)

اے محبوب! ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو (ایسا کرو گے تو) تو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی شریعت، صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا حشر رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے ان لوگوں کے ساتھ ہو جو آپ ﷺ کی محبت کا داغ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔

پہلا باب

رسول اللہ ﷺ کا نسب اور اسمائے مبارکہ

پہلی فصل : آنحضرت ﷺ کا نسب

نسب نامہ

آقا و مولیٰ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہاں تک نسب نامہ پر امت کا اتفاق ہے۔

عدنان سے آگے بیان کیا جانے والا نسب نامہ درست نہیں ہے

عدنان سے آگے حضرت آدم علیہ السلام تک جو نسب بیان کیا جاتا ہے وہ درست نہیں ہے رسول اللہ ﷺ جب نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن اُدد سے آگے بیان نہ فرماتے تھے یہاں تک پہنچ کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے۔(۱)

اللہ فرماتا ہے **وقرونا بين ذالك كثيرا** (۲) اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو (بھی ہلاک کر دیا)

سب سے افضل نسب

یہ نسب علی الاطلاق تمام انساب سے افضل ہے ابن عباس سے روایت ہے

کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سب سے بہتر بنایا پھر قبائل کا انتخاب فرمایا اور مجھے سب نے بہتر قبیلہ میں پیدا فرمایا پھر گھروں کی طرف نظر انتخاب فرمائی اور مجھے سب سے اچھے گھر میں بھیجا پس میں ذات کے اعتبار سے بھی اور خاندان کے لحاظ سے بھی سب سے افضل ہوں۔

حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لولاد سے اسماعیل علیہ السلام کی لولاد سے بنی کنانہ بنی کنانہ سے قریش لور قریش سے بنی ہاشم کا انتخاب فرمایا لور بنی ہاشم میں سے مجھے بزرگی عطا فرمائی۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے اپنی مخلوق پر نظر انتخاب فرمائی تو بنی آدم کو منتخب فرمایا پھر بنی آدم میں سے عرب کا' عرب میں سے قریش کا' قریش میں سے بنی ہاشم کا اور بنی ہاشم میں سے میرا انتخاب فرمایا پس میں برگزیدہ لوگوں سے برگزیدہ ہوں خبردار! عربوں کے ساتھ محبت میرے ساتھ محبت ہے اور ان سے بغض میرے ساتھ بغض ہے۔

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کے اسمائے مبارکہ

جان لو کہ رسول اللہ ﷺ کے بہت سے نام ہیں امام نووی نے تہذیب میں ذکر کیا کہ قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی نے اپنی کتاب "الاحوذی فی شرح الترمذی" میں بعض صوفیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے ہزار نام ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بھی ہزار نام ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں' احمد ہوں' ماحی ہوں جس کے باعث اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا' میں عاقب ہوں اور عاقب

اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

حضرت حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے مدینہ کی ایک گلی میں ملا ارشاد فرمایا: میں محمد ہوں میں احمد ہوں' نبی رحمت ہوں' نبی توبہ ہوں' میں مقفی ہوں یعنی وہ جس کے پہلے انبیاء بھی متبع ہوں اور وہ آخری نبی ہو' حاشر ہوں اور نبی ملاحم ہوں۔

ملاحم سے مراد جنگیں ہیں آپ ﷺ کا نام نبی ملاحم رکھنے میں اس جہاد کی طرف اشارہ ہے جو کفار کے ساتھ کرنے کا حکم آپ ﷺ کو دیا گیا کسی اور نبی اور اس کی امت نے اتنا جہاد نہیں کیا جتنا آپ ﷺ اور آپ کی امت نے کیا ہے جو جنگیں کفار اور امت مسلمہ کے درمیان ہوئیں اور آئندہ ہوں گی ان کی کوئی مثال (تاریخ عالم میں) نہیں ملتی آپ ﷺ کی امت قرن در قرن اطراف عالم میں کفار کے ساتھ جہاد کرتی رہے گی یہاں تک کہ ایک آنکھ والے دجال کے ساتھ اس کی جنگ ہوگی۔

تہذیب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قرآن میں رسول' نبی امی' شاہد مبشر' نذیر' داعی الی اللہ باذنہ' سراج منیر رؤف' رحیم اور مذکر کے ناموں سے یاد فرمایا ہے اور آپ ﷺ کو رحمت' نعمت اور ہادی بنایا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام قرآن میں محمد' انجیل میں احمد' تورات میں احید ہے احید اس لیے کہ میں اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہوں اور ابن عساکر سے روایت کرتے ہوئے (صاحب تہذیب نے) اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ فرمایا میرا نام فاتح' طہٰ یٰسین' عبداللہ اور خاتم الانبیاء ہے۔

قسطلانی نے "مواہب" میں اور الباجوری نے "حاشیۃ الشمائل" میں ذکر کیا کہ حسنین بن محمد الدامغانی نے اپنی کتاب "شوق العروس وانس النفوس" میں کعب

الاحبار سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نام اہل جنت کے ہاں عبد الکریم ' دوزخیوں کے ہاں عبد الجبار' عرشیوں کے ہاں عبد الحمید ' ملائکہ کے ہاں عبد المجید' انبیاء کے ہاں عبد الرحیم، پہاڑوں میں عبد الخلق، جنگلوں میں عبد القادر' دریاؤں اور سمندروں میں عبد المہیمن' مچھلیوں کے ہاں عبد القدوس بلوں میں رہنے والے جانوروں کے ہاں عبد الغیاث' وحشی جانوروں کے ہاں عبد الرزاق' درندوں کے ہاں عبد الغفار' تورات میں موذ موذ' انجیل میں طاب طاب' پہلے انبیاء کے صحیفوں میں عاقب' زبور میں فاروق اللہ کے ہاں طٰہٰ اور یسین اور ایمان والوں کے ہاں محمد (ﷺ) ہے آپ کی کنیت ابو القاسم ہے کیونکہ حقداروں میں جنت کو تقسیم فرماتے ہیں۔

مواہب میں سہیلی سے نقل کیا گیا ہے کہ (موذ موذ) واؤ اور الف ممدود کے درمیان درمیان میم کے ضمہ اور ہمزہ کے اشمام کے ساتھ ہے فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نام علمائے بنی اسرائیل میں سے ایک ایسے آدمی سے نقل کیا ہے جو مسلمان ہو چکا تھا اور فرمایا اس کا معنی طیب طیب ہے اس لحاظ سے یہ نام ایک دوسرے نام کا ہم معنی ہے اور وہ دوسرا نام ہے "طاب طاب"

فاروق اسے کہتے ہیں جو حق و باطل میں فرق کر دے اور یہی معنی ہے اسم فارقلیط کا جو انجیل یوحنا میں ذکر کیا گیا ہے

اسمائے مبارکہ کی تعداد

خاتمۃ الحفاظ جلال الاین السیوطی نے ایک رسالہ " البہجۃ السنیہ فی الاسماء النبویہ" لکھا اور اس میں تقریباً پانچ سو اسمائے مبارکہ جمع کیے۔

ابو بکر ابن العربی کی کتاب "احکام القرآن" سے مواہب میں نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بھی ہزار نام ہیں۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ ان اسماء سے مراد اوصاف ہیں یہ جتنے بھی اسماء ذکر کیے گئے ہیں سب آپ ﷺ کے اوصاف ہیں اس صورت میں آنحضرت ﷺ کے ہر وصف پر مشتمل ایک نام ہوا۔

اسماء میں بعض وہ ہیں جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان کا زیادہ تر استعمال آپ ﷺ کے لیے ہی ہے اور بعض وہ جو مشترک ہیں جب آپ ﷺ کے ہر وصف سے ایک نام بنایا جائے تو جتنی تعداد ذکر کی گئی ہے (ایک ہزار) اس تک گنتی پہنچ جاتی ہے بلکہ تعداد اس سے بھی بڑھ جاتی ہے۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: حافظ سخاوی کی "القول البدیع" قاضی عیاض کی "الشفا" ابن العربی کی "القبس والاحکام" اور ابن سید الناس وغیرہ میں جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے مطابق اسماء کی تعداد چار سو سے زائد ہے پھر قسطلانی نے حروف تہجی کے مطابق ترتیب وار ان اسماء کو بیان کیا ہے ان میں سے امام جزولی نے دلائل الخیرات میں دو سو ایک اسماء کا ذکر کیا ہے۔

اسمائے مبارکہ میں سے افضل نام اور کنیت

تہذیب میں ہے رسول اللہ ﷺ کی مشہور کنیت ابو القاسم ہے اور جبریل نے آپ ﷺ کی کنیت ابو ابراہیم رکھی تھی آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے سب سے افضل نام محمد ﷺ ہے۔

نام کب رکھا گیا

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل یہ نام رکھا تھا جیسا کہ حضرت انس کی بیان کردہ حدیث میں ہے۔ (۳)

کعب احبار نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

اپنے بیٹے شیت علیہ السلام کو وصیت فرمائی۔

اے بیٹے! میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے اس خلافت کو تقوی کے تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہنا، اور جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے تو اس کے ساتھ محمد ﷺ کا بھی ذکر کرنا میں نے اس نام کو عرش کے ستونوں پر لکھا دیکھا پھر آسمانوں میں گھوما تو کوئی ایسی جگہ نہ پائی جہاں نام محمد نہ لکھا ہو میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو جنت کے ہر محل، ہر بالا خانے پر یہ نام لکھا دیکھا میں نے یہ نام حوران بہشتی کے سینوں پر، بردوں کے کناروں پر جنت کے درختوں کی ٹہنیوں پر، شجرہ طوبیٰ کے پتوں پر، سدرۃ المنتھی کے ہر ورق پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا پایا پس اس نام "محمد" کا کثرت سے ذکر کرتا رہ کہ فرشتے ہر گھڑی اس نام کو یاد کرتے ہیں۔

نام محمد اللہ کے نام سے مشتق ہے

حسان بن ثابت فرماتے ہیں :

اعز علیه للنبوة خاتم   من الله من نور یلوح ویشهد
وضم الاله اسم النبی الی اسمه   اذا قال فی الخمس الموذن اشهد
وشق له من اسمه لیجله   فذو العرش محمود و هذا محمد

روشن چہرے والے ہیں آپ کی پشت پر نورانی مہر نبوت ہے جو چمکتی ہے اور (نبوت کی) گواہی دیتی ہے اذان میں اللہ نے آپ ﷺ کی (رسالت کی) گواہی کو اپنی (واحدانیت کی گواہی کے ساتھ ملا دیا ہے آپ کے نام کو اپنے نام سے مشتق فرمایا تاکہ آپ کو بزرگی عطا کرے وہ عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

احمد نام رکھنے میں حکمت

اسم احمد کے بارے میں علامہ الباجوری "حاشیہ" میں فرماتے ہیں کہ یہ افضل

التفضیل ہے (۴) یہ نام آپ ﷺ کو اس لیے عطا کیا گیا کہ اپنے رب کی حمد بیان کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد بیان فرمانے والے آپ ہی ہیں۔

صحیح احادیث میں ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ کو اللہ عزوجل کی اتنی تعریفیں القاء کی جائیں گی کہ آپ ﷺ سے قبل کسی پر ظاہر نہ ہوئیں یہی وجہ ہے کہ لواء الحمد آپ کو عطا ہو گا اور مقام محمود آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہو گا بالجملہ آپ ﷺ رب کی تعریف کرنے کے لحاظ سے بھی اور اپنی تعریف کئیے جانے کے اعتبار سے بھی سب انسانوں سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام احمد (بہت تعریف کرنے والا) بھی ہے اور محمد (بہت زیادہ تعریف کیا ہوا) بھی۔ ان دونوں ناموں کو باقی پر اسماء فضیلت حاصل ہے اس لیے کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی دو ناموں میں سے کوئی نام رکھا جائے۔

نام محمد کی فضیلت

ایک حدیث قدسی میں ہے :اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ ایسے آدمی کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا جس کا نام محمد یا احمد ہو۔

دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت بیان کی کہ جس دستر خوان پر کوئی ایسا آدمی ہو گا جس کا نا محمد یا احمد ہو تو اللہ عزوجل اس گھر کو ہر روز دو مرتبہ اپنی برکت سے نوازے گا۔

الحواشی

(۱) سہیلی فرماتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابن مسعود کا ہے وہ جب یہ آیت پڑھتے الم یأتکم نبؤالذین من قبلکم قوم نوح وعاد و ثمو د والذین من بعدهم لا یعلمهم الا الله (ابراهیم۔۹) "کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم لوگوں سے پہلے تھے قوم نوح قوم عاد اور قوم ثمود اور ان

لوگوں کی جوان کے بعد تھے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا" تو فرماتے کذب النسابون نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے یعنی یہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہیں مگر اللہ ان کے علم کی نفی فرماتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

(۲) پوری آیت اس طرح ہے: وعاد وثمودا واصاب الرس وقرونا بين ذالك كثيرا قوم عاد و ثمود اور اصحاب الرس (کنوئیں والوں) کو اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو (ہلاک کر دیا) اشارہ اس طرف ہے کہ بہت سی جماعتیں ایسی گزر چکی ہیں کہ لوگ انہیں نہیں جانتے پھر آدم علیہ السلام کا سلسلہ نسب کا مکمل علم انہیں کس طرح حاصل ہو گیا۔ (مترجم عفی عنہ)

(۳) الاحوذی کی جامع ترمذی کی دو شرحیں ہیں ایک "عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی" یہ قاضی ابوبکر بن العربی مغربی اندلسی کی تصنیف ہے ان کا زمانہ ۴۶۸ھ سے ۵۴۶ھ ہے اسی کی طرف علامہ جہانی کا اشارہ ہے۔
دوسری شرح "تحفۃ الاحوذی" کے نام سے مشہور ہے جو چودھویں صدی کے محدث شیخ عبدالرحمٰن مبارک پوری متوفی ۱۳۵۲ھ کی تالیف ہے یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے (مترجم عفی عنہ)

(۴) ابو نعیم حضرت انس سے روایت بیان ہے ان الله سماه محمد قبل الخلق بالفی عام اللہ نے آنحضرت ﷺ کا نام "محمد" مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل رکھا تھا شرح زرقانی علی المواہب جلد ۳ ص ۱۵۴

۵۔ افعل التفضیل سے مراد وہ الفاظ ہیں جو کسی مصدر سے افعل کے وزن پر فضیلت ظاہر کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں جیسے کرم (عزت والا ہونا) اکرم بڑی عزت والا (مترجم عفی عنہ)

دوسرا باب

حلیہ مبارک اور اس سے مناسبت رکھنے والے اوصاف

رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک اور اس سے مناسبت رکھنے والے اوصاف کے بیان میں۔ اس میں دس فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: حسن و جمال اور اس سے متعلقہ اوصاف ایمان کا ایک بنیادی تقاضا

مواہب اللدنیہ میں (علامہ قسطلانی) فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان تب مکمل ہوتا ہے جب یہ عقیدہ ہو کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے بدن مبارک کو اس طرح (بے مثل و مثال) بنایا ہے کہ نہ پہلے کوئی ایسا ہوا اور نہ بعد میں ہوگا امام بوصیری نے کیا خوب کہا ہے۔

فهو الذى تم هنا وصورته ثم اصطفاه حبيبًا بارى النسم
منزه عن شريك فى محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

آپ ﷺ کی ذات وہ ذات ہے کہ جس کی صورت و سیرت کامل ہے پھر مخلوقات کو پیدا کرنے والے نے آپ کو حبیب چن لیا۔ آپ کی خوبیوں میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں اور آپ ﷺ کا جوہر حسن ناقابل تقسیم ہے۔

سارا حسن ظاہر نہیں ہوا

قرطبی نے کتاب الصلاۃ میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا سارا حسن ہمارے لیے ظاہر نہیں ہوا اگر سارا حسن ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھوں میں تاب نظارہ نہ ہوتی۔

حلیہ مبارک

آنحضرت ﷺ حسین جسم کے مالک تھے اسے بہت سے محدثین نے روایت کیا ہے۔

ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ زیادہ لمبے قد والے تھے اور نہ پستہ قد' چہرہ مبارک کا رنگ نہ بالکل سفید تھا اور نہ گندمی' بال مبارک نہ سخت کنڈلوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔

رسول اللہ ﷺ کس قدر گھنگھریالے بالوں والے اور درمیانہ قد کے تھے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ ذرا زیادہ تھا گنجان بالوں والے تھے جو کانوں کی لو تک ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے سر مبارک بڑا تھا جوڑوں کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی چلتے تو آگے کو جھکتے ہوئے جیسے کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں تھوڑا سا گھنگھریالہ پن تھا بدن مبارک موٹا نہیں تھا چہرہ مبارک گول تھا البتہ کس قدر گولائی اپنے اندر رکھتا تھا رنگ سفید سرخی مائل' آنکھیں نہایت سیاہ، پلکیں دراز' بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی اور دونوں کندھوں کے درمیان والی جگہ موٹی اور پر گوشت تھی' بدن مبارک پر معمولی طور سے زائد بال نہ تھے سینہ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی ہتھیلیاں

اور قدم پر گوشت تھے چلتے تو قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے یوں لگتا جیسے نیچی جگہ کی طرف اتر رہے ہیں جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ' دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں سب سے زیادہ سخی دل والے' سب سے زیادہ سچی زبان والے' سب سے زیادہ نرم طبیعت والے' جو اچانک دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جب آپ ﷺ سے میل جول رکھتا تو آپ کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی حلیہ بیان کرنے والا صرف اتنا کہہ سکتا ہے کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا دیکھا اور نہ بعد میں نظر آیا۔

آنحضرت ﷺ کے رُخسار مبارک ہموار، دہن مبارک فراخ (مگر اعتدال کے ساتھ) پیٹ اور سینہ برابر، دونوں کندھوں، بازوؤں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے کلائیاں لمبی، ہتھیلیاں فراخ، آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے آنکھوں کے ناک والی جانب کے گوشے سرخ تھے اور ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

آنحضرت ﷺ کی آنکھیں بڑی، پلکیں لمبی اور آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے

آنحضرت ﷺ کے ابروؤں کے درمیان فاصلہ تھا اور ان کے درمیان رنگت چمکتی جیسے خالص چاندی ہو آنکھیں بڑی اور سیاہ، آنکھوں میں سرخی کی ملاوٹ پلکیں لمبی اور اس قدر گھنی کہ قریب ملنے کے ہو گئی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کا سر مبارک بڑا اور ہاتھ اور قدم پر گوشت تھے آنحضرت ﷺ کے رخسار مبارک ہموار تھے ابھرے ہوئے نہ تھے چہرہ مبارک نہ لمبا تھا اور نہ بالکل گول۔

آنحضرت ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے قد مبارک درمیانہ' اونچائی کی طرف مائل دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ' رخسار مبارک ہموار' سر کے

بال بہت کالے، آنکھوں میں قدرتی سرمہ، پلکیں لمبی، زمین پر قدم رکھتے تو پورا قدم رکھتے پاؤں مبارک کے تلوے ہموار تھے، پاؤں میں جو اونچائی ہوتی ہے وہ نہ تھی، (۲) چادر مبارک کندھے سے سرک جاتی تو رنگت یوں چمکتی جیسے چاندی کا ڈالا ہو جب تبسم فرماتے تو دندان مبارک سے چمک نکلتی۔

رسول اللہ ﷺ کے بازو موٹے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ نسبتاً زیادہ اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ، بازو، رانیں، اور پنڈلیاں موٹی تھیں، کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ اور انگلیاں لمبی یوں لگتیں جیسے چاندی کی پتلی پتلی شاخیں ہوں۔

آنحضرت ﷺ کا جسم موٹا ہونے کے لحاظ سے معتدل تھا آخر عمر میں ذرا بھاری ہو گیا تھا مگر اس کے باوجود گوشت میں ڈھیلا پن پیدا نہ ہوا تھا بلکہ پہلے کی طرح ہی دکھائی دیتے تھے موٹاپے سے کوئی فرق نہ پڑا تھا۔

رسول اللہ ﷺ صورت کے لحاظ سے بھی اور سیرت کے اعتبار سے بھی ساری مخلوق سے افضل تھے نہ زیادہ لمبے، نہ چھوٹے قد کے بلکہ درمیانہ قد کے لگتے مگر جب کوئی لمبے سے لمبا آدمی آپ ﷺ کے ساتھ چلتا تو قد مبارک اس سے بھی اونچا دکھائی دیتا بعض اوقات ایسا ہوا کہ دو لمبے قد کے آدمی آپ ﷺ کے ساتھ جا رہے ہیں قد مبارک ان سے اونچا دکھائی دے رہا ہے مگر جب وہ آپ ﷺ کو درمیانہ قد کا ارشاد فرمایا کرتے ساری بھلائی میانہ پن میں ہے۔

ابن سبع نے **الخصائص** میں اتنی بات اور بھی لکھی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کسی محفل میں بیٹھتے تو کندھا مبارک ساری محفل سے اونچا نظر آتا۔

آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں

میں بھی بڑے رتبے والے، چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بالکل درمیانہ قد والے سے لمبے اور لمبے قد والے سے قد مبارک چھوٹا تھا، سر انور بڑا بال کس قدر پیچ دار بالوں میں بسہولت مانگ نکلی آتی تو نکال لیتے ورنہ ویسے ہی رہنے دیتے بال مبارک جب بڑھتے تو کان کی لو سے تجاوز ہو جاتے، رنگ مبارک میں چمک تھی، پیشانی چوڑی، ابرو خم دار، باریک اور گنجان تھے دونوں ابرو جدا جدا تھے ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی، ناک بلندی مائل تھی اور اسی پر ایک چمک اور نور تھا سرسری نظر سے دیکھنے سے بلند محسوس ہوتی، داڑھی مبارک بھرپور اور گھنی تھی، رخسار مبارک اٹھے ہوئے نہ تھے بلکہ ہموار، دہن مبارک فراخ، دندان مبارک سفید خوبصورت سامنے والے دانتوں میں ذرا ذرا فاصلہ تھا، گردن مبارک چاندی جیسی صاف اور خوب صورت جیسے مورتی کی گردن تراش ہوتی ہے سب اعضاء معتدل پر گوشت، بدن مبارک گھٹا ہوا، پیٹ اور سینہ ہموار، سینہ مبارک فراخ اور چوڑا تھا ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک نسبتاً فاصلہ ذرا زیادہ تھا جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی کپڑا اترنے کی حالت میں بدن مبارک چمکدار دکھائی دیتا، ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی اس کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا البتہ دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینہ کے اوپر والے حصہ پر بال تھے کلائیاں دراز تھیں، ہتھیلیاں کشادہ، قدم اور ہتھیلیاں پر گوشت انگلیاں (مناسب حد تک) لمبی، تلوے گہرے تھے (یعنی قدم مبارک درمیان سے اونچے تھے) قدم مبارک (اوپر سے) ہموار، پانی ان پر نہ ٹھہرتا تھا چلتے تو قدم قوت کے ساتھ اٹھاتے، چلتے ہوئے آگے کو جھکاؤ ہوتا، قدم زمین پر آہستہ سے پڑتا، تیز رفتار تھے چلتے تو یوں لگتا جیسے پستی میں اتر رہے ہیں کسی کی جانب توجہ فرماتے تو پورے طور پر۔ نگاہیں نیچی رہیں آسمان کی

جانب کم اور زمین کی طرف زیادہ تر نظر رہتی عموماً گوشۂ چشم (۳) سے دیکھنے کی عادت تھی اپنے صحابہ کو چلنے میں آگے کر دیتے جو بھی ملتا اسے سلام کہنے میں پہل فرماتے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک میں ذرا فصل تھا جب گفتگو فرماتے تو دندان مبارک سے نور (۴) نکلتا نظر آتا۔ آنحضرت ﷺ کے قدمین کی جلد بڑی لطیف و ملائم تھی۔

میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا (آپ کے مبارک قدموں پر نظر پڑی تو) انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کا باقی سب انگلیوں سے لمبا ہونا میں آج تک نہیں بھول سکی۔ (اسے امام احمد نے روایت کیا)

آنحضرت ﷺ کی پنڈلیاں پتلی تھیں پنڈلیوں میں پتلا پن محمود چیز ہے۔

چلنے کا انداز

رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے گویا کسی پتھر سے قدم اکھیڑ رہے ہوں اور یوں لگتا جیسے نیچی جگہ اتر رہے ہیں آگے کو جھکتے ہوتے چلتے، قدم مبارک قریب قریب پڑتے اور یوں چلنا تکبر و غرور کی وجہ سے نہ ہوتا تھا رسول اللہ ﷺ چلتے تو ڈھیلی چال نہ چلتے بلکہ اعضاء قوت کے ساتھ حرکت میں آتے رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو صحابہ آگے آگے ہوتے اور پشت مبارک فرشتوں کے لیے خالی رہنے دیتے۔

آنحضرت ﷺ جب چلتے تو پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے آنحضرت ﷺ کو چلتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی عادت نہ تھی بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ چادر کسی درخت کے ساتھ اٹک گئی آپ ﷺ نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا صحابہ کرام نے ہی چادر مبارک کو درخت سے چھڑا لیا۔

آنحضرت ﷺ چلتے ہوئے خوب جما کر قدم زمین پر رکھتے تھے آنحضرت ﷺ کا چلنا اس انداز سے ہوتا کہ دیکھنے والا یہ محسوس کرتا کہ یہ ذات نہ سست ہے نہ عاجز۔ آنحضرت ﷺ چلتے ہوئے نہ تھکتے تھے اور نہ ہی ہانپتے تھے۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ دو آدمی ہوں اور وہ آپ کے پیچھے چل رہے ہوں آپ کے ساتھ آدمی ہوتے تو آپ ان کے درمیان میں چلتے اور زیادہ ہوتے بعض کو آگے کر دیتے اور باقی دائیں بائیں چل رہے ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ جب جوتا پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں جوتے میں ڈالتے اور اتارتے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالتے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھتے ہر کام میں لیتے اور دیتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا یوں لگتا تھا جیسے سورج آپ کے چہرہ اقدس میں گردش کر رہا ہے اور آپ سے بڑھ کر تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا یوں لگتا تھا جیسے زمین لپٹی جا رہی ہے ہم خوب مشقت سے چل رہے ہوتے جب کہ آپ اپنی معمولی رفتار سے جا رہے ہوتے۔

حسن محبوب ﷺ کا مجموعی تاثر

رسول اللہ ﷺ نور تھے اور جب آپ ﷺ سورج کی دھوپ یا چاند کی چاندنی میں چل رہے ہوتے تو زمین پر جسم اطہر کا سایہ نہ پڑتا تھا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی طرح چمکدار اور قدرے گولائی اپنے اندر رکھتا تھا۔

حضرت براء ابن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی بالوں والا جس کے بال کندھوں تک لٹکے ہوں سرخ جوڑا (۵) زیب تن کیئے آنحضرت ﷺ سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا یوں لگتا تھا جیسے سورج رخ انور میں تیر رہا تھا جب تبسم فرماتے تو دندان مبارک سے نکلنے والے والی چمک دیواروں پر پڑتی۔(۶)

ام سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دور سے دیکھنے پر آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت دکھائی دیتے اور قریب ہو کر دیکھا جاتا تو اتنے حسین اور پیارے کہ دنیا میں اور کوئی نہ ہو گا۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات تھی محبوب خدا ﷺ سرخ (دھاری دار) جوڑا زیب تن کیئے تھے میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو میرے نزدیک آپ ﷺ چاند سے بھی بڑھ کر حسین تھے۔

کسی نے براء ابن عازب سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ فرمایا نہیں !بلحہ چاند کی طرح۔

آنحضرت ﷺ کا رنگ مبارک چمک دار تھا نہ گندمی نہ بالکل سفید آپ کے چچا ابو طالب نے آپ یوں تعریف کی۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھه   ثمال الیتامی عصمة للارامل

آنحضرت ﷺ کا وہ روشن چہرہ ہے کہ جس کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے آپ ﷺ یتیموں کے فریادرس اور بے سہاروں کے سہارا ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا رنگ چمک دار، پسینے کے قطرے جسم اطہر پر یوں لگتے جیسے موتی ہیں چلتے تو جھکاؤ آگے کی جانب ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک سب لوگوں سے زیادہ حسین اور روشن تھا جب بھی کسی تعریف کرنے والے نے آپ کی تعریف کی ہے تو چہرہ مبارک کو

چودھویں کے چاند (۷) سے تشبیہ دی ہے لوگ کہا کرتے کہ آپ ﷺ کی تعریف میں ابو بکر نے بالکل نہیں کہا ہے۔

امین مصطفے .للخیر یدعوا   کضوء البدر زایله الغمام

آنحضرت ﷺ امین ہیں چنے ہوئے ہیں اور بھلاتی کی طرف بلانے والے ہیں جیسے چودھویں رات کے چاند کی روشنی اندھیری رات میں ظاہر ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سفید رنگ کے مالک تھے یوں لگتا جیسے بدن مبارک چاندی سے ڈھالا گیا ہو اور بال قدرے خم دار تھے۔

آنحضرت ﷺ سفید رنگ کے، انتہائی خوب صورت اور درمیانہ قد کے تھے۔ آنحضرت ﷺ کا رنگ سفید سرخی مائل آنکھوں کی پتلیاں سیاہ اور پلکیں لمبی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کا رنگ سفید سرخی مائل، سر مبارک بڑا حسین، روشن اور چمک دار چہرہ، پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک سب گردنوں سے زیادہ خوب صورت تھی نہ زیادہ لمبی اور نہ زیادہ چھوٹی گردن مبارک کا جو حصہ ظاہر نظر آتا تھا وہ یوں لگتی جیسے ایسی چاندی کی صراحی ہے جس میں سونے کی ملاوٹ ہے چاندی کی سی سفیدی اور سونے کی سی سرخی کے ساتھ وہ (گردن) چمکتی نظر آتی۔

آنحضرت ﷺ سے زیادہ حسین ہونٹ کسی کے نہیں منہ مبارک بند ہوتا تو ہونٹ اتنے لطیف لگتے کہ کسی اور کے نہ ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا جسم اطہر کا گوشت لٹکتا نہ تھا بلحہ آئینے کی طرح ہموار اور چاند کی طرح روشن تھا۔

آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر تین سلوٹیں تھیں جن میں سے ایک تہبند

کے نیچے چھپ جاتی تھی۔

ام ہانی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کے پیٹ مبارک کو دیکھا یوں لگتا تھا جیسے تہہ کیئے ہوئے اوپر نیچے رکھے ہوتے کاغذ ہیں۔

محرث کعبی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ ادا فرمایا میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کو دیکھا ایسے لگتی تھی جیسے چاندی کا ڈلا ہو جسے پگھلا کر قالب میں ڈھالا گیا ہو۔

مواہب اللدنیہ میں مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے کنواری پاکیزہ بتول کے بیٹے! میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے اور تجھے جہانوں کے لیے نشانی بنایا ہے بس میری ہی عبادت کر اور مجھی پر بھروسہ رکھ اہل سوران کو بتادے کہ میں ہوں اللہ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور نظام کائنات کو قائم رکھنے والا ہے اور انہیں کہہ کہ تصدیق کریں اس نبی امی کی جو اونٹ کی سواری کرنے والے جہاد کرنے والے، سر پہ عمامہ اور پاؤں میں جوتا پہننے والے، چوڑی پیشانی والے، سلے (۸) ہوئے ابروؤں والے، لمبی پلکوں والے، سیاہ آنکھوں والے، بلندی مائل ناک والے، ہموار رخساروں والے، گھنی داڑھی والے جن کے چہرے پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح نظر آئیں گے اور کستوری جیسی خوشبو آئے گی اور جن کی گردن صراحی جیسی ہوئی۔

ابن اثیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ابروؤں کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ بال گنجان تھے اور آپس میں ملے ہوئے نہ تھے۔

جب آئینہ دیکھتے تو دعا پڑھتے

آنحضرت ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے : الحمد لله الذی سوی

خلقی فعدله و کرم صورة وجهی فحنها و جعلنی من المسلمین . سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے سر سے جسم کو تناسب و موزوں بنایا میرے چہرہ کی بناوٹ کو فضیلت و حسن سے نواز اور مجھے مسلمان بنایا کبھی یہ دعا پڑھتے : الحمد لله الذی حسن خلق و خلقی وزان مهنی ما شان من غیری. سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جن نے میری صورت اور سیرت کو حسن بخشا اور جو اعضاء دوسروں کے عیب دار بنائے وہ میرے موزوں اور خوب صورت بنائے۔

ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مشابہت

آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے میں آدم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام صورت و سیرت میں مجھ جیسے تھے۔

جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے انبیاء دکھائے گئے میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا قبیلہ شنواہ کے لوگوں کی طرح دبلے پتلے بدن کے آدمی تھے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو جو لوگ میری نظروں میں ہیں ان میں سے عروہ بن مسعود ان سے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت تمہارے صاحب یعنی آپ ﷺ کی نظر آئی جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ساتھ زیادہ مشابہت دحیہ کلبی کی نظر آئی شنوۂ یمن کا ایک قبیلہ ہے جن کے لوگ درمیانے قد کے ہوئے ہیں۔

مہر نبوت

آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک چوڑی تھی دونوں کندھوں کے درمیان دائیں کندھے کے قریب مہر نبوت تھی اس میں ایک سیاہ داغ تھا جس کا رنگ مائل بہ

زردی تھا اور اس کے ارد گرد کچھ بال پیہم گھوڑے کی ایال کے بالوں کی طرح کے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھی جیسے کبوتر کا انڈا ہوتا ہے حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ سلمان فارسی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے یہ اس وقت کی بات ہے جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لا چکے تھے ایک خوان جس پر تازہ کھجور تھیں لے کر حاضر خدمت ہوئے اور سامنے رکھ دیا پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: آپ اور آپ کے صحابہ کے لیے صدقہ فرمایا: اسے اٹھا لو ہم صدقہ نہیں کھاتے سلمان نے وہ خوان اٹھا لیا دوسرے دن پھر اسی طرح خوان پر کھجوریں لے کر حاضر ہوئے پوچھنے پر عرض کیا کہ ہدیہ ہے آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ہاتھ بڑھاؤ (یعنی کھانا شروع کرو) پھر سلمان نے پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی اور ایمان لے آئے مسلمان اس وقت کسی یہودی کے غلام تھے آنحضرت ﷺ نے انہیں خرید لینے کا ارادہ فرمایا: کچھ رقم اور کھجوروں کا ایک باغ جسے سلمان لگائیں اور اس میں اس وقت تک کام کریں جب کہ وہ پھل دینا شروع کر دے قیمت ٹھہری۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست اقدس کے ساتھ کھجوریں لگائیں صرف ایک کھجور عمر نے لگائی اس ایک کے سوا ساری کھجوروں پر اسی سال پھل لگ گیا دریافت فرمایا: اس ایک کھجور کو کیا ہوا حضرت عمر نے عرض کیا: یہ کھجور میں نے لگائی تھی وہ کھجور اکھیڑ کر آنحضرت ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اس کی جگہ کھجور لگا دی یہ کھجور بھی اسی سال پھل لے آئی۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

علامہ جہانی علیہ الرحمتہ نے مختلف روایات میں جو الفاظ قابل وضاحت تھے ان کے معانی بھی بیان فرمائے ہیں عربی عبارت بھی ساتھ ہوتی تو ان الفاظ کی جو وضاحت علامہ نے کی ہے وہ درمیان میں لکھ دی جاتی مگر اب جب کہ عربی عبارت

ساتھ نہیں اور صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے الفاظ کے معانی دوران مضمون بیان کیے جاتے تو اس کا نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ ہوتا بلکہ قاری کے ذہن میں انتشار کا ایک باعث ہوتا اس لیے یہ مناسب سمجھا کہ ہر فصل کے ترجمہ کے اختتام پر وہ تفسیر بھی لکھ دی جائے تاکہ طالب علم حضرات کے لیے فائدہ مند ثابت ہو اور عام قاری ہر مضمون کو تسلسل کے ساتھ ذہن میں محفوظ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ (مترجم عفی عنہ)

الطویل البائن: جس کا لمبا ہونا ظاہر ہو۔ **الابیض الالھق**: بہت سفید رنگ جس میں سرخی نہ ہو۔ **الادم**: گندمی رنگ والا۔ **الجعد القلط**: جس کے بال سخت گھنگریالے ہوں۔ **السبط**: لٹکے ہوئے بالوں والا جس کے بالوں میں گھنگریالہ پن نہ ہو۔ **الرجل**: جس کے بال کسی قدر گھنگریالے ہوں۔ **الجمه**: گنجان بال جو۔ **وفرہ**: (کانوں کی لو تک بال) اور **لمه** (کانوں کی لو تک بال) اور **لمه** (کانوں کی لو سے ذرا بڑھے ہوئے بال) سے زیادہ ہوتے ہیں۔ **ششن**: غلیظ۔ **الکرادیس**: کردوس کی جمع۔ ہڈیوں کے ملنے کی جگہ (جوڑ) جیسے گھٹنا۔ **کندھا المربه**: باریک بالوں کی لکیر سینے سے لیکر ناف تک جیسے باریک چھڑی ہو۔ **التکفوء**: آگے کی طرف جھکاؤ جیسے کشتی چلتی ہوئی کا جھکاؤ آگے کا جھکاؤ آگے ہوتا ہے۔ **الصبب**: پست زمین۔ **المطھم**: بہت موٹا **المکلثم**: گول چہرے والا۔ **ادعج للعینین**: سخت سیاہ آنکھوں والا۔ **اھدب الاشفار**: لمبی پلکوں والا۔ **مشاش**: ہڈیوں کے سرے۔ **الکتد**: کندھوں کا درمیان فاصلہ۔ **اجرد**: جس کے جسم پر بال نہ ہوں۔ **تقلح**: قوت کے ساتھ چلا۔ **اللھجه**: کلام۔ **العریکه**: طبیعت۔ **البدیھة**: اچانک۔ **ضلیع الفم**: کھلے منہ والا۔ یہ فصیح ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لیے محمود چیز ہے۔ **اشکل العینین**: آنکھوں کی سفیدی میں سرخی والا۔ **منھوس العقبین**: ایڑیوں پر کم گوشت والا۔ **اسیل الخدین**:

ابھرے ہوئے نہ تھے۔ ہموار۔ **الاکحل** : جس کی آنکھیں قدرتی طور پر سیاہ ہوں۔ **شبح الذراعین** : جس کا کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک بازوؤں کا حصہ موٹا ہو۔ **الفخم** : اپنی ذات میں شاندار ہستی۔ **المفخم** : دوسروں کی نظر میں عزت والا۔ **المشذب** : لمبا پتلا۔ **رجل الشعر** : لٹکے ہوئے بالوں کی لو سے نیچے اور کندھوں سے اوپر تک کے بال۔ **ازھر** : چمک دار رنگت والا۔ **ازج الحواجب** : خم دار ابروؤں والا۔ **السوابغ** : کامل۔ **اقنی العرنین** : پتلی لمبی ناک جو درمیان سے تھوڑی سی اونچی ہو۔ **اشم** : ناک کے اونچے بالہ والا۔ **اشنب** : سفید اور چمک دار دانتوں میں ذرا ذرا فاصلہ ہو۔ **رمیہ** : سنگ مرمر وغیرہ سے تراشی ہوئی مورتی۔ **البادن** : موٹا آدمی جس کا موٹاپا درمیانے درجے کا ہو۔ **المتجرد** : وہ عضو جس پر بال نہ ہوں۔ **اللبہ** : سینے کا بالائی حصہ۔ **الوحب** : واسع۔ **کھلد سائل الاطراف** : جس کی انگلیاں مناسب حد تک لمبی ہوں۔ **خمصان الاخمصین** : قدم کے درمیان کا وہ حصہ جو زمین پر قدم رکھتے وقت زمین کے ساتھ نہیں لگتا اخمص کہلاتا ہے جس کے قدم درمیان سے زمین پر نہ لگتے ہوں یعنی پاؤں میں جو اونچائی ہوتی ہے وہ ہو اسے **خمصان الاخمصین** کہتے ہیں۔ **المسیح املس** : نرم۔ **ینبو** : دور ہو جاتا تھا اثر جاتا تھا۔ **اذازال زال قلعاً** : جب چلے تو اپنے پاؤں قوت کے ساتھ اٹھائے۔ **ذریع المشیۃ** : خلقی طور پر لمبے قدم اٹھانے والا۔ تکلیف کے ساتھ ایسا نہ کرتا ہو۔ **الملاحظہ** : گوشہ چشم سے دیکھنا۔ آنکھ کے اس کونے سے جو کنپٹی کی جانب ہوتا ہے۔ **یسوق اصحابہ**۔ صحابہ کو آگے کر دیتے تھے۔ **یبدر** : پہل کرنا۔ **الحموشہ** : پتلا پن پنڈلیوں کا پتلا ہونا محدود شے ہے۔ **الھوینا** : قدموں کا قریب قریب پڑنا۔ **اضحیان** : روشن۔ جن راتوں میں پورا چاند چمکتا ہے۔ **المقصد** : لمبا اور چھوٹا ہونے کے درمیان درمیان۔ **المشرق** : روشن۔

ملت الجبین : چوڑی پیشانی والا۔ **ادعج العینین** : بہت کالی آنکھوں والا۔ **اقنی الانف** : لمبی پتلی ناک جو درمیان سے تھوڑی سی بلند ہو رکھنے والا۔ **ضرب** : نوع۔ قسم۔ **شنوۃ** : یمن کا ایک قبیلہ جس کے لوگ درمیانے قد کے ہوتے ہیں۔

نظر اور سرمہ لگانا

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کی نظر اور سرمہ لگانا

نگاہ مبارك كا اعجاز

رسول اللہ ﷺ جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اسی طرح رات کے اندھیرے میں بھی دیکھ لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جس طرح سامنے دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے کھڑی صفوں کو ملاحظہ بھی فرما لیتے تھے آنحضرت ﷺ ثریا میں گیارہ تارے دیکھتے تھے

بعض عادت مبارکہ

آنحضرت ﷺ اندھیرے کمرے میں چراغ جلائے بغیر نہ بیٹھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو جاری پانی اور سبزہ کو دیکھنا بہت پسند تھا۔

آنحضرت ﷺ کو لیموں اور سرخ کبوتر دیکھنا بہت پسند تھا۔

سرمہ لگانے کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ کا آنکھوں میں دو دو سلائیاں ڈالتے اور ایک سلائی کو دونوں آنکھوں میں پھیر لیتے یعنی دونوں آنکھوں میں دو دو سلائیاں اور ایک کو دونوں میں تقسیم فرما لیتے اس طرح مجموعہ وتر ہوتا (پانچ سلائیاں)

آنحضرت ﷺ سرمہ ڈالتے وقت طاق عدد کی رعائت فرماتے اور استنجا کے لیے ڈھیلے لیتے وقت بھی۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے ہر رات تین سلائیاں ایک آنکھ میں اور تین دوسری میں ڈالتے۔(۹)

پانچ چیزیں ہمیشہ ساتھ رہتیں

سفر و حضر میں پانچ چیزیں ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتیں تھیں

۱۔آئینہ ۲۔سرمہ دانی ۳۔ کنگھی ۴۔مسواک ۵۔مدری۔

مدری لوہے یا لکڑی کی کنگھی کے دندانے کی شکل کی سیخ کو لمباتی میں دندانے سے لمبی ہوتی ہے چپکے ہوئے بالوں میں کنگھی کرنے کے کام آتی ہے۔

اثمد کا سرمہ

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اثمد کا سرمہ لگایا کرو، یہ نگاہ کو روشن کرتا ہے اور پلکیں بھی خوب اگاتا ہے۔ الباجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جن کی آنکھیں تندرست ہوں بیمار آنکھ والے کے لیے نہیں کیونکہ انہیں یہ سرمہ تکلیف دیتا ہے۔ اثمد معدنی پتھر ہے اس کی کان بلاد مشرقیہ میں ہے سیاہ سرخی مائل رنگ کا ہوتا ہے۔

علامہ باجوری علیہ الرحمۃ اثمد سے نظر کے تیز ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو یہ سرمہ لگاتے رہتے ہوں جسے عادت نہ ہو وہ یہ سرمہ لگائے تو (بعض اوقات) آنکھیں دکھنے لگتی ہیں۔

بال، بالوں میں سفیدی، خضاب اور اس سے متعلقہ امور

تیسری فصل: آنحضرت ﷺ کے بالوں، بالوں میں سفیدی آجانے، خضاب اور اس سے متعلقہ چیزوں کے بیان ہیں

سر کے بال

رسول اللہ ﷺ کسی قدر گھنگریالے بالوں والے تھے بال مبارک نہ بالکل سیدھے اور نہ سخت گھنگریالے جب آپ ﷺ ان میں کنگھی کر چکتے تو جیسے ریت میں ہوا سے لہریں پڑ جاتی ہیں ویسی ہی ان میں معلوم ہوتیں بعض اوقات بالوں کو چار لچھوں میں تقسیم فرما دیتے ایک ایک کان کے اگلی جانب اور ایک ایک پچھلی جانب اور کبھی کانوں کے اوپر ڈال دیتے اس طرح (سیاہ بالوں کے درمیان) گردن کا اگلا حصہ چمکتا ہوا نظر آتا۔

آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو سے نیچے اور کندھوں سے اوپر ہوتے کبھی بال مبارک کندھوں کو چھو رہے ہوتے تھے جب کہ اکثر حالت یہ تھی کانوں کی لو تک ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ حسین جسم کے مالک تھے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ ذرا زیادہ تھا بال مبارک کبھی کندھوں تک اور کبھی کانوں کی لو تک اور بعض اوقات

نصف کانوں تک بھی ہوتے۔

مانگ نکالنا

آنحضرت ﷺ بالوں کو بغیر مانگ نکالے ویسے ہی چھوڑ دیتے تھے مشرکین مکہ مانگ نکالتے تھے جب کہ اہل کتاب ویسے ہی (بغیر مانگ نکالے) چھوڑ دیتے تھے آپ ﷺ کو ان امور میں جن میں کوئی حکم نازل نہ ہوا ہو تا اہل کتاب کی موافقت پسند تھی مگر بعد میں مانگ نکالنا شروع فرمادی تھی۔

داڑھی مبارک

آنحضرت ﷺ کی داڑھی مبارک کا اگلا حصہ بڑا ہی خوب صورت دکھائی دیتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی داڑھی مبارک کو بڑھاتے اور مونچھوں کو کترواتے تھے۔ آنحضرت ﷺ داڑھی مبارک (بڑھ جانے کی صورت میں) لمبائی سے بھی اور چوڑائی سے بھی کترواتے تھے: آنحضرت ﷺ داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ مسواک اور کنگھا ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور جب داڑھی مبارک میں کنگھی فرمارہے ہوتے تو آئینے میں دیکھتے۔ آنحضرت ﷺ جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرتے۔

آنحضرت ﷺ غم کی حالت میں داڑھی مبارک کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس کی طرف دیکھتے۔ آنحضرت ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کے ساتھ داڑھی مبارک میں خلال کرتے۔

تیل کا استعمال

آنحضرت ﷺ سر مبارک میں تیل کا استعمال کثرت سے فرماتے اسی طرح

داڑھی مبارک میں کنگھی اور سر انور پر قناع کا استعمال بھی کثرت سے فرماتے۔

قناع وہ کپڑا جو تیل لگانے کے بعد سر پر رکھا جاتا ہے تاکہ کپڑے اور عمامہ خراب نہ ہو۔

آنحضرت ﷺ جب تیل لگانے کا ارادہ فرماتے تو بائیں ہتھیلی پر تیل انڈیلتے ابتداء بھوؤں سے ہوتی پھر آنکھوں کی باری آتی اور پھر سر پر تیل لگاتے۔

کنگھی کرنا

آنحضرت ﷺ کنگھی کرنے، وضو کرنے اور جوتا پہننے بلکہ ہر کام میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے بایاں ہاتھ استنجا اور اسی طرح کے ایک کاموں (جیسے ناک صاف کرنا وغیرہ) کے لیے تھا جب آپ ﷺ سوتے یا لیٹتے تو دائیں پہلو پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹتے۔

آنحضرت ﷺ دایاں ہاتھ کھانے، پینے، وضو، کپڑے پہننے، کوئی چیز لینے یا کسی کو کچھ عطا کرنے کے وقت استعمال فرماتے اور دیگر کاموں کے لیے بایاں ہاتھ تھا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں بھی رسول اللہ ﷺ کے سر انور میں کنگھی پھیرا کرتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کنگھی گاہے گاہے پھیرتے تھے۔

سفید بال

آنحضرت ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں تھوڑے سے، تقریبا سترہ بال سفید تھے۔

ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بوڑھے ہوگئے ہیں تو فرمایا مجھے سورۂ ھود، سورۂ واقعہ، مرسلات، عم یتسائلون اولاذالشمس کورت جیسی

سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں قیامت کے احوال اور ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے امت (کی ہلاکت) کا خوف پیدا ہوتا تھا۔

خضاب

حضرت ابوہریرہ سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا؟ فرمایا ہاں۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس کے پاس رسول اللہ ﷺ کے بال دیکھے جن پر خضاب کا رنگ تھا۔

صحیحین (بخاری و مسلم) میں بہت سے طریقوں سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خضاب نہیں لگایا اور آپ ﷺ کے سفید بال اتنے ہوتے ہی نہیں کہ خضاب کی ضرورت پڑتی یہ خضاب ان لوگوں نے کیا جس کے پاس یہ بال تھے تاکہ زیادہ عرصہ تک باقی رہیں۔

صحیحین اور سنن ابوداؤد میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ داڑھی مبارک کو ورس (۱۰) اور زعفران کے ساتھ زرد رنگ دیتے تھے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا؟ فرمایا آپ ﷺ کے بال اتنے سفید ہی نہیں ہوئے کہ خضاب کی ضرورت پڑتی بس کنپٹی پر کچھ بال سفید تھے ہاں البتہ حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم کا خضاب لگایا ہے۔

نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مختار مذہب یہی ہے کہ کبھی کبھی آپ ﷺ نے بالوں کو رنگا مگر زیادہ تر خضاب نہیں فرمایا جس نے جو دیکھا روایت کر دیا سب راوی

سچے ہیں۔

آنحضرت ﷺ سفید بالوں کے رنگ کو بدلنے کا حکم عجمیوں کی مخالفت کے لیے صادر فرماتے تھے۔

غیر ضروری بالوں کی صفائی

رسول اللہ ﷺ ہر ماہ غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے نورہ (بال صاف کرنے کا پوڈر) استعمال فرماتے تھے اور ہر پندرہ دن بعد ناخن تراشتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب نورہ کا استعمال فرماتے تو زیر ناف و شرم گاہ پر اپنے ہاتھ سے لگاتے۔

آنحضرت ﷺ جب نورہ کا استعمال فرماتے تو پہلے اپنی شرم گاہ پر اپنے ہاتھ سے لگاتے پھر باقی بدن پر ازواج (میں سے کوئی ایک) لگا دیتے۔

بال اور ناخن کٹوانا

آنحضرت ﷺ جمعہ کے روز (نماز کے لیے) روانگی سے قبل ناخن کاٹتے اور مونچھیں کترواتے۔

آنحضرت ﷺ بال اور ناخن (کٹوانے کے بعد) دفن کر دینے کا حکم دیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ انسان کی سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم دیتے تھے:

۱۔ بال ۲۔ ناخن ۳۔ خون ۴۔ عورتوں کا حیض کے خون والا کپڑا ۵۔ دانت ۶۔ نامکمل بچہ جو اسقاط حمل کے نتیجہ میں وقت سے پہلے ہو ۷۔ وہ خول جس میں بچہ ہوتا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نائی سر انور کے بال مونڈھ رہا تھا صحابہ ارد گرد جمع تھے اور ہر ایک کی کوشش یہ تھی کہ بال مبارک (زمین پر گرنے کی بجائے) اس کے ہاتھ پر گریں۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

الغدائر : مینڈھیاں، لچھے واحد غدیرہ حبك :اس کا واحد حباک۔ ریت میں سے گزرنے والا رستہ سدل الشعر :بالوں کا لٹکا ہونا۔ السبلہ :داڑھی کا اگلا حصہ اور وہ جو سینے پر پھیلا ہوتا ہے۔

چوتھی فصل: آنحضرت ﷺ کے پسینہ اور اس کی پاکیزہ خوشبو کے بیان میں

مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو پسینہ بہت آتا تھا

آنحضرت ﷺ کے پسینہ کے قطرے چہرہ مبارک پر یوں لگتے جیسے موتی ہیں اور یہ پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبو والا ہوتا۔

آنحضرت ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوتا تو بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے یوں ظاہر ہوتے جیسے موتی ہیں اگرچہ سردی کا موسم کیوں نہ ہوتا۔

آنحضرت ﷺ ام سلیم (۱۱) کے گھر تشریف لاتے اور وہاں دوپہر کو آرام فرماتے وہ آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھاتے اس پر قیلولہ فرماتے پسینہ بہت آتا تھا یہ پسینہ کو جمع فرماتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں ایک روز وہ پسینہ جمع کر رہی تھیں کہ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا پسینہ سب خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبو والا ہے ہم اسے اپنی خوشبو میں ملاتی ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا: بچوں کیلئے برکت کا سامان کر رہی ہوں فرمایا: تو نے درست کیا۔

آنحضرت ﷺ کی ہتھیلی ریشم سے زیادہ نرم تھی اور خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے ہاتھ میں سے ایسی خوشبو آتی جیسی عطار کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جب کسی سے ہاتھ ملاتے تو وہ سارا دن اپنے ہاتھ سے خوشبو محسوس کرتا رہتا کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو اس کے سر سے ایسی خوشبو آتی کہ دوسرے بچوں میں وہ اس خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی دیبا اور ریشم کو نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔

جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے رخسار کو چھوا دست مبارک میں اپنی ٹھنڈک اور خوشبو تھی یوں لگتا تھا جیسے کسی عطر بیچنے والے کی تھیلی سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔

آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تو آپ ﷺ کی خوشبو کی مہک آتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کسی رستے سے گزر جاتے تو پسینہ مبارک کی خوشبو اس قدر پھیل جاتی کہ پیچھے آنے والا اس سے یہ اندازہ کر لیتا کہ اس راہ سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو قدرتی تھی خوشبو کے استعمال کی وجہ سے نہ تھی۔

عتبہ بن فرقد السلمی کی بیوی ام عاصم فرماتی ہیں کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں اور ہر ایک خوشبو کے استعمال میں کوشش کرتی تاکہ اس کی خوشبو دوسروں سے زیادہ اچھی ہو عتبہ نے کبھی خوشبو نہ لگائی تھی صرف تیل تھا جو داڑھی کو لگایا کرتے تھے مگر ہم سب سے زیادہ بہتر خوشبو ان کے جسم سے آتی تھی باہر نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی میں نے ایک دن عتبہ سے کہا کہ ہم

خوشبو کے استعمال میں بڑی محنت کرتی ہیں مگر اس کے باوجود آپ کی خوشبو سب سے بڑھ کر ہوتی ہے؟ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میرے جسم پر ایک بار آبلے پڑ گئے بارگاہ رسالت میں شکایت کی تو فرمایا: کپڑے اتارو میں نے ایک کپڑا شرم گاہ پر ڈال لیا اور باقی کپڑے اتار ڈالے آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس میں اپنا تھوک مبارک لیا اور پھر میری پشت اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا (تو بیماری جاتی رہی) اور اس دن سے میرے جسم سے یہ خوشبو آنے لگی۔

ابو یعلی وطبرانی نے اس آدمی کا قصہ نقل کیا ہے جو اپنی بیٹی کی رخصتی کے لیے مدد کا طالب ہوا آپ ﷺ نے ایک شیشی منگوائی اور اس میں اپنا پسینہ ڈال دیا فرمایا اسے کہنا یہ خوشبو لگالے جب وہ خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس خوشبو کی مہک محسوس فرماتے اور اس گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) رکھ دیا۔

پانچویں فصل: خوشبو کا استعمال

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک سکہ تھا جس میں سے خوشبو لگاتے تھے سکہ مختلف خوشبوؤں کے مجموعہ کو کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ یہ کوئی عطر دان ہو جس میں سے خوشبو لگاتے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کستوری کو ہاتھ میں لیتے اور سر اور داڑھی پر لگاتے تھے آنحضرت ﷺ سر مبارک پر خوشبو لگانے کے لیے کستوری استعمال فرماتے تھے۔

حضرت انس کو کوئی خوشبو دیتا تو رد نہ فرماتے تھے اور فرماتے کہ نبی ﷺ خوشبو لینے سے انکار نہ فرماتے تھے۔

ابو عثمان النہدی سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا! جب تم میں سے کسی کو کوئی ریحان پیش کرے تو لینے سے انکار نہ کرو یہ جنت سے نکلی ہوئی چیز ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خوشبو دار پودوں میں سے سب سے زیادہ فاغیہ پسند تھا۔ (فاغیہ مہندی کے پھول کو کہتے ہیں)

آنحضرت ﷺ کو پاکیزہ خوشبو بڑی پسند تھی۔

آنحضرت ﷺ خوشبو (جو لگائی جاتی ہے) اور اچھی بو (جو سونگھی جاتی ہے) پسند فرماتے تھے خود استعمال فرماتے اور خوشبو کے استعمال کی ترغیب دلاتے اور فرماتے تمہاری دنیا سے تین چیزیں ایسی ہیں جن کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے عورت، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز۔

یہ روایت کہ "دنیا کی تین چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے" بے اصل ہے مواہب میں ہے کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ ثلاث (تین) کا لفظ جتنے بھی طریقوں سے یہ روایت بیان کی گئی ہے ان میں سے کسی میں بھی نہیں اس لفظ کی زیادتی معنی کو فاسد کر دیتی ہے۔

ولی عراقی نے بھی امالی میں یہی کچھ فرمایا ان کی عبارت یہ ہے: "حدیث کی کتابوں میں سے کسی میں بھی ثلاث کا لفظ نہیں اور اس حدیث میں یہ لفظ معنی کو فاسد کر دیتا ہے نماز دنیوی امور میں سے نہیں (مہربانی دو چیزیں رہ گئیں) زرکشی وغیرہ نے بھی یہی تصریح کی ہے حافظ سخاوی نے المقاصد الحسنہ میں اسی طرح بیان فرمایا اور حافظ ابن قیم نے بھی انکار فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اچھی خوشبو بڑی پسند تھی اور ادنیٰ قسم کی خوشبو کو ناپسند فرماتے تھے۔

اعجاز صوت

چھٹی فصل: آنحضرت ﷺ کی آواز کے بیان میں

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی خوب صورت چہرے والا اور اچھی آواز والا بھیجا اور تمہارے نبی ﷺ ان سب سے زیادہ اچھی صورت اور اچھی آواز والے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی آواز اتنی دور تک پہنچ جاتی تھی جتنی دور تک کسی اور کی آواز نہ پہنچتی تھی حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس کی آواز پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں میں سنی۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ عبداللہ بن رواحہ اس وقت بنو تمیم میں تھے انہوں نے یہ آواز سن لی اور اسی جگہ بیٹھ گئے[1]

عبدالرحمان بن معاذ تمیمی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا اللہ نے ہمارے کانوں کو کھول دیا ہم سب اپنی اپنی جگہ آواز سن رہے تھے۔

ام ھانی فرماتے ہیں کہ ہم رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے قرآن پڑھنے کی آواز کو جب کہ آپ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت کر رہے ہوتے اپنے گھروں میں چارپائیوں پر سن لیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو غصہ (جو اللہ کے لیے ہوا کرتا) میں شدت آجاتی اور آواز یوں بلند ہو جاتی جیسے کسی لشکر کی چڑھائی کی خبر دینے والے کی ہوتی ہے جب کہ وہ صبحکم و مساکم کہہ کر پکارتا ہے۔

ساتویں فصل: غضب و سرور

رسول اللہ ﷺ جب غصہ کی حالت میں ہوتے تو چہرہ مبارک کی صفائی کی وجہ سے غصہ اور غصہ کے ٹھنڈا ہو جانے کا پتہ چل جاتا تھا۔

آنحضرت ﷺ جب غصے ہوتے تو رخسار مبارک سرخ ہو جاتے بیٹھے ہوتے تو پہلو کے بل لیٹ جاتے اس سے آپ ﷺ کا غصہ جاتا رہتا۔

آنحضرت ﷺ جب غصہ کی حالت میں ہوتے تو سوائے حضرت علی کے کوئی بات کرنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کو غصہ سب لوگوں کی نسبت زیادہ دیر سے آتا اور راضی ہونے کے اعتبار سے بہت جلد راضی ہو جانے والے تھے۔

آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لیے کسی سے غصہ نہ ہوتے تھے آپ ﷺ ناراض ہوتے تو صرف اللہ کے لیے ہوتے تھے حق کو ضرور نافذ کرتے اگرچہ اس میں کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑتا۔

آنحضرت ﷺ جب کسی شے کو ناپسند فرماتے تو چہرہ انور سے پتہ چل جاتا تھا۔

خوش ہونا

آنحضرت ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ مبارک چمک اٹھتا جیسے چاند چمک رہا ہو۔ (بخاری کتاب الغازی باب مرضی النبی ﷺ)

آنحضرت ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ مبارک آئینے کی طرح ہو جاتا یوں لگتا جیسے دیواروں کا عکس اس میں نظر آرہا ہے۔

آٹھویں فصل: ہنسنا، رونا اور چھینکنا

تبسم فرمانا

رسول اللہ ﷺ جب تبسم فرماتے تو (دندان مبارک کی) چمک اس طرح پڑتی جیسے بجلی چمکی ہو اور دندان مبارک یوں سفید نظر آتے جیسے اولے ہوں۔

آنحضرت ﷺ کا ہنسنا زیادہ تر تبسم ہی ہوا کرتا تھا۔

عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم فرماتے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس طرح ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ سارا منہ کھل جائے یہاں تک ان کے حلق کے کوے کو دیکھوں۔ عبداللہ بن الحارث سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ہنسنا تبسم کی صورت میں ہی ہوا کرتا تھا۔

آنحضرت ﷺ جب بھی بات کرتے تو لبوں پر مسکراہٹ ہوتی۔

آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھ کر صحابہ کا ہنسنا بھی پیروی اور تعلیم کی خاطر تبسم ہی ہوتا تھا۔ جب صحابہ کرام بارگاہ رسالت میں بیٹھتے تو یوں جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (کہ معمولی سی حرکت سے اڑ جائیں گے)

آنحضرت ﷺ کو جب ہنسی آتی تو منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ تبسم فرمانے والے اور ذات کے اعتبار سے سب سے زیادہ پاکیزہ تھے۔

احادیث میں نبی اکرم ﷺ کے اس طرح ہنسنے کا بیان بھی آیا ہے کہ داڑھیں

نظر آنے لگیں اگرچہ غالب حال یہی تھا کہ تبسم فرماتے حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اسے بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا ایک آدمی لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو اور بڑے بڑے گناہ چھپائے رکھو۔ کہا جائے گا تو نے فلاں دن فلاں، فلاں گناہ کیا تھا؟ وہ اقرار کرتا چلا جائے گا انکار نہیں کر سکے گا اور اپنے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ڈر رہا ہوگا حکم ہوگا اس نے جتنے گناہ کیئے ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی دی جائے اس پر وہ کہے گا کہ میرے تو بہت بڑے بڑے گناہ بھی ہیں جو یہاں نظر نہیں آرہے ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ یہ بیان فرما کر ہنسے اور اتنے زور سے ہنسے کہ داڑھیں نظر آنے لگیں۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں اس آدمی کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا گھسٹتا ہوا نکلے گا اسے کہا جائے گا کہ جا اور جنت میں داخل ہو جا وہاں جا کر وہ دیکھے گا کہ لوگوں نے سب مقامات پر قبضہ کر رکھا ہے لوٹ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ وہاں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے فرمایا جائے گا: یاد ہے وہ زمانہ جس میں تو تھا (اس کی وسعت و فراغی کا کیا عالم تھا) عرض کرے گا ہاں فرمایا جائے گا اچھا کچھ تمنا کر وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا فرمایا جائے گا جو تمنائیں تم نے کیں وہ بھی تجھے عطا کرتے ہیں اور تمام دنیا سے دس گنا زائد بھی عرض کرے گا بادشاہوں کا بادشاہ ہو کر میرے ساتھ تمسخر فرماتا ہے؟ ابن مسعود فرماتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ اس زور سے ہنسے کہ داڑھیں نظر آنے لگیں۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سعد فرماتے تھے میں نے نبی اکرم ﷺ کو جنگ خندق کے روز اس طرح ہنستے دیکھا کہ داڑھیں نظر آرہی تھیں راوی

نے پوچھا وجہ کیا تھی؟ فرمایا: ایک کافر کے پاس ڈھال تھی سعد تیر اندازی کر رہے تھے اور وہ ڈھال سے اپنے ماتھے کا بچاؤ کر لیتا تھا بلآخر سعد نے تیر کمان میں چڑھایا (اور انتظار کرنے لگے) جب اس نے سر اٹھایا تو سعد نے تیر چلا دیا یہ تیر خطا نہ گیا اس کی پیشانی پر لگا وہ فوراً زمین پر آرہا اور ٹانگ اوپر کو اٹھ گئی نبی پاک ﷺ (یہ دیکھ کر) ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھا سواری لائی گئی جب آپ نے رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا **بسم اللہ** جب اس کی پشت پر ٹھیک طرح سے بیٹھ گئے تو فرمایا الحمد للہ پھر یہ دعا پڑھی **سبحان الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون.** پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ورنہ ہم میں اس کے مطیع بنانے کی طاقت نہ تھی اور ہم لوگ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں پھر تین بار **الحمد للہ** اور تین بار اللہ اکبر کہا بعد ازیں یہ دعا پڑھی **سبحانك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا يغفر الذنوب الا انت.** تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا مجھے معاف فرما تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں پھر آپ ہنسے (ابن ربیعہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا اے امیر المومنین؟ آپ کیوں ہنسے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا جس طرح میں نے کیا اور پھر آپ ہنسے تھے میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ اپنے اس بندہ پر خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور فرماتا ہے کہ میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا رونا

جس طرح رسول اللہ ﷺ کا ہنسنا قہقہہ (۱۲) کے بغیر ہوتا تھا اسی طرح

رونے میں بھی کوئی آواز بلند نہ ہوتی تھی اور نہ ہی چیخ و پکار ہوتی آنکھوں میں آنسو بھر آتے، پھر بہنے لگتے اور سینہ مبارک سے ایسی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا رونا میت پر رحم کھاتے ہوئے اپنی امت کے غم میں عبد اللہ بن الشخیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی آپ ﷺ پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے سینہ سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے ہنڈیا کے جوش کی ہوتی ہیں۔

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے کہا کہ قرآن سناؤ عرض کیا: آپ پر ہی تو اترا ہے اور آپ ہی کو سناؤں؟ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں فرماتے ہیں: میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی جب اس آیت پر پہنچا" **فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤ لاء شهيدا**" تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے (بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء **فكف اذ اجئنا**)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چھوٹی بیٹی (یہ نواسی تھی) کو جو اس وقت آخری سانس لے رہی تھی اپنی گود میں رکھا تو اس کی جان نکل گئی ام ایمنؓ کی چیخ نکل گئی نبی ﷺ نے فرمایا: کہ تو نبی کے سامنے اس طرح رو رہی ہے؟ یہاں رونے سے مراد ایسا رونا ہے جس سے منع کیا گیا ہے جس میں چیخ و پکار ہو جو جزع و فزع پر دلالت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری نگاہیں آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ رہی ہیں فرمایا یہ (ممنوع) رونا نہیں ہے بلکہ یہ تو رحمت (کی علامت) ہے مومن کو ہر حال میں بھلائی ہی نصیب ہوتی ہے اس کی روح اس حال میں قبض کی جا رہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے۔

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے جنازے میں شامل ہوتے آپ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا چشمان مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کی میت کو بوسہ دیا اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے یہ عثمان آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہت بہتے تھے ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو آپ ﷺ نے نماز میں رونا شروع فرمادیا آپ ﷺ پھونکیں مار رہے تھے اور بارگاہ ایزدی میں عرض کررہے تھے کہ اے رب! کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمار کھا ہے جب تک میں ان میں موجود ہوں اور جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان کو عذاب نہ دے گا اے رب! ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا چھینکنا

رسول اللہ ﷺ کا چھینکنا اس طرح ہوتا تھا کہ جب چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ کر آواز کو پست کرتے۔ آنحضرت ﷺ کو جب چھینک آتی تو **الحمد للہ** کہتے اور جواب میں کہا جاتا رحمت اللہ اس پر آپ ﷺ فرماتے **یھدیکم اللہ ویصلح بالکم**۔ (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کو اچھا کردے)

آنحضرت ﷺ کو مسجد میں زوردار چھینک ناپسند تھی۔ آنحضرت ﷺ کو چھینک کے وقت آواز بلند کرنا بھی ناپسند تھا۔

جماہی

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کوئی اور جماہی لیتا تو یہ بات بھی ناپسند تھی رہی آپ کی اپنی ذات تو وہ جماہی سے پاک تھی اور اللہ کا ہر نبی جماہی لینے سے پاک ہوتا ہے۔

نویں فصل: گفتگو اور خاموشی

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح لگاتار جلدی جلدی گفتگو نہ فرماتے تھے بلکہ صاف صاف، ہر مضمون دوسرے سے جدا ہوتا اور پاس بیٹھنے والے بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیتے۔

آنحضرت ﷺ کی گفتگو میں ترسیل (ٹھہر ٹھہر کر بات کرنا) تھی۔

آنحضرت ﷺ اس طرح گفتگو فرماتے کہ ہر سننے والا اسے یاد کرلیتا۔

آنحضرت ﷺ اپنی بات کو تین مرتبہ دہراتے تھے حتی کہ بات خوب سمجھ لی جاتی اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لائے تو سلام بھی تین مرتبہ فرماتے۔

آنحضرت ﷺ جب بات چیت کرنے بیٹھتے تو کثرت کے ساتھ نگاہ مبارک آسمان کی جانب اوپر اٹھاتے۔ آنحضرت ﷺ بات اتنی ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ اگر کوئی کلمات کو گننا چاہتا تو گن سکتا۔

آنحضرت ﷺ بڑی بڑی دیر تک خاموش رہتے تھے۔

آنحضرت ﷺ زیادہ تر خاموش رہتے بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے اور اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات آپ ﷺ کے سامنے کرتا جو اچھی نہ ہوتی تو منہ پھیر لیتے۔

آنحضرت ﷺ فضول گفتگو سے زبان مبارک کو روکے رکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کم گفتگو کرنے والے اور نرمی سے بات کرنے والے تھے اپنی بات کو دو مرتبہ دہراتے تاکہ خوب سمجھ لی جائے۔

آنحضرت ﷺ کی گفتگو پروئے ہوئے دانوں کی طرح ہوتی (کہ کلمات ایک دوسرے کے پیچھے بڑی موزونیت کے ساتھ آتے جاتے) ہر بڑی بات سے اعراض فرماتے اور جن باتوں کو عرف میں برا سمجھا جاتا ہے اگر ان کا ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایۃ بات

کرتے۔ آنحضرت ﷺ چلتے تو ہر قدم پر اللہ کا ذکر کرتے۔

دسویں فصل: آنحضرت ﷺ کی قوت کے بیان میں

رسول اللہ ﷺ سخت گرفت والے تھے ابن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے کہ مکہ میں ایک بڑا طاقت ور آدمی تھا (۱۳) بڑی اچھی کشتی لڑتا تھا لوگ دور دراز سے اس کے پاس کشتی کے لیے آتے مگر وہ سب کو پچھاڑ دیتا ایک دن وہ مکہ کی ایک گھاٹی میں تھا کہ نبی اکرم ﷺ اس سے ملے اور فرمایا کہ اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ جس چیز کی طرف میں بلاتا ہوں اسے قبول کیوں نہیں کر لیتا؟ بولا اے محمد! کیا تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو تیری صداقت کی گواہی دے فرمایا: اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا کہنے لگا ہاں فرمایا پھر کشتی کے لیے تیار ہو جا اسے پکڑا اور زمین پر دے مارا وہ بڑا متعجب ہوا اس نے مقابلہ کو کالعدم قرار دیتے اور دوبارہ کشتی کی درخواست کی آپ ﷺ نے اسے دوبارہ اور پھر تیسری بار گرا دیا اس پر وہ حیران کھڑا رہ گیا اور کہنے لگا آپ کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔

آنحضرت ﷺ نے رکانہ کے علاوہ اور بھی بہت سے پہلوانوں کو شکست دی ان میں ایک کا نام ابوالاسود الجمعی ہے یہ بڑا سخت آدمی تھا اس کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہوتا دس آدمی اس کے کونے پکڑ کر کھینچتے تا کہ اس کے قدموں کے نیچے سے نکال لیں چمڑا پھٹ جاتا لیکن اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکل سکتا رسول اللہ ﷺ کو اس نے کشتی لڑنے کی دعوت دی اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے ہرا دیں تو آپ پر ایمان لے آؤں گا آپ ﷺ نے اسے گرا دیا مگر وہ ایمان نہ لایا۔

رسول اللہ ﷺ کی جماع کی قوت کے بارے میں حضرت انس فرماتے ہیں کہ رات کے ایک حصہ میں سب ازواج کے پاس تشریف لے جاتے جن کی تعداد گیارہ تھی۔

ابن منیع نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کبھی چاشت کے وقت میں اپنی نو بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے۔

صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل ایک ہانڈی لے کر آئے میں نے اس میں سے کچھ کھایا اور مجھے چالیس مردوں جتنی جماع کی قوت عطا کر دی گئی اس سلسلہ میں حضرت طاؤس اور مجاہد دونوں سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو چالیس سے کچھ اوپر جنتیوں کے برابر جماع کی قوت عطا ہوئی جب کہ زید بن الارقم مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جنتی لوگوں میں سے ہر ایک کو ایک سو مرد کے برابر کھانے، شہوت اور جماع کی قوت حاصل ہو گی۔

الحواشی

۱۔ بوصیری۔ شرف الدین محمد بن سعید کنیت ابو عبداللہ ولادت ۶۰۸ھ وفات ۶۹۵ھ

۲۔ آگے ایک اور روایت آرہی ہے کہ قدم مبارک کے تلوے میں اونچائی تھی دونوں روایات میں جمع کی صورت یہ ہے کہ قدم مبارک کے تلوے کی اونچائی زیادہ نہ تھی جس نے اونچائی کا انکار کیا اس نے زیادہ کا انکار کیا ہے اور جس نے ثابت کی اس نے تھوڑی سی اونچائی کو ثابت کیا (جمع الوسائل فی شرح الشمائل)

۳۔ جب کسی سے مخاطب ہوتے تو چہرہ مبارک اس کی طرف ہوتا جیسا کہ روایات میں گزر چکا کہ کسی کی جانب توجہ فرماتے تو پورے طور پر البتہ ویسے چہرہ مبارک کو پھیرے بغیر آنکھ کے گوشہ سے دیکھتے۔
اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ ملاحظہ سے مراد مراقبہ و مراعاۃ ہے۔
اس صورت میں ترجمہ یہ ہو گا کہ آپ کا دیکھنا اس طرح ہوتا کہ دوسروں کے مقام و مرتبہ کا خیال فرماتے ہوئے ان کی طرف توجہ ہوتی۔
ایک اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا کی چیزوں کی طرف اہل حرص و ہوا لالچی نگاہوں سے دیکھتے ہیں آپ ﷺ کی ذات اس سے مبرا تھی دیکھتے تو گوشہ چشم سے جیسے ان چیزوں کی کوئی رغبت ہی نہ

ہو۔ شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۷

۴۔ یہ نور حسی تھا معنوی نور مراد لینا وہم ہے۔ (شرح زرقانی علی المواہب)

۵۔ سرخ جوڑا: یہ جوڑا مبارک یمنی چادر اور تہبند پر مشتمل تھا سرخ سے مراد بالکل سرخ نہیں بلکہ اس کپڑے میں سرخ خطوط تھے اسی طرح سبز حلہ جو بعض احادیث میں وارد ہے بالکل سبز نہ تھا بلکہ اس میں سبز اور زرد خطوط تھے۔ (مظاہر حق)

۶۔ جیسے سورج کی دھوپ دیوار پر پڑے تو وہ چمک اٹھتی ہے اسی طرح دندان مبارک سے نکلی ہوئی روشنی بھی دیواروں کو روشن کر دیتی تھی۔ (شرح مواہب)

۷۔ یہ تشبیہ تقریب و تمثیل کے طریقہ پر ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ (شرح زرقانی علی المواہب)

۸۔ دونوں ابرو تھے جدا جدا مگر فاصلہ زیادہ نہ تھا سرسری نظر سے ملے ہوئے معلوم ہوتے مگر ذرا غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ جدا جدا ہیں (جمع الوسائل فی شرح الشمائل)

یا یوں کہہ لیجئے کہ دور سے دیکھنے پر ملے ہوئے لگتے تھے اور قریب سے جدا جدا۔ (شرح زرقانی علی المواہب)

۹۔ پہلے ایک آنکھ میں تین سلائیاں ڈالتے اور پھر دوسری آنکھ میں اس طرح نہیں کہ پہلے ایک، ایک آنکھ میں، دوسری، دوسری میں، تیسری سلائی پھر پہلی آنکھ میں وغیرہ۔ (شرح زرقانی علی المواہب)

۱۰۔ ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔

زعفران: ایک قسم کا نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول۔ کیسر۔

۱۱۔ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ازواج مطہرات اور ام سلیم کے گھر کے سوا کسی اور گھر میں آرام نہیں فرماتے تھے ام سلیم پر شفقت کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: "**ارحمها قتل اخوها معي**" اس پر رحم آتا ہے اس لیے کہ اس کا بھائی ہماری طرف سے شہید ہوا (بخاری شریف کتاب الجہاد)

۱۲۔ تبسم، ضحک اور قہقہہ میں فرق ہے تبسم منہ کا بغیر آواز کے کھلنا ضحک تھوڑی سی آواز کا بھی ساتھ پیدا ہونا اور قہقہہ زیادہ آواز کے ساتھ منہ کھلنا (شرح زرقانی علی المواہب)

۱۳۔ رکانہ اس پہلوان کا نام تھا ہار جانے کی صورت میں ایک تہائی بکریاں دینے کا وعدہ کیا آپ ﷺ نے تین بار اسے پچھاڑ دیا اور اس کی ساری بکریاں لی لیں وہ رونے لگا آپ ﷺ نے ساری بکریاں واپس کر دیں وہ اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔ (رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ از ڈاکٹر حمید اللہ)

تیسرا باب

"لباس، بستر، اور ہتھیار"

رسول اللہ ﷺ کے لباس، بستر اور ہتھیاروں کے بیان میں

پہلی فصل

آپ ﷺ کے لباس قمیص، تہبند، چادر، ٹوپی، عمامہ اور اس طرح کی دیگر چیزوں کے بیان میں۔

اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مال کے بارے میں نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ پہ ایک نظر ڈالئے کہ آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں مال غنیمت آپ ﷺ کے لئے حلال کیا گیا حالانکہ آپ سے قبل کسی نبی کے لئے حلال نہ ہوا۔ آپ کی حیات طیبہ میں حجاز، یمن اور سارا جزیرہ عرب اور اس کے ساتھ ملحقہ شام و عراق کے علاقے فتح ہوئے۔ ان مقامات سے اس قدر جزیہ خمس اور صدقات آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے کہ سوائے چند ایک کے کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوئے۔ مختلف ملکوں کے بادشاہوں نے آپ کی خدمت میں ہدایا بھیجے مگر آپ ﷺ نے اپنے لئے کوئی چیز مخصوص نہیں فرمائی اور نہ ہی کوئی درہم (اپنے لئے) روک رکھا بلکہ سارا مال خرچ کر دیا۔ اس مال کے ذریعے دوسروں کو غنی کر دیا اور مسلمانوں کو طاقتور بنا دیا اور

فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا بھی ہو تو مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ رات تک میرے پاس ایک بھی دینار ہو سوائے اس کے جو اپنے قرض کے لئے رکھوں۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس بڑی دولت آئی۔ آپ نے سب تقسیم فرمادی۔ چند دینار باقی بچ گئے جو آپ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے کسی کے حوالے فرمادیئے رات ہوئی نیند نہیں آرہی تھی اٹھے اور انہیں تقسیم فرمادیا اور فرمایا اب مجھے راحت حاصل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ کی زرہ اس قرض کے بدلے میں گروی رکھی ہوتی تھی جو آپ ﷺ نے اپنے اہل و عیال کے لئے لیا تھا۔ اپنے اخراجات لباس اور رہائش میں بقدر ضرورت پر اکتفا فرماتے اور اس سے زائد سے بے رغبتی فرماتے۔

عام طور پر خود چادر، سخت اور موٹا کپڑا اور موٹی لنگی استعمال فرماتے اور حاضرین میں دیبا(۱) کی قبائیں جن پر سونے کے تاروں کا کام ہوتا تقسیم فرماتے اور جو حاضر نہ ہوتے ان کے لئے بھی رکھ لیتے (۲) کیونکہ کپڑوں پر فخر کرنا اور ان سے (بے جا) زینت اختیار کرنا شرف وبزرگی کی خصلتوں میں سے نہیں بلکہ یہ عورتوں کی عادت ہے جو چیز لباس کے سلسلہ میں قابل تعریف ہے وہ ہے کپڑے کا صاف ہونا درمیانی قسم کا ہونا اور اس طرح کا ہونا کہ آدمی کے ہم پلہ لوگ اسے پہنتے ہوں اور اس کا پہننا شان مردانگی کے خلاف نہ ہو۔

آراستگی کی تین قسمیں

مواہب میں ہے کہ شکل وصورت، لباس اور ہیئت میں آراستگی تین قسم کی ہے پہلی قسم پسندیدہ ہے دوسری مذموم اور تیسری کا مدح وذم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

قابل تعریف آراستگی (زینت) وہ ہے جو اللہ کے ہو، اس کی فرمانبرداری، اس کے احکام کے نفاذ اور اس کے حکم پر عمل میں معاون جیسے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جب وفد آتے تو اچھا لباس پہنتے، قتال کے لئے ہتھیار اور جنگ میں ریشمی لباس پہن کر اکڑ کے چلنا بھی اسی قبیل سے ہے جب ان چیزوں سے اللہ کے حکم کی سربلندی اس کے دین کی مدد اور دشمنوں کو جلانا مقصود ہو تو یہ چیزیں پسندیدہ ہیں۔

مذموم (زینت) وہ ہے جو دنیا، ریاست اور فخر و غرور کیلئے ہو اور یہ کہ بندہ بس اسی شے کو اپنا مقصد حیات بنا بیٹھے۔ جب ان دونوں مقاصد میں سے کوئی بھی شے پیش نظر نہ ہو تو انسان جو ہیئت اختیار کرے گا اس کا مدح وذم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جو آسانی سے مل جاتا استعمال فرما لیتے

آنحضرت ﷺ تعین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور نہ ہی کسی خاص قسم (کے کپڑے) کی جستجو فرماتے۔ زیادہ قیمتی ونفیس لباس کی طلب بھی نہ ہوتی بلکہ جو کچھ آسانی سے مل جاتا اسے استعمال فرمالیتے۔ پھر فرمایا کہ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ کے ہاں مومن کی تمام خوبیوں میں سے کپڑوں کی صفائی اور جو میسر ہو اس پر راضی ہونا پسند ہے۔

کپڑوں کی صفائی کا اہتمام

اور حضرت جابر سے ایک حدیث روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا فرمایا: کیا اسے کوئی شے نہیں ملی جس سے کپڑوں کو صاف کرلیتا۔

لباس کے بارے میں عادت مبارکہ

آنحضرت ﷺ لباس ایسا پسند فرماتے جس سے پورا بدن بہتر طور پر ڈھانپا جا سکے۔ بدن کے لئے زیادہ فائدہ مند اور ہلکا پھلکا ہو عمامہ نہ اتنا بڑا کہ اس کے اٹھانے میں تکلیف ہو اور نہ اتنا چھوٹا کہ سر کو گرمی اور سردی سے نہ بچا سکے اسی طرح چادر اور تہبند بھی ایسے ہوتے جو جسم پر ہلکے ثابت ہوں۔

قمیص اور قمیص کی آستین

آنحضرت ﷺ (قمیص کی) آستین زیادہ لمبی نہ رکھتے تھے البتہ کھلی ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو قمیص پہننا تمام کپڑوں میں سب سے زیادہ پسند تھا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس صرف ایک ہی قمیص تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کا کھانا شام کے لئے اور شام کا کھانا صبح کے لئے بچا کے نہ رکھتے تھے اور کسی چیز کا جوڑا بھی اختیار نہیں فرمایا نہ دو قمیص نہ دو چادریں نہ دو تہبند اور نہ ہی دو جوڑے جوتے۔

آنحضرت ﷺ کی قمیص کی آستینیں پہنچوں تک ہوتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کی قمیص کی آستینیں (بعض اوقات) انگلیوں تک بھی ہوتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی قمیص مبارک گٹوں سے اوپر اور آستینیں انگلیوں کے سروں تک ہوتی تھیں۔ (۳)

آنحضرت ﷺ جب قمیص پہنتے تو دائیں طرف سے شروع فرماتے۔

قرہ بن ایاس فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ مزینہ کے ایک گروہ میں حاضر ہوا تاکہ ہم لوگ بیعت کریں۔ قمیص مبارک کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر (تبرکاً) مہر نبوت کو چھوا۔

حبر : آنحضرت ﷺ کو کپڑوں میں حبر (عنب کے وزن پر یعنی منقش چادر) زیادہ پسند تھی۔

سبز رنگ کے کپڑے : آنحضرت ﷺ کے پاس دو سبز چادریں تھیں جن میں سبز خلوط تھے بالکل سبز نہ تھیں۔

آنحضرت ﷺ کو سبز کپڑے بہت پسند تھے۔

سرخ دھاری دار جوڑا : حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سرخ جوڑے میں ملبوس دیکھا۔ (وہ منظر اب تک نگاہوں میں ہے) گویا میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ (سرخ سے مراد بالکل سرخ نہیں بلکہ ایسا سرخ جس میں سرخ خطوط ہوں)۔

ریشمی دوپٹے : آنحضرت ﷺ اپنی بیٹیوں کو ریشمی دوپٹے اوڑھاتے تھے۔

کپڑوں میں سے ریشم کو جدا کرنا : آنحضرت ﷺ (کو کوئی ایسا کپڑا پہننے کو ملتا جس میں ریشم بھی ہو تو) کپڑوں میں سے ریشم کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جدا فرما دیتے۔

آنحضرت ﷺ کے لباس کی قیمت دس درہم تھی۔

پرانی لنگیاں : قیلہ بنت مخرمہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دو پرانی لنگیاں زیب تن کئے دیکھا۔

یمنی چادر : حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دفعہ اسامہ پر سہارا لگائے ہوئے اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ پر یمنی منقش چادر تھی

جس میں آپ ﷺ لپٹے ہوئے تھے۔

کالی کملی : عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ پر سیاہ بالوں کا بنا ہوا کمبل تھا۔

جبہ قبا اور فرجی : مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

آنحضرت ﷺ کی آستینیں پہنچوں تک ہوتی تھیں آپ ﷺ نے قبا اور فرجی بھی پہنیں اور تنگ آستینوں والا جبہ بھی زیب تن فرمایا۔ (۴)

حضرت اسماء بنت ابی بکر کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ایک کالی چادروں کا کسروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیبا کا تھا اور اس کے گریبان پر کام بنا ہوا تھا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو عائشہ صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے پانی میں بھگو کر مریضوں کو پلا کر شفا حاصل کرتے ہیں۔

جو مل جاتا پہن لیتے : رسول اللہ ﷺ کو جو مل جاتا پہن لیتے کبھی شملہ، کبھی یمنی چادر اور کبھی اونی جبہ۔ جو کچھ مباح چیزوں میں سے مل جاتا پہن لیتے تھے۔

شملہ چھوٹی چادر کو کہتے ہیں جو بطور تہبند استعمال ہوتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ہمیں ایک پیوند لگی چادر اور ایک موٹا سا تہبند دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ان کپڑوں میں ہوا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک سیاہ کمبل تھا۔ آپ ﷺ نے کسی کو دے دیا۔ ام سلمہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پہ قربان! اس کالی کملی کا کیا ہوا؟ فرمایا وہ تو میں نے کسی کو دے دی۔ عرض کیا: میں نے اس چادر کی سیاہی پر آپ کے چہرۂ انور کی سفیدی جیسا پیارا منظر کبھی نہیں دیکھا۔

آنحضرت ﷺ کبھی چادر مبارک کو سر پر ڈال لیتے (اس وقت چاند سا مکھڑا کالی چادر کے درمیان چمک رہا ہوتا) اور کبھی سر انور پر تہ ڈالتے چادر کی سیاہی پر چہرۂ انور کی سفیدی کا یہی مطلب ہے۔

آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ اکثر سوتی لباس استعمال کرتے۔ کبھی کبھی اونی اور کتان (السی کا پودا جس سے کپڑے تیار ہوتے ہیں، المنجد) کا لباس بھی پہنا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے سیاہ بالوں کا بنا ہوا کپڑا بھی پہنا ہے۔

ایک دفعہ اونی کمبل اوڑھا اس سے بھڑ کی بو محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس پاجامہ بھی تھا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ جوتے بھی پہنے جنہیں "التاسومہ" کہا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک لنگی تھی جو زعفران کے ساتھ رنگی ہوئی تھی۔ یہ ازواج مطہرات کے گھروں میں آپ ﷺ کے ساتھ منتقل ہوتی رہتی۔ جس بیوی کے ہاں سونے کی باری ہوتی وہ چادر اس کے ہاں بھیج دی جاتی۔ وہ اس پر پانی چھڑکتیں اس طرح زعفران کی خوشبو ظاہر ہو جاتی اور آپ ﷺ اس میں آرام فرما ہوتے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس اوڑھنے کا ایک کپڑا تھا جو زعفران کے ساتھ رنگا ہوا تھا کبھی کبھی آپ ﷺ نے صرف اسی کپڑے میں نماز پڑھائی (عام طور پر تو دو چادریں

ایک تہبند کے طور پر اور دوسری اوڑھنے کیلئے استعمال فرماتے مگر) بعض اوقات صرف ایک چادر بھی استعمال فرمائی ہے جسم اطہر پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا۔ **تہبند وغیرہ کم از کم گٹوں سے اوپر ہونا چاہئے** :آنحضرت ﷺ کے تمام کپڑے گٹوں سے اوپر تک سکیڑے ہوتے تھے اور تہبند مبارک تو اس سے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا اور قمیص کے بٹن بند ہوتے تھے۔ کبھی کبھی نماز میں یا نماز سے باہر بٹن کھول بھی دیتے تھے۔

عبید اللہ بن خالد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مدینہ منورہ میں چلتا جا رہا تھا کہ ایک شخص نے پیچھے سے آواز دی :اپنے تہبند کو اوپر کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اس طرح تہبند زیادہ دیر تک کام آسکے گا۔ میں نے مڑ کے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ عرض کیا : یہ ایک عام سا سیاہ دھاری دار کپڑا ہے۔ فرمایا : تیرے لئے مجھ میں نمونہ ہے۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کا تہبند مبارک نصف پنڈلی تک تھا۔

سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان نصف پنڈلی تک اونچا تہبند باندھتے تھے اور فرماتے کہ میرے آقا (یعنی نبی اکرم ﷺ) کا تہبند اسی طرح ہوا کرتا تھا۔ حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میری پنڈلی کا گوشت پکڑا اور فرمایا کہ یہ تہبند کی جگہ ہے پس اگر تو نہ مانے تو تہبند کا گٹوں میں کوئی حق نہیں ہے (یعنی گٹوں سے اوپر ضرور رہے)

ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے دیکھا میں نے اپنی چادر کو لٹکا رکھا تھا فرمایا۔ اے ابن عمر! کپڑوں کا وہ حصہ جو زمین کو چھوئے آگ میں جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا : تہبند کا جو حصہ گٹوں سے نیچے ہو گا وہ دوزخ میں ہے۔(۵)

یہ اس وقت ہے جب کوئی تکبر کی وجہ سے تہبند لٹکائے۔ وعید اسی میں وارد

ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے تہبند کو سامنے سے نیچا رکھتے اور پیچھے کی طرف سے اونچا۔

جب نیا کپڑا پہنتے : آنحضرت ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے (مثلاً یہ تہبند ہے، یہ قمیص ہے) پھر فرماتے :اللهم لك الحمد كما كسوتنيه اسالك خيره و خير ما صنع له واعوذ بك من شره و شر ما صنع له : اے اللہ! تیرے لئے سب تعریفیں ہیں جیسا کہ تو نے مجھے یہ پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جن (مقاصد) کے لئے یہ بنایا گیا ہے ان کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور جن (مقاصد) کے لئے اسے بنایا گیا ہے ان کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اللہ کی حمد بیان کرتے۔ دو رکعت نماز پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی کو پہنا دیتے۔

عیدین و جمعہ کیلئے مخصوص لباس

آنحضرت ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو جمعہ کے روز پہنتے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک چادر تھی جسے عیدین اور جمعہ کے موقع پر استعمال فرماتے تھے۔آنحضرت ﷺ ہر عید کے موقعہ پر سرخ دھاری دار چادر اوڑھتے تھے۔آنحضرت ﷺ کے پاس ایک حبرہ چادر (سوت کی بنی ہوئی یمنی چادر جس پر سرخ یا سبز خطوط ہوتے ہیں) تھی جسے ہر عید کے موقعہ پر زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت عمر بن الخطاب نبی ﷺ کے ساتھ بازار میں سے گزرے۔ سندس (نہایت باریک و نفیس کپڑا) کا حلہ دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ یہ عید کے لئے لے لیں (تو کیا ہی اچھا ہو) فرمایا : یہ تو وہ پہنے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے چھوٹے بچوں کو عید کے دن اپنی طاقت کے مطابق زیور اور رنگ دار کپڑے پہناتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دو کپڑے جمعہ کے لئے مخصوص تھے۔ یہ ان کپڑوں کے علاوہ تھے جو دیگر دنوں میں استعمال فرماتے۔ کبھی کبھی صرف ایک تہبند جس کے علاوہ اور کوئی کپڑا جسم اطہر پر نہ ہوتا اس طرح باندھا کہ اس کے دونوں کناروں کو مونڈھوں کے درمیان گرہ لگالی اور کئی بار اسی میں لوگوں کو نماز جنازہ پڑھائی۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ گھر کے اندر ایک چادر جسم اطہر پر اس طرح لپیٹ کر کہ اس کے دونوں کنارے مخالف سمت میں (کندھوں پر) ڈال رکھے تھے نماز پڑھی اور یہ وہی تہبند ہوتا جس میں اس دن جماع فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جب کوئی وفد آتا تو اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے زیب تن فرماتے اور بزرگ صحابہ کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے۔

چادر مبارک کا طول و عرض اور پسندیدہ رنگ

آنحضرت ﷺ نے ایسی چادریں بھی استعمال فرمائی ہیں جن میں سرخ خطوط تھے۔ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کو خالص سرخ رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں اور مردوں کو سفید رنگ کے کپڑوں میں کفن دیا جائے یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہیں۔

مواھب میں عروہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی چادر مبارک کا طول چار گز اور عرض دو گز اور ایک بالشت تھا۔

طہارت جسم اطہر : کہا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات ایسی

پاکیزہ تھی کہ اس سے سوائے پاکیزگی کے اور کچھ ظاہر نہ ہوتا تھا اس کی نشانی بدن مبارک میں یہ تھی کہ آپ ﷺ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے ایک قول یہ ہے کہ کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں۔

الشفا میں ابن سبع سے اور اعذب الموالد میں السنی سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کی خاطر جوئیں آپ کو تکلیف نہ دیتی تھیں اور فخر الدین رازی کا قول نقل فرمایا کہ مکھی آپ ﷺ کے کپڑوں پر نہ بیٹھتی تھی اور نہ مچھر آپ ﷺ کا خون چوستا تھا۔

عمامہ اور ٹوپی : آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

آنحضرت ﷺ (کبھی کبھی) عمامہ مبارک بغیر ٹوپی کے باندھتے تھے کبھی صرف ٹوپی پہنتے اور (اکثر) عمامہ مبارک کے نیچے ٹوپی ہوتی جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے کبھی ٹوپی اتار لیتے اور اسے اپنے سامنے بطور سترہ رکھ لیتے کبھی عمامہ نہ ہوتا تو سر انور اور پیشانی پر پٹی باندھ لیتے۔

آنحضرت ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکاتے۔ آنحضرت ﷺ عمامہ کو سر انور پر بل دیتے اور پیچھے سے اس کے آخری بل کو عمامے کے اندر گھسیڑ لیتے اور دونوں کندھوں کے درمیان شملہ لٹکاتے اور بعض اوقات بالکل نہ لٹکاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ اکثر عمامہ مبارک کو ٹھوڑی کے نیچے سے مغاربہ کے طریق پر لپیٹ لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا آپ ﷺ نے یہ حضرت علی کو دے دیا کبھی کبھی وہ یہ عمامہ سر پر باندھے حاضر ہوتے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے

علی تمہارے پاس سحاب (بادل) میں آئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے عمامہ پہنایا تو اس کی ایک طرف میرے کندھے پر لٹکادی اور فرمایا کہ اللہ نے بدر اور حنین کے روز فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی جو اس طرح عمامے پہنے ہوتے تھے اور فرمایا کہ عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق (کرنے والی چیز) ہے۔ آنحضرت ﷺ جب کسی کو کسی علاقے کا والی بناتے تو اس کے سر پر عمامہ باندھتے اور دائیں جانب عمامہ کو کان کی سمت میں لٹکاتے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخلہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سر انور پر سیاہ عمامہ تھا۔ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عمامہ کے طول و عرض کے بارے میں کوئی (حتمی چیز) ضابطہ تحریر میں نہیں آئی جیسا بعض حفاظ حدیث کا قول ہے۔

تولیہ کا استعمال: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا تھا جب وضو فرماتے تو اس کپڑے کے ساتھ (ہاتھ منہ) پونچھ لیتے۔

آنحضرت ﷺ کا رومال پاؤں کی تلیاں تھیں (مطلب یہ ہے کہ کبھی ہاتھ صاف کرنے کی ضرورت ہوتی اور کوئی چیز نہ ملتی تو پاؤں کی تلیوں کے ساتھ پونچھ لیتے)

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

القمیص: نام ہے اس سلے ہوئے کپڑے کا جس کے دو بازو اور گریبان ہوتا ہے اسے کپڑوں (چادر وغیرہ) کے اوپر پہنا جاتا ہے یہ اون سے نہیں بنایا جاتا (کذا فی القاموس)۔

الرسغ: انسان کی ہتھیلی اور کلائی کے درمیان کا جوڑ۔ حلہ: چادر اور تہبند، جوڑا، حلہ دو کپڑوں پر مشتمل ہوتا ہے یا ایسا کپڑا جس کا استر بھی ہو۔

حمراء: سرخ اس سے مراد ایسا کپڑا ہے جس میں سرخ خطوط ہوں (بالکل سرخ رنگ کا کپڑا مراد نہیں)۔ خمر: کتب کے وزن پر۔ خمار کی جمع۔ وہ کپڑا جس سے عورت سر ڈھانپتی ہے (دوپٹہ)۔ ملیتین: ملائۃ کی تصغیر۔ الفاسلی چادر (لنگی)۔ قطری: قطر کی جانب منسوب یہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے جو سوتی ہوتی ہے اس میں سرخی اور نقش ونگار ہوتے ہیں اور کھردری سی ہوتی ہے۔ توشحبه: اپنے دونوں کندھوں پر رکھی یا اس کے دو کنارے مخالف سمت سے لا کر گردن پر گرہ لگالی۔

المرط: کھلی اور لمبی چادر۔ جبہ: دو تہوں والا کپڑا جس کی دونوں تہوں کے درمیان کوئی چیز بھری گئی ہو کبھی ایسے کپڑے کو بھی کہتے ہیں جس کی دو تہوں کی کے درمیان بھرتی نہ ہو مگر البر (اوپر والا کپڑا) اون کا ہو۔ اللبنه: قمیض کے گریبان پر دوہرا لگا ہوا کپڑا۔ الشمله: چھوٹی چادر جو بطور تہبند استعمال ہوتی ہے۔ الکساء: وہ چادر جو بدن کے اوپر والے حصے کو ڈھانپتی ہے۔ الملبد: جسے پیوند لگے ہوئے ہوں۔ ازار: وہ چادر جس سے جسم کا نچلا حصہ ڈھانپا جاتا ہے (تہبند)۔ غلظ: موٹائی کھردراپن۔ قلنسوه: ٹوپی جس سے سر ڈھانپا جاتا ہے۔

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کے بستر اور اس سے مناسبت رکھنے والی دیگر اشیاء کے بیان میں

بستر: رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس کی بھرتی کھجور کی چھال کی تھی لمبائی دو گز یا اس کے قریب اور چوڑائی ایک گز اور ایک بالشت یا اس کے قریب قریب تھی دنیا کے سامان میں سے کم لینے کو اختیار فرماتے اللہ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں

آپ ﷺ کو عطا فرمائیں مگر لینے سے انکار کر دیا اور (دنیا کی جائے) آخرت کو اختیار فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا کہ ان کے گھر میں رسول ﷺ کا بستر کیا تھا؟ فرمایا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔

انہی (حضرت عائشہ صدیقہ) سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کا بستر دیکھا ایک دوہری کی ہوئی چادر تھی (وہ اپنے گھر گئی اور) مجھے ایک بستر بھیجا جس کی بھرتی اون کی تھی میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور (بستر دیکھ کر) فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں انصاری عورت آئی اس نے آپ کا بستر دیکھا اور یہ آپ کے لیے بھیج دیا فرمایا: واپس کر دو قسم ہے اللہ کی کہ اگر میں چاہوں تو اللہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا دے۔

ام المومنین حضرت حفصہ سے ان کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے بستر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ایک ٹاٹ تھا جسے ہم دوہرا کر لیتے تھے اور اس پر آپ ﷺ آرام فرماتے ایک رات میں نے سوچا کہ اگر اس کی چار تہیں کر دوں تو یہ زیادہ نرم ہو جائے گا پس ہم نے اس کی چار تہیں کر دیں صبح ہوئی تو فرمایا: رات کو میرے لیے کیا بچھایا تھا؟ عرض کیا وہی آپ کا بستر بس ہم نے اس کی چار تہیں کر دی تھیں فرمایا: اسے پہلی حالت پر لوٹا دو کیونکہ اس کی نرمی رات کو تہجد کی نماز سے مانع ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک عبا(۶) تھی جو جس گھر میں آپ ﷺ کے آرام کرنے کی باری ہوتی وہاں دوہری کر کے نیچے بچھا دی جاتی۔ آنحضرت ﷺ اکثر صرف چٹائی پر آرام فرماتے اس کے علاوہ نیچے اور کوئی چیز نہ ہوتی۔

عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ ایک ایسے کمرے میں جو کبوتر کے گھونسلے کی طرح معلوم ہوتا تھا ایک بوریئے پر آرام فرما تھے جس کے نشان جسم اطہر پر پڑ چکے تھے میں یہ دیکھ کر رونے لگا دریافت فرمایا: کیوں روتا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ اس بوریئے پر آرام فرما ہیں جس کے نشانات پہلو پر ظاہر ہو رہے ہیں فرمایا: اے عبد اللہ! مت رو اس لیے کہ ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت (کی ابدی راحتیں)۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر ابن الخطاب نے بیان فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے فرماتے ہیں: میں بیٹھ گیا آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر پر سوائے تہبند کے اور کوئی کپڑا نہ تھا اور چٹائی کے اثرات جسم پر ظاہر تھے اور تقریبا ایک صاع جو ایک طرف پڑے ہوئے تھے ایک طرف چمڑے کی ایک مشک لٹکی ہوئی تھی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا: کیوں روتے ہو اے ابن الخطاب! عرض کیا: یا نبی اللہ! کیوں نہ روؤں؟ چٹائی نے آپ کے جسم پر نشان ڈال دیئے ہیں اور آپ کے خزانے میں ایک صاع جو کے بغیر کچھ دکھائی نہیں دیتا جب کہ قیصر و کسریٰ پھلوں اور نہروں میں (عیش کی زندگی) بسر کر رہے ہیں آپ اللہ کے نبی اور پسندیدہ ہستی ہیں اور آپ کے خزانے کا یہ حال؟ فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ ہمارے لیے آخرت (کی ابدی نعمتیں) ہوں اور ان کے لیے دنیا ان لوگوں کو نعمتیں اسی دنیا میں عطا کر دی گئی ہیں اور یہ جلد ختم ہو جانے والی ہیں اور ہم ایسی قوم ہیں کہ ہمیں انعامات خداوندی کا حصہ آخرت میں ملے گا (جو کبھی ختم نہ ہو گا) (بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ التحریم)

چارپائی : عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک چارپائی تھی جس میں ہم نے بردی (نرکل کی طرح کا ایک پودا) کی بھرتی کرر کھی تھی اور وہ اس کی وجہ سے پھولی ہوتی تھی اس پر ایک سیاہ چادر ڈلی تھی حضرت ابوبکر و عمر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ اس چارپائی پر آرام فرما تھے انہیں دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئے چارپائی کے نشانات جسم اطہر پر نظر آرہے تھے ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ !آپ کے پاس یہ چارپائی اور یہ سخت بستر ہے جب کہ قیصرو کسریٰ ریشم کے نرم بچھونوں پر آرام کرتے ہیں ؟ فرمایا : ایسا نہ کہو اس لیے کہ قیصر و کسریٰ تو دوزخ میں جائیں گے اور میرے اس بستر اور چارپائی کا انجام جنت کی طرف ہو گا آنحضرت ﷺ نے کبھی بستر میں نقص نہیں نکالے اگر بستر بچھا دیا جاتا تو اس پر آرام فرماتے اور نہ ہوتا تو زمین پر ہی لیٹ جاتے تھے۔

لحاف : آنحضرت ﷺ نے لحاف بھی اوڑھا ہے ایک دفعہ ارشاد فرمایا : یہ شرف صرف عائشہ کو حاصل ہے کہ میں اس کے لحاف میں تھا اور جبریل میرے پاس آئے تم میں سے کسی اور بیوی کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔

تکیہ : آنحضرت ﷺ کا وہ تکیہ جس کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو بائیں پہلو پر تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا۔

بچھونے پر نماز : آنحضرت ﷺ چٹائی پر نماز ادا فرما لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ بچھونے پر نماز ادا فرما لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ رنگا ہوا پوستین ہو اور اس پر نماز ادا فرمائیں۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

ادم : ادیم کی جمع (علی غیر القیاس) رنگا ہوا چمڑا اس کی جمع ادم بھی آتی ہے قطیفہ : اوپر پہننے کا کپڑا کمبل وغیرہ جو روئیں دار ہو۔ **المسح** : اون کی موٹی کھردری چادر جو بستر کیلئے تیار کی جاتی ہے۔ **اوطأ**: نرم۔ **من وطؤ الفراش بھو وطئ کقرب فھو قریب. مرھل** :منتفخ ابھرا ہوا۔ **بردی** : نبات (نہ کل کی طرح کا ایک پودا)

تیسری فصل: آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کے بیان میں

انگوٹھی اور اس کا نگینہ

آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا حبشی حبشہ کی طرف نسبت کی وجہ سے ہے یہ نگینہ سنگ سلیمانی کا تھا جو کہ ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے اور اس میں سفیدی و سیاہی ہوتی ہے یا یہ عقیق تھا ان دونوں کی کانیں حبشہ میں ہیں نبی ﷺ کا ایسی انگوٹھی پہننا جو ساری عقیق کی ہو ثابت نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا (۷)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس انگوٹھی تھی جس سے مہر لگاتے تھے مگر اسے پہنتے نہیں تھے۔

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

آنحضرت ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مکروہ نہیں بلکہ خلاف اولیٰ بھی نہیں یہ سنت ہے کیونکہ صحیح احادیث میں یہ بات وارد ہے (کہ آنحضرت ﷺ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہے) لیکن دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے کیونکہ علامہ باجوری کے قول کے مطابق اس کی احادیث زیادہ صحیح ہیں۔

بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

آنحضرت ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور انگوٹھی کا نگینہ اپنی

ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کے نقش میں ایک سطر "محمد" دوسری سطر "رسول" اور تیسری سطر "اللہ" تھی۔

انگوٹھی بنوانے کی وجہ

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اہل عجم کی جانب خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا کہ عجمی لوگ مہر کے بغیر تحریر کو قبول نہیں کرتے اس پر آپ ﷺ نے مہر بنوائی میں (تصور کی آنکھ سے) گویا اب بھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی جانب خطوط لکھے عرض کیا گیا: وہ لوگ مہر کے بغیر تحریر کو قبول نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے مہر بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کروایا۔

آنحضرت ﷺ تحریر پر مہر لگاتے اور فرماتے کہ تحریر پر مہر لگانا تہمت سے اچھا ہے۔

سونے کی انگوٹھی

ابن عمر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے دائیں ہاتھ میں پہنا اس پر اور لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں آپ ﷺ نے اس انگوٹھی کو اتار دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا پس سب لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں۔

انگوٹھی کا نقش

ابن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھ کر پہنتے اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا دوسروں کو یہ نقش انگوٹھیوں پر کندہ کروانے سے منع فرمادیا تھا۔

یہ وہی انگوٹھی ہے جو معیقیب سے بئر اریس میں گر پڑی تھی معیقیب صحابہ میں سے تھے اور آپ ﷺ کے خلفاء کے دور میں انگوٹھی انہی کے پاس ہوتی تھی۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی یہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی پھر ابوبکر کو ملی پھر حضرت عمر و عثمان کے پاس پہنچی یہاں تک کہ حضرت عثمان کے دور میں بئر اریس میں گر پڑی اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ (اللہ رسول محمد)

انگوٹھی میں اسرار

الباجوری فرماتے ہیں کہ اس کے گر جانے میں یہ اشارہ تھا کہ بساط خلافت لپیٹ دی گئی اور فتنوں کا دور شروع ہو گیا وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور فتنہ و فساد شروع ہو گیا یہی وجہ ہے کہ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی میں بھی وہی اسرار تھے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھے کیونکہ جب ان کی انگوٹھی گم ہوئی تو بادشاہت جاتی رہی اور جب حضرت عثمان سے انگوٹھی گم ہوئی تو ان کے خلاف بغاوت ہو گئی فتنے برپا ہوئے جو آپ کے قتل پر منتج ہوئے اور یہ فتنے آخری زمانہ تک جاری رہیں گے۔

انگوٹھی میں دھاگہ باندھنا

رسول اللہ ﷺ کو جب کسی بات کے بھول جانے کا اندیشہ ہوتا تو (یادداشت

کے لیے) اپنی چھنگلیا یا انگوٹھی میں دھاگہ باندھ لیتے۔

بیت الخلا میں جاتے وقت انگوٹھی اتارنا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے (وجہ یہ تھی کہ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا بیت الخلا میں جاتے وقت کوئی ایسی پاکیزہ تحریر پاس نہیں ہونی چاہئے)

پیتل اور لوہے کی انگوٹھی

ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی جس سے بت بنائے جاتے تھے آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا وجہ ہے تیرے پاس سے بتوں کی بو آ رہی ہے اس نے فوراً وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی پھر ایک دفعہ وہ حاضر ہوا تو لوہے کی انگوٹھی پہنے تھا فرمایا: تجھ پر دوزخیوں کا زیور نظر آ رہا ہے؟ اس نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی اور عرض کیا: انگوٹھی کس چیز کی بنواؤں فرمایا: چاندی کی اور وزن پورا مثقال نہ ہونے پائے۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

الورق: چاندی۔ الفص: جس پر انگوٹھی والے کا نام لکھا ہوتا ہے (نگینہ)۔

چوتھی فصل: آنحضرت ﷺ کے جوتوں اور موزوں کے بیان میں

(نعلین پاک کے بارے میں کتاب میں درج شدہ حقائق پڑھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عرب میں اس وقت اس طرح کے جوتے نہیں ہوتے تھے جس

طرح کے آج کل ہمارے ہیں بلکہ چمڑے کی ایک چپٹی سی ہوتی اور اس پر دو تسمے ہوا کرتے تھے (مترجم عفی عنہ)

نعلین پاک کی بناوٹ

آنحضرت ﷺ کے نعلین پاک کے دو قبال تھے جن کے شراک دوہرے تھے۔ (۸)

قبال سے مراد وہ تسمہ ہے جو درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان ہوتا ہے اسے شسع بھی کہتے ہیں آنحضرت ﷺ ایک قبال انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اور دوسرا درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان رکھتے اور شراک سے مراد وہ تسمہ ہے جو قدم کی پشت پر ہوتا ہے (یہ تسمے دوہرے تھے۔)

ابن عمر سبتی جوتا استعمال فرماتے تھے یہ وہ جوتا ہوتا ہے جس پر بال نہ ہوں (عرب لوگ عام طور پر بالوں سمیت چمڑے کا جوتا استعمال کر لیتے تھے) اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا جوتا پہنتے اور اسی میں وضو فرماتے دیکھا اب مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں بھی ایسا ہی جوتا پہنوں۔

عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے پہنے نماز پڑھتے دیکھا جن میں دوہرا چمڑا سلا ہوا تھا یعنی دوہرے سلے ہوئے تھے ایک تلوے پر دوسرا تلوا لگایا گیا تھا۔

ایک پائوں میں جوتا پہن کر چلنا

جابر فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے اور ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا۔

جوتا پہننے اور اتارنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دایاں پہنے (اور پھر بایاں) اور جب اتارے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اس طرح دایاں پاؤں پہننے میں اول اور اتارنے میں آخر ہو۔

آنحضرت ﷺ جب بات چیت کے لیے بیٹھتے تو جوتا اتار دیتے تھے۔

نعلین پاک کا نقشہ

الباجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا جوتا مخصرہ، معقبہ اور ملسنہ تھا جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

مخصرہ اس جوتے کو کہتے ہیں جو باریک کمر والا ہو یعنی درمیان سے اس کی چوڑائی تھوڑی ہو معقبہ وہ جوتا جس کی ایڑی ہو یعنی جوتے کے پچھلے حصے میں چمڑا ہو جو قدم کو تھام لے اور ملسنہ جس کے اگلے حصے میں اس طرح کی لمبائی جیسے زبان کی ہوتی ہے۔

حافظ زین الدین عراقی اپنی کتاب الفیہ السیرۃ النبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں فرماتے ہیں۔

ونعله الكريمة المصونه   طوبیٰ لمن مس لها جبينه

آنحضرت ﷺ کا عزت والا پاک جوتا ہے خوش قسمت ہے وہ جس نے اس کے ساتھ اپنی پیشانی کو لگالیا۔

لها قبلان بسير وهما   سبتيتان سبتوا شعر هما

اس کے دو قبال تھے ایک "سیر" کے ساتھ (سیر پاؤں کے اوپر والا تسمہ) اور چمڑا بغیر بالوں کے تھا۔

وطولها شبر واصبعان   وعرضها ممايلي الكعبان

اس کی لمبائی ایک بالشت اور دو انگلی اور چوڑائی اس حصے تک جو گٹوں کے ساتھ ملا ہوتا ہے (اگلا شعر بھی اس کے ساتھ ملحق ہے)

سبع اصابع و بطن القدم   خمس و فوق ذافست فاعلم

سات انگلیاں تھی پاؤں کا اندرونی حصہ پانچ انگلی اور زیادہ سے زیادہ چھ بس اسے خوب جان لے۔

وراسها محدد و عرض ما   بين القبالين اصبعان اضبطهما

اس کا سرا نوک دار (زبان کی طرح) اور دونوں قبال (انگلیوں کے درمیان آنے والے تسمے) کے درمیان دو انگلی کا فاصلہ میں نے ضبط کیا ہے۔

هذه مثال تلك النعل   ودورها اكرم بها من نعل

یہ ہے اس مبارک جوتے کا نقشہ اور گولائی کیا ہی عزت والا جوتا ہے۔

نقش نعل پاک کی برکت

مواہب میں (علامہ قسطلانی) فرماتے ہیں کہ ابن عساکر نے آنحضرت ﷺ کے نعلین پاک کا نقشہ ایک الگ جزء میں بیان کیا ہے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن خلف السلمی الاندلسی نے بھی ایک مستقل رسالہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور اسی طرح بہت سے دیگر علماء نے بھی نقشہ بیان کیا اس شہرت کو دیکھتے ہوئے اور اس خیال سے کہ لفظوں میں بیان کیا ہوا نقشہ ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا صرف حاذق قسم کے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں میں نے اپنی کتاب "مواہب" میں نقشہ بیان نہیں کیا اس نقش کی فضیلت اور نفع و برکت کا تجربہ کرنے کے بعد جو کچھ ضابطہ تحریر میں آیا ہے اس میں سے ایک واقعہ ابو جعفر محمد بن عبد المجید کا ہے جو ایک نیک بزرگ تھے انہوں نے آنحضرت ﷺ کے

نعلین پاک کا ایک نقش کسی طالب علم کو دیا تھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ کل میں نے اس نعل پاک کی عجیب برکت دیکھی ہے میری بیوی کو شدید درد شروع ہو گیا اور قریب تھا کہ وہ اسے ہلاک کر ڈالنے میں نے نقش کو درد والی جگہ پر رکھ دیا اور دعا کی کہ یا اللہ! تجھے اس نقش پاک کی برکت دکھا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت شفا ہو گئی۔

ابو القاسم ابن محمد فرماتے ہیں کہ نقش نعل پاک کی جو برکات تجربہ میں آئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو اسے برکت کے لیے اپنے پاس رکھے تو یہ اس کے لیے باغیوں کی بغاوت اور دشمنوں کے غلبہ سے امان ہو گا اور ہر سرکش شیطان اور حسد کرنے والی آنکھ سے بچاؤ ہو گا اگر حاملہ عورت اپنے دائیں ہاتھ میں اس نقش کو رکھے تو بچے کی ولادت کا معاملہ اس پر آسان ہو جائے گا اگرچہ وہ اس وقت کیسی ہی تکلیف میں کیوں نہ ہو ابو بکر قرطبی نے کیا خوب کہا۔

ونعل خضعنا هيبة لبهائها   وانا متى نخضع لها ابدا نعل و

یہ وہ جوتا ہے جس کی ہیبت کے سامنے ہم اپنا سر خم کرتے ہیں اور جب بھی اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں تو بلندی عروج حاصل کرتے ہیں۔

فضعها على اعلى المفارق انها   حقيقتها تاج و صورتها نعل

اس جوتے کو اپنے سر کے اوپر رکھ لے کیونکہ دیکھنے میں اگرچہ جوتا ہے مگر حقیقت میں تاج ہے۔

باخمص خير الخلق حازت مزية   على التاج حتى باهت المغرق النعل

اس جوتے نے تاج پر فضیلت اس ذات کے تلووں کی وجہ سے حاصل کی جو تمام مخلوق سے بہتر ہے تا آنکہ پاؤں کو سر پر فضیلت حاصل ہو گئی۔

شفاء لذى سقم رجاء لبائس   امان لذى خوف كذايحسب الفضل

یہ بیمار کی شفاء مایوسی کی امید اور خوف والے کے لیے امن کا پیغام ہے انہی باتوں سے فضیلت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

موزے

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نجاشی نے نبی ﷺ کی خدمت میں دوسادہ سیاہ موزے ہدیہ بھیجے آپ ﷺ نے انہیں پہن لیا پھر وضو فرمایا تو ان پر مسح کیا۔

طبرانی نے اوسط میں حبر سے روایت بیان کی جب آپ ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو بہت دور تشریف لے جاتے ایک دن قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے (واپس آکر) وضو فرمایا: ایک موزہ پہن لیا (دوسرا پہننے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ) ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اور (فضا میں جاکر) نیچے گرادیا اس میں سے ایک سانپ نکلا آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: یہ ایک کرامت ہے جس سے معاملہ نے مجھے سرفراز فرمایا پھر یہ دعا پڑھی اللھم انی اعوذ بك من شر من یمشی علی بطنه ومن شر من یمشی علی رجلیه ومن شر من یمشی علیٰ اربع.

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان جانوروں کے شر سے جو پیٹ کے بل چلتے ہیں ان کے شر سے جو دوپاؤں پر چلتے ہیں اور ان کے شر سے جو چار ٹانگوں والے ہیں۔

پانچویں فصل: آنحضرت ﷺ کا اسلحہ

تلوار

ابن سیرین فرماتے ہیں: میں نے اپنی تلوار سمرہ بن جندب کی تلوار کی طرح کی بنوائی ان کا اپنی تلوار کے بارے میں خیال تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار جیسی

بناوٹ کی تھی یہ تلوار حنفی تھی بنی حنفیہ کی طرف منسوب کیونکہ وہ عمدہ تلواریں بنانے میں مشہور تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضہ کی گرہ چاندی کی تھی۔

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا نچلا حصہ، اس کا حلقہ اور قبضے کی گرہ چاندی کی تھی۔

تلواروں کے نام

آنحضرت ﷺ کے پاس بہت سی تلواریں تھیں ایک تلوار تھی جسے "الماثور" کہتے تھے یہ وہ تلوار ہے جو آنحضرت ﷺ کو اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملی ایک تلوار کا نام القضیب اور ایک کا القلعی تھا قلع: بادیہ (۹) میں ایک جگہ کا نام ہے یہ تلوار اسی جگہ کی طرف منسوب تھی ایک تلوار "البتار" کے نام سے مشہور تھی ایک کو "الحتف" کہتے تھے ایک کا نام مخذم: ایک کا الرسوب، ایک کا الصمصامہ، ایک کا "اللحیف" اور ایک کا "ذوالفقار" اور "الفقر الحفر" تھا۔

لکڑی تلوار بن گئی

آنحضرت ﷺ کے معجزات میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے عکاشہ کو بدر کے روز جب ان کی تلوار ٹوٹ گئی ایک شاخ (درخت کی ٹہنی) عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس کے ساتھ جنگ کرو یہ شاخ ایک لمبی، سفید، سخت لوہے کی تیز تلوار بن گئی عکاشہ زندگی بھر اس کے ساتھ جنگ لڑتے رہے حتی کہ شہادت پائی۔

آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو جنگ احد کے دن ایک کھجور کی ٹہنی عنایت فرمائی کیونکہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی یہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

نیزہ

آنحضرت ﷺ کا ایک نیزہ تھا جسے ایک آدمی لے کر آگے آگے چلتا تھا اور جب نماز پڑھتے تو اسے سامنے گاڑ لیتے تھے۔

جھنڈا

آنحضرت ﷺ کا رایت کالے رنگ کا[1] اور لواء سفید رنگ کا تھا (رایت بڑے جھنڈے کو کہتے ہیں اور لواء چھوٹے کو)

زرہ

حضرت زبیر بن العوام فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر نبی ﷺ نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں ایک چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ کو نیچے بٹھایا اور ان پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھے اس وقت آپ ﷺ فرما رہے تھے طلحہ نے واجب کر لی یعنی طلحہ نے ایسا کام کیا جس کی وجہ سے اس نے اپنے لیے جنت کو واجب کر لیا۔

زرہوں کے نام

آنحضرت ﷺ کے پاس سات زرہیں تھیں ایک کو "ذات الفضول" کہتے تھے اور یہ نام اس کی لمبائی کی وجہ سے تھا ایک زرہ ذات الوشاح، ایک ذات الحواشی، ایک فضہ اور ایک سغدیہ کے نام سے مشہور تھی کہا جاتا ہے کہ یہ زرہ تھی جو سیدنا داؤد علیہ السلام نے جالوت کے ساتھ قتال کرتے وقت پہنی تھی ایک زرہ کو "البتراء" اور ایک الخریق کہتے تھے۔

خود

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت سر انور پر مغفر پہن رکھا تھا۔

مغفر منبر کے وزن پر ہے لوہے کی زرہ جو سر کے اندازے سے بنائی جاتی ہے اور اسے ٹوپی کے نیچے پہنا جاتا ہے (خود)

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

قبیعة : طبیعة کے وزن پر قبیعہ اس گرہ کو کہتے ہیں جو تلوار کے قبضے کے کنارے پر ہوتی ہے ہتھیلی اس کا سہارا لیتی ہے تاکہ پھسل نہ جائے۔

چھٹی فصل: (ہتھیاروں، سواری اور سامان، ہر چیز کا نام رکھنا)

اس عادت مبارکہ کے بیان میں کہ اپنے ہتھیاروں، سواری اور سامان کا کوئی نہ کوئی نام رکھ دیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا یہ سیاہ رنگ کا، کبھی زرد رنگ کا اور کبھی سفید رنگ کا جس میں سیاہ خطوط ہوتے تھے تیار فرماتے۔

آنحضرت ﷺ کے خیمہ کا نام "الکن" چھڑی کا نام "الممشوق" پیالے کا نام الریان، چھاگل کا نام "الصادر" زین کا نام "الداج" قینچی کا نام "الجامع" تھا اور وہ تلوار جو جنگوں میں لے کر جاتے تھے ذوالفقار کے نام کے ساتھ پکاری جاتی تھی۔ اس کے علاوہ بھی تلواریں تھیں۔ ایک چمڑے کا پٹکا تھا جس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔ ترکش کا نام "افور" اونٹنی کا نام "قصواء" یہ وہی اونٹنی ہے جو "عضباء" کے نام سے بھی مشہور

ہے۔ خچر کا نام "دلدل" گدھے کا نام "یفور" اور وہ بکری جس کا دودھ پیتے تھے اس کا نام "عینہ" تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک تلوار تھی جس کا قبضہ اور نسل چاندی کے تھے۔ اور اس میں چاندی کے کنڈے تھے۔ اسے "ذوالفقار" کہتے تھے۔ ایک کمان تھی جو "ذوالسداد" کے نام سے مشہور تھی۔ ایک ترکش "ذوالجمع" ایک پطرہ جسے پیتل کے ساتھ مرصع کیا گیا تھا ذات الفضول ایک نیزہ "نبعاء" ایک ڈھال "زفن" ایک سرخی مائل بھورا گھوڑا "المرتجز" ایک سیاہ رنگ کا گھوڑا "السکب" ایک زین "الداج" ایک خچر بھورے رنگ کی "دلدل" ایک اونٹنی قصواء "گدھا "یعفور"" چٹائی "کز" ایک ڈنڈا الضمر" ایک چھاگل "الصادر" ایک شبیہ "مدلہ" ایک قینچی "الجامع" اور ایک شوحط (پہاڑوں پر اگنے والا ایک درخت جس سے کمانیں بنائی جاتی تھیں (شرح مواھب) کی چھڑی تھی جسے الممشوق کہتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک تھیلا تھا جس میں آئینہ کنگھی، قینچی اور مسواک رکھی جاتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام "اللحیف" تھا۔ ایک گھوڑے کا نام "الظرب" ایک کا نام اللزاز ایک بڑا ٹب (۱۰) تھا جسے "الغراء" کہتے تھے چار آدمی مل کر اسے اٹھاتے تھے۔ ایک لونڈی تھی جس کا نام "خضرہ" تھا۔

الحواشی

۱۔ دیباہ کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہو یہ قبائیں مردوں کے پہننے کے لیے نہیں بلکہ اور نفع حاصل کرنے کے لیے مثلاً بیچ کر یا عورتوں کے استعمال میں لا کر (دیکھئے مسلم شریف کتاب اللباس والزینۃ) یہ اشارہ ہے بخاری و دیگر محدثین کے روایت کردہ ایک واقعہ کی جانب جس کے راوی

مسور بن مخرمہ ہیں فرماتے ہیں مجھے میرے والد مخرمہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس قبائیں آتی ہیں میرے ساتھ چلو تاکہ ہم بھی کچھ حاصل کریں در دولت پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے ہاتھ میں دیبا کی ایک قبا تھی جسے سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے فرمایا: مخرمہ! یہ میں نے تیرے لیے رکھی تھی (شرح زرقانی علی المواھب)

۲۔ ممکن ہے کسی قمیص کی پہنچوں تک ہوں تو کسی کی انگلیوں تک یا جب قمیص دھل جاتی اور بل نکل جاتے تو آستینیں لمبی ہو جائیں اور جب پہننے سے بل پڑ جاتے تو چھوٹی ہو جاتیں (جمع الوسائل فی شرح الشمائل)

۳۔ جبہ: چغہ، اوور کوٹ
قباء: اچکن، شیروانی، کپڑوں کے اوپر پہننے کا ایک لباس۔ (المنجد)
الفروج: اس کی جمع فراویج آتی ہے وہ قبا جس میں پیچھے سے پھاڑا گیا ہو۔ (المنجد)

۴۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم کا وہ حصہ جسے ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا کپڑا چھوئے گا وہ دوزخ میں جائے گا یہاں کپڑا بول کر جسم کا حصہ مراد لیا گیا ہے۔ (شرح زرقانی علی المواھب)

۵۔ عبا ایک قسم کا کمبل ہوتا ہے جس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ (لغات الحدیث)

۶۔ وہ انگوٹھی جس کا نگینہ حبشی تھا اور تھی یہ انگوٹھی جس کا نگینہ چاندی کا تھا اور بعض نے ایک ہی انگوٹھی کہا جس کا نگینہ تھا تو چاندی کا مگر حبش رنگ کا تھا یا حبشی طریقہ کا یا بنانے والا حبشی تھا اس لیے اسے حبشی کہا جاتا مگر پہلی بات زیادہ درست ہے۔ (شرح شمائل ترمذی از زکریا کاندھلوی)

۷۔ (یہ قبال دراصل دو دو حلقے تھے جن کے ساتھ ان تسموں کو باندھ دیا جاتا جو قدم کی پشت پر ہوتے۔ (مترجم))

۸۔ بادیہ کو مرج کہتے ہیں یہ ھمدان کے رستہ میں حلوان کے قریب واقع ہے (شرح مواھب للزرقانی جلد ۳۔ ۱۷ ۳)

۸۔ یہاں صرف ایک رنگ بیان کیا گیا ہے بڑا جھنڈا کبھی زرد رنگ کا اور کبھی سفید رنگ کا بھی ہوتا تھا (دیکھئے اس سے اگلی یعنی چھٹی فصل)

۹۔ یہ ٹب لوگوں کو کھانا کھلانے کے کام آتا تھا (عمدۃ القاری جلد ۱۵۔ ۳۱)

چوتھا باب

آنحضرت ﷺ کے کھانے، پینے اور سونے کے بیان میں۔ اس میں چھ فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: آنحضرت ﷺ کے گزارہ اور روٹی کے بیان میں

گزارہ کیسے ہوتا : سماک بن حرب سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر کو فرماتے سنا: کیا تم لوگ اپنی مرضی کے موافق کھانے پینے میں منہمک نہیں ہو؟ (یعنی جتنا جی چاہے کھاتے ہو) حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ردی کھجوریں بھی پیٹ بھر میسر نہ تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کا اکثر کھانا کھجور اور پانی ہوا کرتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم آل محمد (ﷺ) کے ہاں ایک ایک ماہ گزر جاتا کہ آگ نہ جلتی صرف کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عروہ (اپنے بھانجے) سے فرمایا کرتیں کہ اے بھانجے! ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا اور دو ماہ گزر جانے کے بعد تیسرا چاند نظر آجاتا مگر رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہ جلتی حضرت عروہ نے پوچھا: خالہ جان! پھر آپ کا گزارا کیسے ہوتا تھا فرمایا: دو سیاہ چیزوں (۱) کھجور اور پانی پر البتہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ انصاری پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ کے جانور تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

میں دودھ بھیجتے جس میں سے ہمیں بھی پلایا جاتا۔

پیٹ پر پتھر باندھنا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا دکھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ پتھر بھوک کی سختی اور کمزوری کی وجہ سے پیٹ پر باندھے جاتے تھے۔

مواہب میں ابن بجیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی شدت ہوئی تو ایک پتھر لے کر پیٹ مبارک پر باندھ لیا اور فرمایا: خبردار! کئی لوگ ایسے ہیں جو دنیا میں اچھی خوراک کھانے والے اور آسودہ زندگی گزارنے والے ہیں مگر قیامت کے روز بھوکے ننگے ہوں گے۔ خبردار! کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو معزز بنانے کی کوشش میں ہیں حالانکہ وہ ذلت کا سامان کر رہے ہیں۔ خبردار کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو ذلیل کرتے نظر آتے ہیں مگر یہ ان کی عزت کا سامان ہے۔

بھوک کی وجہ سے کسی صحابی کے گھر تشریف لے جانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ اس وقت باہر نکلنے کا معمول نہ تھا اور نہ ہی کسی سے ملتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی خلاف معمول حاضر ہوگئے۔ وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ چہرۂ اقدس کو تکنے اور سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر گزری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ پوچھا اے عمر! کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا بھوک کھینچ

لائی ہے۔ فرمایا: وہ تو مجھے بھی محسوس ہو رہی ہے۔ چلو ابو الہیثم ابن القیہان انصاری کے گھر چلتے ہیں۔ ان کا کھجوروں کا بہت بڑا باغ تھا اور بہت سی بکریاں تھیں۔ خادم کوئی نہ تھا۔ یہ گھر پر نہ ملے۔ ان کی بیوی سے پوچھا تو کہا کہ: ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ ابو الہیثم بھی تشریف لے آئے۔ پانی کا بھرا ہوا مشکیزہ اٹھا رکھا تھا۔ مشکیزہ زمین پر رکھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے اور عرض کرنے لگے میرے ماں باپ آپ پہ قربان۔ پھر ان حضرات کو ساتھ لے کر باغ میں چلے گئے۔ فرش بچھایا (اس پر بٹھا کر) کھجور سے ایک گچھا توڑ لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پکی پکی چھانٹ کر کیوں نہ توڑ لیں عرض کیا اس لیے کہ آپ حضرات اپنی اپنی پسند کے مطابق پکی اور گدری کھجوروں کا انتخاب فرما سکیں۔ تینوں حضرات نے کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ بھی ان نعمتوں میں شامل ہے جن کے بارے میں قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ پھر اظہار شکر کے طور پر فرمایا: ٹھنڈا سایہ تروتازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔

ابو الہیثم کھانے کی تیاری کے لیے جانے لگے تو فرمایا: دودھ دینے والا جانور ذبح نہ کرنا اس پر انہوں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور حاضر خدمت کر دیا۔ تینوں حضرات نے پھر یہ کھانا تناول فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے ابو الہیثم سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خادم نہیں ہے؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: جب ہمارے پاس کہیں سے غلام آجائیں تو آنا۔ آپ ﷺ کے پاس صرف دو خادم آئے۔ ابو الہیثم حاضر ہوئے تو فرمایا: ایک ان میں سے پسند کر لو۔ عرض کیا: آپ ہی پسند فرمادیں۔ فرمایا: ”مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔“ یہ لے لو۔ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور میں تجھے

اس کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ ابو الہیثم اسے لے کر اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور فرمانِ رسالت سے بھی آگاہ کیا۔ وہ بولی: تجھ سے فرمانِ رسالت کا حق ادا نہ ہو سکے گا سوائے اس کے کہ تو اسے آزاد کر دے انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کو واقعہ کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ اللہ نے اپنے ہر نبی اور اس کے جانشین کے دو باطنی مشیر پیدا فرمائے ہیں۔ ایک اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور دوسرا اسے تباہ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ تو جو شخص اس برے ساتھی سے بچالیا گیا وہ ہر قسم کی برائی سے روک دیا گیا۔ گناہوں سے وہی بچ سکتا ہے جسے اللہ بچائے۔

کئی کئی روز کھانے کو کچھ نہ ملتا

عتبہ بن غزوان (جلیل القدر صحابی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں آدم تھا اور ہمارے پاس درختوں کے پتوں کے سوا کھانے کی کوئی اور چیز نہ تھی حتیٰ کہ ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے۔ مجھے اتفاقاً ایک چادر مل گئی جسے میں نے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان تقسیم کر لیا۔ آدھی کا میں نے تہبند بنالیا اور آدھی کا سعد نے۔ آج ہم ساتوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو کسی شہر کا امیر نہ ہو۔ اور تم ہمارے بعد اور امراء کا تجربہ بھی کرو گے۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں میں اس وقت خوف دلایا گیا ہوں جب اور کوئی نہ ڈرایا جاتا تھا اور اللہ کی راہ میں میں اس وقت ستایا گیا ہوں جب اور کسی کو تنگ نہ کیا جاتا تھا اور تحقیق مجھ پر تیس شب و روز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس تھوڑی سی مقدار کے جو بلال نے اپنی بغل تلے چھپا رکھی تھی۔

مصنف (جامع ترمذی) نے اپنی جامع میں فرمایا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب نبی ﷺ مکہ سے بلال کے ہمراہ کسی وقت باہر تشریف لے گئے اس وقت بلال کے پاس کھانے کی اتنی سی مقدار تھی جسے انہوں نے اپنی بغل کے نیچے لے رکھا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاں کبھی صبح اور شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت جمع نہیں ہوا سوائے ان اوقات کے جب آپ ﷺ کے ہاں مہمان ہوتے۔

یہاں اصل الفاظ ہیں: "الا علی ضفف" ضفف سے مراد مہمانوں کے ہاتھوں کی کثرت ہے آنحضرت ﷺ کے ہاں کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں صرف اس وقت جمع ہوتیں جب مہمان ہوتے۔

نوفل بن ایاس الھذلی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمان بن عوف ہمارے ہم نشین تھے اور بڑے اچھے ہم نشین تھے۔ ایک مرتبہ وہ ہمیں ساتھ لے کر کسی جگہ سے واپس لوٹے۔ واپسی پر ہم ان کے ساتھ ان کے مکان پر چلے گئے۔ انہوں نے گھر میں داخل ہو کر غسل کیا۔ پھر باہر آئے۔ ایک بڑے برتن میں روٹی اور گوشت لایا گیا۔ کھانا رکھا گیا۔ تو عبدالرحمان دیکھ کر رونے لگے۔ میں نے پوچھا اے ابا محمد! کیوں روتے ہو؟ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ کو کبھی وفات تک یہ نوبت نہ آئی کہ آپ ﷺ اور آپ کے اہلبیت نے جو کی روٹی ہی شکم سیر ہو کر کھائی ہو۔ جہاں تک میرا خیال ہے ہم لوگوں کی یہ ثروت کی حالت آپ ﷺ کے بعد کسی بہتری کے لیے نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ بھوک کی

وجہ سے پیچھے کی جانب ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

سال بھر کا خرچ ذخیرہ فرمالیتے

رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ مال میں سے جو اور کھجوریں جو آسانی سے میسر ہوتیں سال بھر کے لیے لے لیتے اور باقی سب اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ فرمادیتے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال کا سال بھر کا خرچ جمع فرمالیتے تھے۔

کچھ بچا کے نہ رکھتے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی صبح کا کھانا عشاء کے لیے اور عشاء کا کھانا صبح کے لیے بچا کے نہ رکھا۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ کل کے لیے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ جب رات کو کھانا کھالیتے تو صبح کو نہ کھاتے اور جب صبح کا کھانا تناول فرمالیتے تو رات کو نہ کھاتے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

قسطلانی نے مواہب میں ایک اشکال کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کئی کئی روز تک بھوک برداشت کرتے رہتے۔ حالانکہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اہل وعیال کو سال بھر کا خرچ عطا فرمادیتے تھے اور یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے چار کے درمیان مالِ فے (۳) میں سے ایک ہزار اونٹ تقسیم فرمائے اپنے عمرہ میں ایک سو اونٹ نحر (۴) فرمائے اور مساکین کو کھلا دیئے۔ ایک

اعرابی کے لیے بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کے احکامات صادر فرمائے وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے صحابہ میں جو صاحب مال تھے جیسے ابو بکر، عمر، عثمان اور طلحہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) وغیرہ وہ اپنے اموال اور اپنی جانوں کو آپ ﷺ کے سامنے ہر وقت قربان کرنے کے لیے تیار رہتے۔ آپ ﷺ نے صدقہ کا حکم فرمایا تو ابو بکر سارا مال لے کر حاضر ہو گئے، عمر نے نصف مال پیش کیا۔ جیش العسرہ کو سامان فراہم کرنے کے لیے لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ پیش کئے۔ (ایک طرف کئی کئی روز بھوکا رہنے کا ذکر اور دوسری جانب مالداری کے تذکرے؟) اس کا جواب طبری نے یہ دیا (جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے) کہ صحابہ کا یہ عمل تنگدستی و عسرت کی وجہ سے نہ تھا۔ بھوکا رہنے کی وجوہات اور تھیں۔ کبھی ایثار و قربانی کا جذبہ اور کبھی پیٹ بھر کھانے اور زیادہ کھانے سے نفرت (بھوکا رہنے پر مجبور کرتی)

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ہجرت سے قبل مکہ میں تنگدستی کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے پھر جب مدینہ کی جانب ہجرت کی تو اکثر کی حالت وہی غربت کی تھی۔ انصار نے مکانات اور عطیات کے ساتھ ان کی مدد کی۔ پھر جب بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی اور اس کے بعد کا وقت آیا تو وہ عطیات جو انصار سے لیے تھے واپس کر دیئے۔ ہاں نبی اکرم ﷺ باوجود اس بات کے کہ دنیوی لحاظ سے وسعت اختیار فرما سکتے تھے مگر تنگی کی حالت کو ہی اختیار فرمایا:

فقر اختیاری تھا: جیسا کہ ترمذی نے ابو امام سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش فرمائی کہ میرے لیے مکہ کی زمین کو سونے کا بنا دے تو میں نے عرض کیا: نہیں یارب! میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کھانا ملے تو دوسرے دن بھوکا رہوں۔ جب بھوک ہو تو تیری بارگاہ میں

گڑگڑاؤں اور تیرا ذکر کروں اور جب شکم سیر ہو جاؤں تو تیری تعریف بیان کروں اور شکر ادا کروں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن جبریل کے ہمراہ کوہِ صفا پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل اس اللہ کی قسم جس نے تجھے حق دے کر بھیجا ہے آج شام آل محمد کے لیے مٹھی بھر آٹا ہے اور نہ ہی مٹھی بھر جو آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے اتنی بات کا نکلنا تھا کہ آسمان سے ایک زوردار آواز سنائی دی جس سے آپ ﷺ گھبرا گئے۔ جبریل سے فرمایا کہ کیا اللہ نے قیامت کو قائم ہونے کا حکم دے دیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا: نہیں بلکہ آپ کی بات سن کر اسرافیل کو حکم ہوا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اسرافیل نے آکے عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی بات سنی اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ پر دو باتیں پیش کروں۔ اگر آپ چاہیں تو تہامہ کے پہاڑ زمرد، یاقوت، سونا اور چاندی بنا کر آپ کے ساتھ چلا دوں۔ پس اگر آپ نبی بادشاہ بننا چاہیں (تو بھی اختیار ہے) اور نبی عبد (بندہ) بننا چاہیں تو بھی جبریل نے آپؐ ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیے۔ اس پر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ میں نبی عبد بننا پسند کروں گا۔ بوصیری نے کیا خوب کہا ہے ~

وراودته الجبال الشم من ذهب
عن نفسه فاراها ايما شمم

(ترجمہ) آپ ﷺ کو سونے کے بلند پہاڑوں نے پھسلانا چاہا مگر آپ نے ان سے مکمل استغناء کا اظہار فرمایا اور ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

روٹی کا بیان

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل کئی کئی راتیں خود بھی خالی پیٹ ہوتے اور گھر والے بھی۔ کھانا نہ ملتا تھا اور عام طور پر جو ملتا وہ جو کی روٹی ہوتی تھی۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے آپ کے وصال تک کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔

سلیم بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت کے گھروں میں کبھی جو کی روٹی کھانے سے زائد نہیں بچی۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وصال تک آنحضرت ﷺ کے دستر خوان سے روٹی کا ٹکڑا (بچا ہوا) نہیں اٹھایا گیا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میرے پاس نصف وسق جو تھے جو ایک طاقچے میں رکھے ہوئے تھے اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی جو کسی جاندار کی خوراک بن سکے۔ میں نے انہی میں سے لے کر کھانے شروع کر دیئے۔ کافی عرصہ تک کھاتی رہی (وہ ختم نہ ہوئے) آخر میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ ان چھنے جو کے آٹے کی روٹی کھاتے تھے کئی بار وہ حلق میں اٹک جاتی اور پانی پیے بغیر نیچے نہ جاتی۔

میدہ کی روٹی اور چھلنیوں کا دستور

سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم ﷺ نے میدہ کی روٹی کھائی تھی؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال تک کبھی میدہ دیکھا بھی نہیں تھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آپ لوگوں کے پاس چھلنیاں ہوتی

تھیں؟ فرمایا: نہیں پوچھا: پھر جو کے آٹے کا کیا کرتے تھے؟ فرمایا پھونک مارتے تھے جو اڑ جاتا سو اڑ جاتا اور باقی کو ہم گوندھ لیا کرتے تھے۔ **كتاب الطعمه باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه ياكلون**

انہی (سہل) سے روایت ہے: پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تمہارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت سے لے کر اپنے وصال تک کبھی چھلنی دیکھی بھی نہیں تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی پتلی روٹی یا سالم بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو۔ بکری کو ذبح کر کے گرم پانی میں ڈال کر اس کے بال دور کر لیے جاتے اور پھر اسے جلد سمیت بھون لیا جاتا۔ آسودہ حال لوگ اس طرح بھون کر کھاتے تھے۔ (عربی میں اسے الشاۃ السمیط کہتے ہیں جس کا ترجمہ سالم بھنی ہوئی بکری کیا گیا۔)

میز پر کھانا کھانا

حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹی چھوٹی رکابیوں میں اور نہ کبھی پتلی روٹی استعمال فرمائی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ دستر خوان پر کھانا کھایا کرتے تھے۔

خوان اس میز کو کہتے ہیں جو کھانا کھانے کے لیے تیار کیا گیا ہو۔

پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا

مسروق تابعی فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمایا: جب بھی پیٹ بھر کھانا میسر ہوتا ہے تو رونے کو جی چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ فرمانے

لگیں جس حال میں رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے اسے یاد کر کے۔ خدا آپ ﷺ نے کبھی دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت شکم سیر ہو کر نہ کھایا۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے وصالِ اقدس تک کبھی تین دن متواتر پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔

مسلم نے روایت کی کہ آل محمد ﷺ نے متواتر دو دن گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ اگر ایک دن روٹی میسر ہوتی تو دوسرے دن کھانے کو کھجوریں ہوتیں۔ مسلم نے ہی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ روٹی اور روغن زیتون سے ایک دن میں دوبار جی بھر کے کھانا نہیں کھایا۔

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کی روٹی وصال تک کبھی دو دن متواتر پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

ام المومنین سے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حالانکہ اگر چاہتے تو اللہ اتنا عطا فرماتا کہ جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

روٹی چھوٹی یا بڑی

قسطلانی نے مواہب میں فرمایا: میں نے یہ پتہ لگانے کے لیے بڑی جستجو کی کہ آپ ﷺ نے جو روٹی تناول فرمائی وہ چھوٹی ہوتی تھی یا بڑی تو اس سلسلہ میں مجھے کوئی روایت نہیں ملی۔ ہاں روٹی چھوٹی رکھنے کا حکم آپ ﷺ سے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا: روٹیاں چھوٹی چھوٹی بنایا کرو اور تعداد زیادہ کرو

تمہیں برکت عطا کی جائے گی۔

میرے شیخ عارف ربانی ابراہیم المتبولی اپنے دستر خوان میں روٹیاں چھوٹی پکواتے تھے۔ شیخ ابو العباس احمد البدوی اور سادات بنی الوفا (اللہ ان کی برکات سے ہمیں نوازتا رہے) کا بھی معمول تھا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ ایک دن میں دو کھانوں سے کبھی پیٹ نہیں بھرا۔ اگر کھجوریں پیٹ بھر میسر ہوتیں تو جو کی روٹی اتنی دستیاب نہ ہوتی اور جو کی روٹی پیٹ بھر مل جاتی تو کھجوریں اتنی نہ ملتیں۔

پیٹ بھر کر کھانا بدعت ہے

قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ بات جان لینی چاہیے کہ پیٹ بھر کھانا ایک بدعت ہے جو قرنِ اول کے بعد ظاہر ہوئی۔ نسائی و ابن ماجہ کی روایت جسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی ہے جس برتن کو لبالب بھر دینا سب سے زیادہ برا ہے وہ پیٹ ہے ابن آدم کے لیے چند لقمے کھانا کافی ہے جو اس کی کمر کو سیدھا رکھے اور اگر خواہش غلبہ پا ہی لے (اور آدمی زیادہ کھانا چاہے) تو پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لیے' ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک سانس کے لیے ہو (یعنی اس سے زیادہ نہ کھائے) قرطبی فرماتے ہیں کہ اگر بقراط اس تقسیم کو سنتا تو اسے ضرور پسند کرتا۔

فقر کے اظہار میں حکمت

حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا واللہ آل محمد کے ہاں آج شام کو ایک صاع کھانا بھی نہیں ہے اور یہ تو گھر

میں حسن فرماتے ہیں کہ واللہ! آپ ﷺ نے اللہ کے رزق کو تھوڑا کہنے کے لیے شکایتاً ایسا نہیں کہابلکہ یہ ارشاد اس لیے ہوا کہ امت آپ ﷺ کی اقتداء کر سکے۔

فقر اختیاری تھا

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''الشفاء'' میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایااور کبھی کسی کے سامنے شکوہ نہیں کیا۔ بھوکا رہنا آپ ﷺ علیہ وسلم کو پیٹ بھرنے سے زیادہ عزیز تھا۔ ساری ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے رہتے مگر یہ بات اگلے دن روزہ رکھنے سے باز نہ رکھتی۔ اگر آپ ﷺ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانے، پھل اور فراخ عیش و عشرت مانگ لیتے (مگر ایسا نہیں کیا) میں آپ ﷺ کی حالت کو دیکھ کر رحم کے جذبہ کی بنا پر روتی۔ اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر بھوک کی وجہ سے جو حال ہوتا اس کی بنا پر پھیرتی اور عرض کرتی: میری جان آپ پر فدا۔ دنیا سے اتنا ہی لیتے جو آپ کی غذا کے لیے کافی ہوتا۔ ارشاد فرماتے: مجھے دنیا سے کیا غرض؟ مجھ سے پہلے انبیاء نے اس سے بھی سخت حالات دیکھے اور صبر کیا۔ اپنے حال پہ قائم رہے اور اللہ کی بارگاہ میں اسی حال میں حاضر ہوئے کہ انہیں عزت و مرتبہ عطا ہوا۔ اللہ نے ان کا ثواب بہت زیادہ کر دیا۔ مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں یہاں خوش حال رہوں اور کل ان سے میرا رتبہ کم ہو اور کوئی شے مجھے اس سے زیادہ عزیز نہیں ہے کہ اپنے بھائیوں اور دوستوں سے جا ملوں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد صرف ایک ماہ آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما رہے اور پھر وصال ہو گیا۔

انبیاء کا فقر

اس بیان سے تین ورق آگے (قاضی عیاض) فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام اونی لباس پہنتے، بالوں کا بنا ہوا بستر بچھاتے اور جو کی روٹی جس پر راکھ لگی ہوتی نمک کے ساتھ کھا لیتے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سواری کے لیے کوئی گدھا لے لیں فرمایا: میں اللہ کے ہاں اس لیے برتر ہوں کہ وہ مجھے گدھے کی خدمت میں مشغول فرمادے۔ آپ بالوں کا بنا ہوا لباس پہنتے، درخت کے پتے کھاتے، کوئی گھر نہیں بنایا، جہاں نیند آجاتی آرام فرمالیتے۔ آپ کو سب سے زیادہ ''مسکین'' کے نام سے پکارا جانا پسند تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جب مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو ضعف کی وجہ سے ترکاری کی سبزی ان کے پیٹ میں نظر آتی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے انبیاء فقر اور جوؤں کی آزمائش میں ڈالے جاتے تو یہ بات ان کے نزدیک عطا سے زیادہ پسندیدہ ہوتی۔

مجاہد فرماتے ہیں کہ یحیٰ علیہ السلام کا کھانا تر گھاس تھا۔ اللہ کے خوف کی وجہ سے اتنا روتے کہ ان کے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے۔

طبری نے وھب سے روایت کیا کہ موسیٰ علیہ السلام چھپر کے نیچے سایہ لیتے اور پتھر کے گڑھے (کو بطور برتن استعمال کرتے ہوئے اس) میں کھانا کھالیا کرتے۔ جب پانی پینا چاہتے تو (برتن استعمال کیے بغیر) جس طرح جانور پانی پر منہ رکھ کر پی لیتے ہیں اسی طرح پی لیا کرتے تھے اور یہ بات اللہ کی بارگاہ میں اظہار عجز کے لیے تھی کیونکہ اس نے آپ کو اپنے کلام کے ساتھ عزت بخشی تھی۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

الدقل : ردی کھجوریں۔ الاقعاء: پیچھے کی جانب ٹیک لگانا۔ الخوان : اونچی میز جو کھانا کھانے کے لیے تیار کی جاتی ہے (ڈائننگ ٹیبل) سکرجه: چھوٹا برتن جس میں کھانے کی کوئی لذیذ شے ڈالی جاتی ہے (رکابی) السفر : مغوۃ کی جمع یہ چمڑے کا گول ٹکڑا ہوتا ہے جو اس مقصد کے لیے ہو کہ اس پر کھانا رکھا جائے (دستر خوان) الضفف: مہمانوں کے ہاتھوں کی کثرت الشاۃ السمیط : وہ بکری جسے ذبح کر کے گرم پانی میں ڈال کر بال دور کر لیے جائیں اور پھر اسے جلد سمیت بھون لیا جائے۔ آسودہ حال لوگ ایسا کرتے ہیں۔

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کے کھانا اور سالن کے بیان میں

تین انگلیوں کے ساتھ کھانا

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تین انگلیوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ انگوٹھا اس کے ساتھ والی اور درمیانی انگلی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ہاتھ پونچھنے سے پہلے تینوں انگلیاں چاٹ رہے تھے پہلے درمیانی انگلی پھر اس کے ساتھ والی اور پھر انگوٹھا۔

گرم گرم کھانا

رسول اللہ ﷺ گرم کھانا جب تک کہ اس سے اٹھنے والی بھاپ ختم نہ ہو جائے کھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ گرم گرم کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اسے ذرا ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ اللہ نے ہمیں آگ کھانے کو نہیں دی۔

دو انگلیوں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا

آنحضرت ﷺ اپنے سامنے سے کھاتے اور تین انگلیوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے کبھی چوتھی انگلی بھی ضرورت پڑنے پر ساتھ ملا لیتے لیکن کبھی دو انگلیوں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا اور فرماتے کہ یہ شیطانی فعل ہے۔

برتن کو اچھی طرح صاف کرنا

آنحضرت ﷺ برتن کو اپنی انگلی سے پونچھ لیتے تھے اور فرماتے کہ کھانے کے ان آخری اجزاء میں زیادہ تر برکت ہوتی ہے جب انگلیاں چاٹتے تو وہ سرخ ہو جاتیں۔ ایک ایک کر کے انگلیاں چاٹے بغیر رومال کے ساتھ ہاتھ نہ پونچھتے اور فرماتے: کیا خبر کھانے کے کون سے ذرے میں برکت ہے۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا

آنحضرت ﷺ جب روٹی اور گوشت کھاتے تو خاص طور پر ہاتھوں کو اچھی طرح دھوتے اور پھر باقی پانی سے تر ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی گوشت کھائے تو اپنے ہاتھ دھو کر بو وغیرہ کو دور کر دے اور پاس والے کو ایذاء نہ دے۔

کھانے کے لیے اندازِ نشست

آنحضرت ﷺ کا کھانے کے لیے بیٹھنا اکثر اس طرح ہوتا کہ دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کو ملاتے جیسے نمازی بیٹھتا ہے مگر ایک گھٹنا دوسرے کے اوپر ہوتا اور

ایک قدم دوسرے کے اوپر اور فرماتے : میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے بندہ کو بیٹھنا چاہیے۔

ابو صحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی منہ کے بل لیٹ کر کھانا کھائے۔

ابن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کہ کھاتے وقت کوئی آدمی بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے۔

سالن کا بیان

رسول اللہ ﷺ کسی بھی حلال شے سے پرہیز نہ فرماتے تھے۔ اگر صرف کھجور بغیر روٹی کے مل جاتی تو اسے تناول فرمالیتے۔ بھنا ہوا گوشت ملتا تو وہ کھا لیتے روٹی گندم کی مل جاتی یا جو کی کھا لیتے تھے۔ حلوہ یا شہد مل جاتا تو اسے تناول فرمالیتے۔ دودھ بغیر روٹی کے مل جاتا تو وہی پی کر اس پر اکتفا فرمالیتے۔ تربوز یا کھجور دستیاب ہوتی تو وہ کھالیتے۔ آنحضرت ﷺ جو حاضر ہوتا کھالیتے تھے اور جو ملتا اسے رد نہ فرماتے تھے۔

مرغی کا گوشت

زھدم الجرمی سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مرغی کا گوشت لایا گیا۔ ایک آدمی الگ ہو گیا۔ ابو موسیٰ نے وجہ پوچھی تو بولا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا ہے۔ اس لیے قسم کھا رکھی ہے کہ اس کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ فرمایا : ذرا قریب ہو۔ وہ قریب ہوا تو فرمایا : میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین)

حباریٰ کا گوشت

ابراہیم بن عمر بن سفینہ اپنے باپ اور اپنے دادا سفینہ جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں (سفینہ) نے فرمایا : میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔

حباریٰ ایک پرندہ کا نام ہے جس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔ چونچ میں بھی لمبائی ہوتی ہے بہت اڑنے والا خاکستری رنگ کا ہوتا ہے۔ (بعض مترجمین نے اس کا ترجمہ سرخاب کیا ہے۔ مترجم عفی عنہ)

شکار کئے ہوئے جانور کا گوشت

رسول اللہ ﷺ مرغی کا گوشت اور شکار کئے ہوئے پرندے کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ شکار شدہ جانور نہ خریدتے[۵] اور نہ خود اپنے ہاتھوں سے شکار کرتے البتہ شکار شدہ جانور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو اسے تناول فرمانا پسند فرماتے تھے۔

کدو

رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے کہ جب ہانڈی پکانے لگو تو اس میں کدو زیادہ ڈال لیا کرو یہ غمزدہ دل کو تقویت بخشتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ثرید کا گوشت اور کدو کے ساتھ تناول فرماتے اور کدو رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھا فرمایا کرتے : یہ میرے بھائی یونس (علیہ السلام) کے لیے اگنے والا پودا ہے۔

جابر بن طارق فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے پاس کدو تھا جسے آپ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں کاٹ رہے

تھے۔ عرض کیا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: اس کے ساتھ ہم اپنے کھانے کو زیادہ کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضور اقدس ﷺ کو دعوت دی انس فرماتے ہیں کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا گیا جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ پیالے میں سے کدو کے ٹکڑے چن چن کر کھا رہے ہیں: پس اس دن سے مجھے کدو سے پیار ہو گیا ہے۔ بخاری کتاب الاطعمہ باب من تتبع حالی القصۃ

ندوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کا کدو کو پسند کرنا مستحب ہے اور اسی طرح ہر اس چیز کا پسند کرنا جو آنحضرت ﷺ کی پسندیدہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد اور میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے۔

پینے کی چیزیں

شہد: آنحضرت ﷺ کو پینے کی چیزوں میں سب سے زیادہ شہد پسند تھا۔

دودھ: آنحضرت ﷺ کو پینے کی چیزوں میں دودھ بہت پسند تھا۔

آنحضرت ﷺ جب دودھ پیتے تو فرماتے کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے

آنحضرت ﷺ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے تو کبھی اس میں ٹھنڈا پانی ملا کر

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جب دودھ پیش کیا جاتا تو دعا دیتے "برکت ہو"

آنحضرت ﷺ دودھ اور کھجور اکٹھے تناول فرماتے اور انہیں "اطیبین" (دو پاکیزہ چیزیں) کہہ کر پکارتے۔

روٹی اور گھی

آنحضرت ﷺ روٹی اور گھی تناول فرمایا کرتے تھے اور یہ آپ کو بہت پسند تھا۔

احیاء العلوم میں ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فالودہ لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور پوچھا: اے ابا عبداللہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پہ قربان! ہم شہد اور گھی ہانڈی میں ڈال دیتے ہیں اور اسے آگ پر رکھ کر پکاتے ہیں۔ پھر گیہوں کا میدہ لے کر اس پر ہانڈی میں ہی ڈالتے ہیں اور اسے چمچہ وغیرہ کے ساتھ مخلوط کرتے ہیں یہاں تک کہ پک کر ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ غذا اچھی ہے۔

اس قصہ کا ذکر مواہب میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ایک اور طرح آیا ہے[٦] اس میں اس کھانے کا نام "الخبیص" (بروزن فعیل) بتایا گیا ہے۔

گوشت

رسول اللہ ﷺ کو گوشت تمام کھانوں میں سب سے زیادہ پسند تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے قوتِ سماعت میں اضافہ ہوتا ہے 'یہ دنیا و آخرت میں سب کھانوں کا سردار ہے' اگر میں اللہ سے دعا کرتا کہ ہر روز یہی کھانا عطا کرے تو ایسا ہو جاتا۔

عطاء بن یسار نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ انہوں نے بکری کا بھنا ہوا پہلو کا گوشت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اس سے تناول فرمایا۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مہمان بنا۔ بکری کا پہلو کا گوشت بھنا ہوا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے چھری کے ساتھ اس میں سے گوشت کاٹنا شروع فرمایا اور مجھے بھی کاٹ کر دیا۔ فرماتے ہیں: اسی دوران حضرت بلال نے آکر نماز کی تیاری کی اطلاع دی۔ آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: خاک آلودہ ہو اس کے ہاتھ۔ اسے کیا ہوا کہ ایسے موقع پر خبر کی۔ فرماتے ہیں: میری مونچھیں بڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ مسواک پر رکھ کر انہیں کتر دوں یا فرمایا کہ مسواک پر انہیں کتر دو (راوی کو الفاظ میں شک ہے)

آنحضرت ﷺ بھنی ہوئی کلیجی تناول فرماتے تھے۔

پسندیدہ گوشت

آنحضرت ﷺ کو بکری کا دست اور شانے کا گوشت بہت پسند تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گوشت آیا اس میں سے آپ ﷺ کی خدمت میں دست کا گوشت پیش کیا گیا۔ دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ آپ نے دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو دست (بونگ) کا گوشت بہت پسند تھا اسی میں زہر دیا گیا۔ اور گمان یہ ہے کہ یہود نے زہر دیا تھا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے ہانڈی پکائی۔ چونکہ بونگ کا گوشت بہت پسند تھا اس لیے میں نے ایک بونگ پیش کی۔ فرمایا اور لاؤ۔ دوسری بھی پیش کر دی۔ پھر اور طلب فرمائی تو عرض کیا کہ بکری کی دو ہی بونگیں ہوتی ہیں فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں مانگتا رہتا اس دیگچی سے بونگیں نکلتی رہتیں۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بونگ کا گوشت لذت کی وجہ سے پسند نہ تھا بلکہ بات یہ تھی کہ گوشت چونکہ گاہے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لیے آپ ﷺ اس کو پسند فرماتے تھے (تاکہ کھانے سے جلدی فارغ ہو جائیں)

آنحضرت ﷺ کو بکری کے اگلے بازوؤں کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔

ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے اپنے گھر میں بکری ذبح کروائی۔ رسول اللہ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ کچھ گوشت ہمیں بھی بھیجو۔ عرض کیا: ہمارے پاس صرف گردن باقی رہ گئی ہے اور اسے بھیجتے ہوئے شرم آتی ہے۔ قاصد نے ساری بات آکے عرض کر دی فرمایا جاؤ اور اسے کہو کہ گردن ہی بھیج دے کیونکہ یہ بکری کا اگلا حصہ ہے بھلائی کے زیادہ قریب اور تکلیف (پیشاب وغیرہ) سے زیادہ دور رہنے والا۔

رسول اللہ ﷺ جب گوشت کھاتے تو اپنے سر کو اس پر نہ جھکاتے تھے بلکہ گوشت کو اٹھا کر منہ کے قریب لاتے اور پھر اسے دانتوں کے ساتھ نوچ کر تناول فرماتے۔

قدید

رسول اللہ ﷺ نے قدید تناول فرمایا ہے جیسا کہ سنن کی حدیث ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہم سفر میں جارہے تھے۔ میں نے بکری ذبح کی فرمایا: اس کا گوشت ٹھیک طرح سے بنالو۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں اس میں سے آپ ﷺ کو (پکا پکا کر)

کھلاتا رہا۔

بعض جانور جن کا گوشت تناول فرمایا

آنحضرت ﷺ نے گورخر کا گوشت بھی کھایا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بھیڑ کا گوشت بھی کھایا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے سفر و حضر میں اونٹ کا گوشت کھایا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے خرگوش کا گوشت تناول فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے سمندری جانوروں کا گوشت بھی کھایا۔

ثرید

آنحضرت ﷺ نے ثرید کھایا۔ ثرید یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے میں بھگو دیئے جائیں کبھی اس کے ساتھ گوشت بھی ہوتا ہے اس لیے (چونکہ ثرید میں گوشت کا اثر ہوتا ہے)بطور مثال کہتے ہیں کہ ثرید بھی ایک طرح کا گوشت ہے۔

روغن زیتون

آنحضرت ﷺ نے روغن زیتون کے ساتھ روٹی کھائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لیے کہ یہ بابرکت درخت کا تیل ہے۔

چقندر

آنحضرت ﷺ نے پکا ہوا چقندر کھایا۔

خزیرہ

آنحضرت ﷺ نے خزیرہ کھایا یہ عصیدہ کی طرح آٹے سے بنایا جاتا ہے لیکن

اس سے ذرا پتلا ہوتا ہے۔

پنیر

آنحضرت ﷺ نے اقط بھی تناول فرمایا ہے اقط اس دودھ کے پنیر کو کہتے ہیں جس سے مکھن نکال لیا گیا ہو اور یہ "ہمشک" (ایک قسم کا کھانا جو موٹے ستو کو دودھ میں بھگو کر خمیر اٹھنے کے بعد پکایا جاتا ہے) کے بہت زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔

کھجور

چھوہارے، تازہ پکی کھجور اور ادھ کچی کھجور آپ ﷺ نے کھائی۔

کباث: آنحضرت ﷺ نے کباث جو اراک پودے کا پکا ہوا پھل ہوتا ہے بھی تناول فرمایا۔

پنیر

آنحضرت ﷺ نے پنیر بھی کھایا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر پنیر لایا گیا تو آپ ﷺ نے چھری منگوائی۔ بسم اللہ پڑھی اور اسے کاٹا۔

پیاز

پیاز کے بارے میں سنن ابو داؤد میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے پیاز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کھانا کھایا اسؐ میں پیاز بھی استعمال ہوا تھا۔ یہ ظاہر بات ہے کہ یہ پیاز اتنا پکا ہوا تھا کہ اس کی بو باقی نہ رہی تھی۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ فرمایا: "جو آخری کھانا نوش فرمایا اس میں پیاز تھا" یہ نہیں فرمایا کہ "پیاز کھایا"۔

سرکہ

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ سالن سرکہ تھا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سرکہ کیا ہی بہتر سالن ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ پوچھا کھانے کو کچھ ہے عرض کیا روٹی کا ایک خشک ٹکڑا اور وہ خدمت میں پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ فرمایا: لے آؤ آپ ﷺ نے اس کے ٹکڑے کئے اور پانی میں بھگوئے۔ ام ہانی نمک بھی لے آئیں۔ پوچھا سالن نہیں ہے؟ عرض کیا: سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا وہی لے آؤ۔ جب وہ لے آئیں تو اس کو اس کھانے پر ڈالا۔ کھانا کھایا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: سرکہ بھی کیا خوب سالن ہے۔ اے ام ہانی جس گھر میں سرکہ ہو وہ کسی سالن کا محتاج نہیں رہتا۔

ام سعد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے میں بھی وہیں تھی۔ فرمایا: کھانے کو کچھ ہے؟ عرض کیا: ہمارے پاس روٹی ہے، کھجور ہے اور سرکہ ہے۔ فرمایا: سرکہ بھی کیا خوب سالن ہے۔ اے اللہ سرکہ میں برکت عطا فرما کہ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن تھا اور وہ گھر جس میں سرکہ ہو محتاج نہیں ہوتا۔

سرکہ کی یہ تعریف وقت کے لحاظ سے ہے جیسا کہ ابن القیم نے بیان کیا ہے
یہ تعریف تمام سالنوں پر اس کی فضیلت کے لیے نہیں بلکہ پیش کرنے والے کے دل کو خوش کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ اگر اس وقت گوشت، شہد یا دودھ وغیرہ میں سے

کوئی چیز موجود ہوتی تو وہ تعریف کی زیادہ مستحق تھی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو ایک حدیث میں ہے کہ "سرکہ کیا ہی عمدہ سالن ہے" اور دوسری میں ہے "سرکہ کیا ہی برا سالن ہے" دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

ثرید کی فضیلت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی سب کھانوں پر۔ بخاری کتاب الاطعمہ باب الثرید۔

جو اور ستو

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو کھجور اور ستو کے ساتھ ولیمہ فرمایا۔

سلمہ زوجہ ابی رافع (جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے) خرماتی ہیں۔ کہ حسن بن علی، ابن عباس اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے لیے وہ کھانا تیار کرو جو رسول اللہ ﷺ کو اچھا لگتا تھا اور بہت پسند تھا۔ انہوں نے کہا: اے بیٹو! آج اس کی خواہش نہ کرو۔ بولے: ہمیں ضرور بتا دیجئے راوی کہتے ہیں: وہ اٹھیں، کچھ جو لیے، انہیں پیسا، انہیں ہنڈیا میں ڈال کر اس پر کچھ تیل ڈال دیا۔ پھر مرچ مسالہ کوٹا اور یہ سب کچھ لا کے سامنے رکھ دیا اور کہا یہ ہے وہ جو رسول اللہ ﷺ کو بڑا اچھا لگتا تھا اور خوش ہو کر کھاتے تھے۔

اسی سے یہ دلیل نکلتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ جو آسانی سے میسر ہو اسے استعمال کر کے کھانے کو عمدہ بنایا جائے اور یہ بات زہد کے منافی نہیں

ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس کے پاس کوئی (پکانے کی) چیز ہے کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔ اس پر اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا بچہ تھا۔ میری بیوی نے جو پیسے اور وہ بچہ بھی ہم نے ذبح کر لیا۔ گوشت ہانڈی میں رکھ دیا اور پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے ساری بات بتادی اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے آئیں اور چند آدمی آپ کے ساتھ اور آجائیں۔ آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے کھانا پکایا ہے، چلے آؤ۔ اور فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں ہانڈی نہ اتارنا اور آٹا پکانا شروع نہ کرنا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میری بیوی نے آٹا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا کسی روٹیاں پکانے والی کو بلالو۔ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے۔ ہانڈی میں سے سالن ڈال ڈال کے دیتی رہو مگر اسے چولہے سے نیچے نہ اتارنا۔ اس وقت ایک ہزار آدمی تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ چھوڑ گئے اور ہماری ہانڈی اس طرح جوش مار رہی تھی جیسی کہ پہلے تھی اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا جیسا کہ پہلے تھا۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ہی روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ ایک انصاری عورت کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے ایک بکری ذبح کی آنحضرت ﷺ نے اس میں کچھ تناول فرمایا پھر وہ ایک تھال میں کھجوریں رکھ کر لے آئیں آپ ﷺ نے اس میں سے

بھی کچھ کھائیں پھر ظہر کی نماز کے لیے وضو فرمایا۔ نماز مسجد میں پڑھی اور واپس تشریف لائے تو انہوں نے بکری کا بچا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا پھر عصر کی نماز پڑھی تو وضو نہیں فرمایا۔

ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے ہاں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ اس میں سے کھانے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی کھانے لگے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: تم نہ کھاؤ اے علی! اس لیے کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔ فرماتی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیٹھ گئے اور نبی اکرم ﷺ کھاتے رہے۔ فرماتی ہیں: میں نے ان کے لیے تھوڑے سے جو اور چقندر لے کر پکائے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا یہ کھاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ مناسب ہے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہانڈی یا پیالے کے نیچے جو کھانا پیندے میں بچ جاتا ہے وہ بہت پسند تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو جو کھانا سب سے زیادہ پسند تھا وہ روٹی کا شوربہ (یعنی روٹی کے ٹکڑوں کو شوربے میں ڈال لینا) اور حیس کا ثرید (یعنی کھجور کو گھی اور پنیر یا گھی اور آٹا یا چوری میں ملا کر شوربے میں ڈال لینا) تھا۔

کون سا گوشت اور کون سی سبزی زیادہ پسند تھی

رسول اللہ ﷺ کو بکری کے گوشت سے دست اور شانے کا گوشت زیادہ پسند تھا اور سبزیوں میں سے کدو اور کھجوروں میں عجوہ کھجوریں زیادہ پسند تھیں۔ عجوہ کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائی تھی اور فرمایا کرتے تھے یہ جنت سے ہے اور زہر اور

جادو کے لیے اکسیر ہے۔

آنحضرت ﷺ کو کھجوروں میں سے عجوہ کھجوریں زیادہ پسند تھیں۔

آنحضرت ﷺ کو مکھن اور کھجوریں بہت پسند تھیں۔

آنحضرت ﷺ کو سبزیوں میں سے کاسنی، ریحان اور خرفہ کا ساگ جسے "رجلہ" کہتے ہیں بہت پسند تھا۔

آنحضرت ﷺ کو ککڑی بہت پسند تھی۔

آنحضرت ﷺ کو کھجور کا گابا بہت پسند تھا۔

ناپسندیدہ چیزیں

رسول اللہ ﷺ گردے کھانا، پیشاب کے ساتھ ان کے تعلق کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے تھے۔

آنحضرت ﷺ بکری کے گوشت سے سات چیزیں نہیں کھاتے تھے عضو تناسل، خصیے مادہ بکری کے پیشاب کی جگہ، خون، مثانہ، پتا اور غدہ اگر کوئی اور انہیں کھانا چاہتا تو یہ بھی ناپسند تھا۔

آنحضرت ﷺ ٹڈی اور گردے نہیں کھاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ گوہ اور تلی کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور اسے حرام بھی قرار نہیں دیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ لہسن، پیاز اور گندنا (ایک بدبودار قسم کی ترکاری جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں) اس لیے نہیں کھاتے تھے کہ فرشتے آپ ﷺ کے پاس آتے اور جبریل امین سے گفتگو ہوتی رہتی۔ (فرشتے بدبو سے نفرت کرتے ہیں) (مترجم عفی عنہ)

کسی کھانے کو کبھی برا نہیں کہا

رسول ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اشتہا ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

کھجور کا ملیدہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ کھانے کو کچھ ہے؟ میں عرض کرتی نہیں تو فرماتے: پھر میں نے روزہ کی نیت کرلی ہے۔ فرماتی ہیں ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ ہمیں (کہیں سے) ہدیہ موصول ہوا ہے۔ پوچھا کیا ہے؟ عرض کیا حیس (کھجور کا ملیدہ) فرمایا: صبح ارادہ تو روزے کا تھا۔ فرماتی ہیں پھر ارادہ بدل ڈالا اور کھانا کھالیا۔

ہدیہ اور صدقہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو دریافت فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو صحابہ سے فرماتے: کھالو۔ خود کچھ نہ کھاتے تھے اور اگر جواب ملتا کہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ بھی صحابہ کے ہمراہ کھانے میں شریک ہو جاتے
آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جب ہدیہ پیش کیا جاتا تو اس وقت تک نہ کھاتے جب تک کہ ہدیہ لانے والے کو بھی اس کھانے میں شامل ہونے کا حکم نہ دے لیتے۔

دودھ دینے والے جانور

آنحضرت ﷺ کے پاس دودھ دینے والی اونٹنیاں اور بکریاں تھیں جن کا دودھ خود بھی پیتے اور اہل وعیال کو بھی پلاتے اور یہ بات پسند نہ تھی کہ کبھی جانوروں کی

تعداد سو سے زیادہ ہو۔ اگر کبھی تعداد زیادہ ہو جاتی تو زائد جانوروں کو ذبح فرما لیتے۔

آنحضرت ﷺ کے کچھ پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ کے جانور تھے وہ کچھ دودھ بھیج دیتے جسے آپ ﷺ استعمال میں لاتے۔

آنحضرت ﷺ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جنہیں ام ایمن جو آپ ﷺ کی دائی تھیں چرایا کرتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ صحابہ کے باغات میں تشریف لے جاتے اور ان میں سے پھل کھاتے اور جلانے کے لیے لکڑیاں بھی لے لیتے۔

دعوت رد نہ فرماتے تھے

آنحضرت ﷺ آزاد، غلام ہر ایک کی دعوت قبول فرما لیتے اور ہدیہ اگرچہ ایک گھونٹ دودھ یا خرگوش کی ران ہوتی اسے ضرور قبول فرما لیتے۔ اس پر کچھ نہ کچھ بدلہ بھی عنایت فرماتے، اسے تناول فرما لیتے اور صدقہ کی چیز نہیں کھاتے تھے۔

غیر مدعو آدمی ساتھ چل پڑتا تو

آنحضرت ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جاتی اور کوئی ایسا آدمی بھی ساتھ چل پڑتا جسے اہل خانہ نے نہ بلایا ہو تو گھر والے کو اطلاع کر دیتے اور اس سے فرماتے کہ یہ ہمارے ساتھ از خود آیا ہے اگر تمہاری مرضی (اسے کھانے میں شریک کرنے کی) نہ ہو تو یہ واپس چلا جائے۔ بخاری کتاب الاطعمہ باب الرجل متکلف الطعام لاخوانہ۔

مل کر کھانا

رسول اللہ ﷺ اکیلے نہیں کھاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو وہ کھانا زیادہ پسند تھا جسے زیادہ ہاتھ کھا رہے ہوں۔ رسول

اللہ ﷺ اپنے مہمانوں کو بار بار کھانے کا کہتے اور کھانا اٹھا کر ان کے آگے رکھتے۔ (تاکہ مہمان جی بھر کے کھانا کھالے)

کھانا طلب نہ فرماتے

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھایا، گھر والوں سے کھانا طلب نہیں فرماتے تھے اور اس کی اشتہا بھی نہ ہوتی تھی۔ گھر والے کھانا پیش کرتے تو جو کچھ وہ پیش کرتے قبول فرما لیتے اور جو کچھ پینے کو دیتے وہ پی لیتے۔

آنحضرت ﷺ بسا اوقات کھانے یا پینے کی چیز خود اٹھ کر لے لیتے تھے۔

سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت کھانے کے بعد وضو میں ہے۔ یہ بات بارگاہ رسالت میں بیان کی تو ارشاد ہوا: کھانے کی برکت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو میں ہے۔ یہاں وضو سے مراد لغوی وضو یعنی صرف ہاتھ دھونا ہے۔

مشکل الفاظ اور وضاحت

حباری: ایک لمبی گردن، لمبی چونچ خاکستری رنگ کا بہت اڑنے والا پرندہ

التوابل: گرم مصالحہ اس میں شامل اجزاء ہندوستان سے منگوائے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ دھنیا، سونٹھ اور زیرہ کا مرکب ہوتا ہے۔ **الحیس** کھجور کو گھی اور پنیر اور کبھی پنیر کی جگہ آٹا یا چوری ان سب کو ملا جاتا ہے حتی کہ خوب مل جاتی ہیں۔ یہ کھانا حیس کہلاتا ہے۔ **الجذب** اس کا واحد جذبہ ہے کھجور کا گابھا۔ **حیھلا** جلدی آؤ۔

تیسری فصل: آنحضرت ﷺ کی کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائوں کا بیان

رسول اللہ ﷺ جب دستر خوان بچھایا جاتا تو فرماتے بسم الله اللهم اجعلهما نعمة مشكورة تصل بما نعمة الجنة اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اے اللہ اسے ایسی نعمت دینا جس کے ساتھ جنت کی نعمت بھی ملی ہو۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو فرماتے: بسم اللہ اور جب فارغ ہوتے تو کہتے اللهم انك اطعمت وسقيت واغنيت واقنيت وهديت واجتبيت اللهم فلك الحمد على مااعطيت اے اللہ! تو نے کھلایا، پلایا غنی کر دیا۔ بہت کچھ عطا فرمایا، ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ اے اللہ جو تو نے عطا کیا اس پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو پڑھتے الحمدلله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه الحمدلله الذى كفانا وآوانا غير مكفى ولامكفور ولامودع ولا مستغنى عنه ربنا سب تعریفیں، ایسی تعریفیں جن کی کوئی انتہا نہیں جو پاک ہیں (ریا وغیرہ سے) جو مبارک ہیں اللہ کے لیے ہیں۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کافی کچھ کھانے کو دیا۔ رہنے کو جگہ دی۔ ایسا نہیں کہ یہ کھانا ہمارے لیے ہمیشہ کو کافی ہو گیا ہو نہ ہم اس کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ رہے ہیں اور اے ہمارے رب! نہ ہی ہم تیری رحمت سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللهم لك الحمد امت وسقيت واشبعت وارويت فلك الحمد غير مكفور ولا مودع

ولا مستغنى عنك۔ اے اللہ سب تعریف تیرے لیے ہے تو نے کھلایا، پلایا دیا اور پس اے اللہ تیری ہی تعریف ہے در آں حالانکہ تیری ناشکری نہیں کرتے، نہ تیری نعمتوں سے توقع توڑتے ہیں اور نہ تجھ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے الحمدلله الذى اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھانے کو دیا، پینے کو دیا اور مسلمان بنایا۔ رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے یا پیتے تو کہتے الحمدلله الذى اطعم وسقى وستوعه وجعل له مخرجا۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے کھانے اور پینے کو دیا اسے قابل ہضم بنایا اور اس کے (فاضل مادوں کے) نکلنے کا راستہ بنایا۔

بسم اللہ نہ پڑھی برکت ختم

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کھانا پیش کیا گیا۔ شروع میں اس سے زیادہ بابرکت کھانا کبھی نہیں دیکھا مگر جب ختم ہوا تو اس سے بڑھ کر بے برکت کھانا بھی دیکھنے میں نہ آیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیونکر ہوا۔ فرمایا: جب ہم نے کھانا شروع کیا تو اللہ کا نام لے کر ابتدا کی پھر ایک ایسا آدمی آبیٹھا جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ اس کے ساتھ شیطان بھی کھانے میں شامل ہو گیا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور دو ہی لقموں میں سارا کھانا کھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔

بسم اللہ پڑھنا یا دنہ رہے تو

انہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) اس روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کھانا شروع کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اسے کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ و آخرہ.

کھانا کھلانے والے کے لیے دعا

رسول اللہ ﷺ جب کسی کے ہاں کھانا کھاتے تو اس وقت تک باہر تشریف نہ لے جاتے جب تک کہ دعا نہ فرما لیتے۔ دعا یہ ہوتی اللھم بارك لھم وارحمھم اے اللہ انہیں برکت عطا فرما اور ان کے حال پر رحم فرما۔ اور دعا فرماتے: افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکة تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔

جب دوسرے فارغ ہوں تو کھانے سے ہاتھ اٹھائے

آنحضرت ﷺ جب لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو سب سے آخر میں کھانے سے ہاتھ اٹھاتے۔

اور آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی روایت کیا گیا ہے کہ جب دستر خوان بچھایا جائے تو کوئی آدمی اگرچہ پیٹ بھر کر کھا چکا ہو اس وقت تک نہ اٹھے جب تک کہ اس کا ساتھی بھی فارغ نہ ہو لے کیونکہ اس سے وہ شرمندہ ہو گا اور ممکن ہے کہ اسے ابھی اور کھانے کی حاجت ہو۔

اپنے آگے سے کھانا

عمر بن ابی سلمہ جو رسول اللہ ﷺ کے ربیب (بیوی کا پہلے خاوند سے لڑکا) ہیں فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت گیا جبکہ آپ ﷺ کے آگے کھانا رکھا ہوا تھا فرمایا: بیٹے! قریب ہو۔ بسم اللہ پڑھ اور اپنے آگے سے کھانا شروع کر۔

کھجوریں وغیرہ اپنے آگے سے کھانے کی پابندی نہیں

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو اپنے آگے سے کھاتے اور جب کھجوریں پیش کی جاتیں تو برتن کے مختلف حصوں سے کھجوریں اٹھا لیتے تھے۔

کھانے پینے پر اللہ کی تعریف کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندے کی اس بات پر بڑا راضی ہوتا ہے کہ لقمہ کھائے تو اس کی تعریف کرے اور گھونٹ پانی پیئے تو بھی اس کی تعریف کرے۔

چوتھی فصل: آنحضرت ﷺ کے پھل کھانے کے بیان میں

کھجور اور تربوز

رسول اللہ ﷺ تازہ پکی ہوئی کھجور دائیں ہاتھ میں اور تربوز بائیں ہاتھ میں لیتے اور کھجور کو تربوز کے ساتھ کھاتے۔ پھلوں میں یہ سب سے زیادہ پسندیدہ شے تھی۔ آنحضرت ﷺ کھجوریں کھاتے تو گٹھلیاں کسی تھالی وغیرہ میں ڈالتے جاتے۔

آنحضرت ﷺ تربوز کے ساتھ کھجور کھاتے اور فرماتے کھجور کی گرمی تربوز کی ٹھنڈک سے اور تربوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی سے زائل ہو جائیں گی۔

آنحضرت ﷺ تربوز روٹی اور شکر کے ساتھ اور بسا اوقات کھجور کے ساتھ کھاتے اور دونوں ہاتھوں سے مدد لیتے (یعنی ایک چیز ایک ہاتھ میں اور دوسری دوسرے ہاتھ میں) ایک دن کھجوریں دائیں ہاتھ میں پکڑ کر کھا رہے تھے اور گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں جمع فرما رہے تھے۔ ایک بکری گزری تو اسے اشارہ فرمایا وہ آکر گٹھلیاں کھانے لگی۔ آپ دائیں ہاتھ سے کھجوریں کھاتے رہے اور وہ بائیں ہاتھ سے گٹھلیاں۔ حتی کہ آپ ﷺ فارغ ہوئے اور وہ بکری بھی چلی گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا خربوزہ اور تازہ پکی ہوئی کھجوریں ملا کر کھا رہے تھے۔

ککڑی

رسول اللہ ﷺ ککڑی (اسے ہماری عام زبان میں "تر" کہتے ہیں) کھجور کے ساتھ تناول فرماتے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری امی نے مجھے موٹا کرنے کے لیے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے گھر مجھے رخصت کریں۔ میرا علاج کرنا چاہا مگر کامیابی نہ ہوئی حتی کہ میں نے ککڑی اور کھجور ملا کر کھائیں تو بڑی اچھی موٹی ہو گئی نسائی نے تازہ پکی ہوئی کھجور کی جگہ چھوہارے کا ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ککڑی کھجور اور نمک کے ساتھ کھاتے اور تازہ پکے ہوئے پھلوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ پھل کھجور اور انگور تھے۔

آنحضرت ﷺ انگور اس طرح کھاتے کہ گچھا منہ میں رکھ لیتے پھر باریک

ٹہنیاں منہ سے نکال کر پھینکتے اس طرح انگور کے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح داڑھی مبارک پر نظر آتے۔

ربیع بنت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک ایک تھال کھجوروں کا جس پر چھوٹی چھوٹی ککڑیاں جن پر خفیف سا روؤں تھا دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ کو ککڑی بہت پسند تھی۔ میں لے کر حاضر ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس بحرین سے آئے ہوئے زیورات تھے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے مٹھی بھر مجھے عنایت فرمائے۔

جب سال کا نیا پھل پیش خدمت ہوتا

رسول اللہ ﷺ کے پاس جب سال کا نیا پھل لایا جاتا تو اسے اپنی آنکھوں پر رکھتے اور پھر ہونٹوں پر اور فرماتے: اللهم كما اريتنا اوله فارنا آخره اے اللہ جیسا کہ تو نے اس پھل کا شروع ہونا ہمیں دکھایا اسی طرح اس کا آخری بھی دکھا (یعنی خیر و عافیت سے کھانا نصیب ہو) پھر جو بچہ پاس ہوتا اسے دے دیتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب سال کا نیا پھل دیکھتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لاتے۔ آپ ﷺ کو پکڑ کر دعا فرماتے۔

اللهم بارك لنافى ثمارنا وبارك لنا فى صاعنا وفى مدنا اللهم ان ابراهيم عبدك وخليلك ونبيك وانى عبدك ونبيك وانه دعاك لمكة وانى ادعوك للمدينة بمثل مادعاك بم فمكة ومثله منه. اے اللہ ہمارے پھلوں، ہمارے صاع (۸) اور ہمارے مد میں برکت فرما۔ اے اللہ! ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لیے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لیے وہی سوال کرتا ہوں جو انہوں نے مکہ کے لیے کیا تھا

اور اس جتنا اور بھی مانگتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے عنایت فرما دیتے۔

علماء فرماتے ہیں کہ خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا مکہ کے لیے اور حبیب ﷺ کی دعا مدینہ کے لیے قبول ہوئی۔ اور زمین کے مشرق و مغرب سے پھل ان دونوں شہروں میں لائے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس جب اپنے علاقہ کا پھل آتا تو اسے تناول فرماتے اور کھانے سے پرہیز نہ فرماتے تھے۔

فائدہ

قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ صحت کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے ہر علاقہ کے پھلوں میں وہ تاثیر پیدا فرمادی ہے کہ ہر پھل کے وقت میں اس علاقہ کے رہنے والے اس سے نفع حاصل کریں۔ اس پھل کا کھانا ان کی صحت و عافیت کا سبب بنتا ہے اور بہت ساری دواؤں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جو آدمی اپنے علاقہ کے پھلوں کو اس لیے نہیں کھاتا کہ اس سے بیمار ہو جائے گا تو وہ سب سے زیادہ مریض اور سب سے زیادہ کمزور نظر آئے گا اور جو آدمی مناسب وقت پر مناسب طریقے سے پھل کھاتا ہے تو یہ پھل اس کے لیے بڑی نافع دوا ثابت ہوتے ہیں۔

مشکل الفاظ اور وضاحت

اخوبز: خربوزہ رؤال پانی جو انگور میں سے ٹپکتا ہے جبکہ دانے کو ٹہنی سے الگ کیا جائے۔ اجر جرو کی جمع۔ ہر چھوٹی شے کو جرو کہتے ہیں یہاں چھوٹی چھوٹی ککڑیاں مراد ہیں۔

پانچویں فصل: آنحضرت ﷺ کے پینے کی چیزوں اور پیالہ کے بیان میں

پسندیدہ مشروب

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز زیادہ پسند تھی۔

آنحضرت ﷺ شہد میں ٹھنڈا پانی ملا کر پیتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک انصاری کے ہاں تشریف لے گئے۔ ساتھ ایک صحابی بھی تھے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا تو اس نے جواب دیا اس وقت وہ اپنے باغ کو پانی دے رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا پڑا ہوا پانی ہے؟ اگر نہیں تو ہم یہی پانی (جو کھال میں سے گزر رہا ہے) منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہے آپ ﷺ عریش کی جانب تشریف لے گئے۔ پیالے میں پانی ڈالا اس پر بکری کا کچھ دودھ دوہا اور پی لیا۔ (بخاری کتاب الشربیہ باب شرب اللبن بالعصر)

پانی پہلے دائیں طرف والے کو دیتے:

رسول اللہ ﷺ جب مسواک کے ساتھ دانت صاف فرمالیتے (اور مسواک کسی کو عطا فرمانے کا ارادہ ہوتا) تو اسے دیتے جو بڑا ہوتا اور پانی پیتے تو بچا ہوا پانی اسے دیتے جو دائیں طرف ہوتا۔

آنحضرت ﷺ پانی کو چوس چوس کر پیتے بڑے بڑے گھونٹ نہ لیتے تھے اور اپنا جھوٹا پانی اس آدمی کو مرحمت فرماتے جو دائیں طرف ہوتا اور اگر بائیں جانب والا

دائیں جانب والے سے بلند رتبہ ہوتا تو دائیں جانب والے سے فرماتے کہ طریق تو یہی ہے کہ تجھے ملے لیکن اگر ہو سکے تو بائیں جانب والے کو اپنے اوپر ترجیح دے۔ (یعنی یہ پانی اسے پی لینے دے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن الولید رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ وہ ایک برتن میں دودھ لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ میں دائیں جانب تھا اور خالد بائیں جانب مجھے ارشاد فرمایا کہ پینے کا حق تو تیرا ہے پس اگر تو چاہے تو پہلے خالد کو دے دے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ آپ کا پس خوردہ ہے۔ اسے پینے میں کسی اور کو اپنے آپ پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ کھانے کو کچھ عنایت فرمائے تو اسے یوں کہنا چاہیے۔ **اللهم بارك لنافيه واطعمنا خير المنه**۔ اے اللہ اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھانے کو دے اور جسے اللہ پینے کو دودھ مرحمت فرمائے تو وہ یہ دعا پڑھے۔ **اللهم بارك لنا فيه وزدنامنه**۔ اے اللہ اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور اس میں اور زیادتی عطا کر پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کہ دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کا کام دیتی ہو۔

بیٹھ کر پانی پینا

آنحضرت ﷺ (پانی وغیرہ) بیٹھ کر پیتے تھے اور یہ عادت مبارکہ تھی یہ روایت مسلم کی ہے اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔

آب زمزم

ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

آنحضرت ﷺ جب کسی کو تحفہ دینا چاہتے تو اسے آب زمزم پلاتے۔

آنحضرت ﷺ آب زمزم (کنوئیں سے) خود کھینچتے تھے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھ کر بھی پانی پیتے دیکھا ہے۔

نزال بن سبرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس "الرحبہ" کے مقام پر پانی کا لوٹا لایا گیا اس میں سے چلو لے کر آپ ﷺ نے ہاتھ دھوئے پھر کلی کی ناک میں پانی ڈالا اور پھر اپنے چہرے، بازوؤں اور سر پر تر ہاتھ پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ وضو ہے اس آدمی کا جو پہلے سے باوضو ہو رسول اللہ ﷺ کو میں نے ایسے کرتے دیکھا ہے۔

کھڑے ہو کر پانی پینا

کبشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور ایک لٹکی ہوئی مشک سے منہ لگا کر کھڑے ہو کر پانی پیا میں اٹھی اور تبرک اور شفا حاصل کرنے کے لیے اس جگہ سے مشک کو کاٹ کر رکھ لیا جہاں آپ ﷺ نے منہ لگایا تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ام سلیم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ (۹)

کھانے اور پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا

رسول اللہ ﷺ کھانے اور پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارتے تھے اور (پانی وغیرہ پیتے ہوئے) برتن میں سانس بھی نہیں لیتے تھے۔

پانی پینے کا مسنون طریقہ

آنحضرت ﷺ جب پانی پیتے تو تین بار سانس لیتے اور فرماتے۔ یہ مبارک،

فائدہ منداور شفا ہے۔ھو اھناء وامرء وابرء۔

آنحضرت ﷺ جب پانی پیتے تو (پینے کے دوران) دو مرتبہ سانس لیتے اور کبھی ایک ہی سانس میں پینے سے فراغت حاصل کر لیتے۔

آنحضرت ﷺ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے جب برتن منہ کے قریب لے جاتے تو بسم اللہ اور برتن منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے۔

آنحضرت ﷺ برتن میں سانس نہ لیتے تھے بلکہ سانس لینے کے لیے برتن کو منہ سے ہٹا لیتے تھے ایک دفعہ خدمت اقدس میں ایک برتن آیا جس میں دودھ اور شہد تھا آپ ﷺ نے پینے سے انکار فرما دیا اور فرمایا: دو پینے کی چیزیں ایک دفعہ میں اور دو سالن ایک برتن میں ہیں پھر فرمایا میں انہیں حرام نہیں کہتا ہوں مگر فخر کو اور دنیا کی فضول چیزوں کی وجہ سے قیامت میں محاسبہ ہونے کو برا جانتا ہوں اور تواضع کو پسند کرتا ہوں جو کوئی اللہ عزوجل کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے لیے میٹھا پانی "سقیا" نامی جگہ کے گھروں سے لایا جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے لیے میٹھا پانی سقیا کے کنوئیں سے لایا جاتا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد پانی پینا

ابن قیم لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھا چکنے کے بعد پانی نہیں پیتے تھے مبادا یہ پانی کھانے میں فساد پیدا کر دے خصوصاً جب پانی زیادہ گرم یا زیادہ ٹھنڈا ہو تاکہ اس سے فساد کا اور بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ جب پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے: **الحمد للہ الذی سقانا عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا۔** سب تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں اپنی رحمت سے میٹھا پیاس بجھانے والا پانی پلایا اور اسے ہمارے

گناہوں کے باعث کھاری اور کڑوا نہیں بنایا۔

پیالہ مبارک

حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ انس نے ہمیں لکڑی کا ایک موٹا سا پیالہ دکھایا جس پر لوہے کا کڑا چڑھا ہوا تھا اور فرمایا اے ثابت! یہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ہے میں نے اس پیالے میں آپ ﷺ کو ہر قسم کی پینے کی چیزیں پانی، نبیذ، شہد اور دودھ پلائی ہیں۔

الباجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبیذ سے مراد "المنبوذ فیہ" (جس میں کچھ ڈالا گیا ہو) ہے اور یہ میٹھا پانی ہوتا ہے پانی میں کچھ کھجوریں ڈال دی جاتی ہیں تاکہ وہ میٹھا ہو جائے یہ نبیذ رات کے پہلے حصے میں تیار کیا جاتا آپ ﷺ اس میں سے رات کو، اگلی صبح کو، اس کے بعد والی رات کو اور پھر اگلے دن عصر تک پیتے تھے اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا اور نشے کی اس میں صلاحیت نہ ہوتی تو کسی خادم کو پلا دیتے اور یہ ڈر ہوتا کہ نشہ آور بن گیا ہو گا تو اسے گرا دینے کا حکم دیتے یہ قوت کی زیادتی کے لیے بڑی فائدہ مند شے ہے۔

بخاری کے ہاں عاصم الاحول کی روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کا پیالہ انس بن مالک کے پاس دیکھا وہ ٹوٹ گیا تھا تو انہوں نے اس کے گرد چاندی کا حلقہ ڈلوا رکھا تھا فرماتے ہیں کہ وہ چوڑا، عمدہ خالص عود کی لکڑی کا پیالہ تھا انس فرماتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پیالہ میں بے شمار مرتبہ پینے کی چیزیں پلائی تھیں۔

ابن سیرین فرماتے ہیں کہ اس میں کڑا (چاندی کا نہیں) لوہے کا تھا حضرت انس نے ارادہ فرمایا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی کا کڑا ڈلوا دیں تو حضرت ابو طلحہ نے منع فرمایا۔ فرمایا: جو چیز رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمائی اسے نہ بدلنا اس پر انہوں نے یہ خیال چھوڑ دیا اس پیالہ کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ نبع درخت کا تھا اور

ایک دوسرا قول جھاڑ کی جھاڑی کا ہے پیالے کا رنگ زردی مائل تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس شیشے کا پیالہ بھی تھا جس میں پانی پیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو پیتل کے برتن کے ساتھ وضو کرنا پسند تھا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک پیالہ عیدان کا تھا جو چارپائی کے نیچے ہوتا تھا رات کو حاجت ہوتی تو اس میں پیشاب فرماتے (اور صبح کو باہر گرادیا جاتا)

رسول اللہ ﷺ کے پاس مٹی کا ایک لوٹا تھا جس کے ساتھ وضو فرماتے اور اس میں سے پانی پیتے لوگ اپنے چھوٹے لیکن سمجھ دار بچوں کو بھیجتے وہ آپ ﷺ کے گھر میں داخل ہوتے انہیں روکا نہیں تھا اگر اس برتن میں انہیں پانی مل جاتا تو اس سے پیتے اور اپنے چہروں پر اور جسموں پر حصول برکت کے لیے مل لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو مدینہ کے بچے اپنے اپنے برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہو جاتے آپ ﷺ ہر ایک کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبوتے۔

آنحضرت ﷺ کسی کو اس جگہ بھیجتے جہاں مسلمان وضو کرتے اگر برتنوں میں وضو کا بچا ہوا پانی مل جاتا تو اسے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت کے حصول کے لیے پیتے (معلوم ہوتا ہے کہ برتن لوٹے کی شکل کے نہ تھے بلکہ کھلے منہ والے جن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا جاتا)

مشکل الفاظ اور وضاحت

الشن : الجلا البالی : بوسیدہ و پرانی کھال پرانا مشکیزہ۔ **الداجن** : گھروں سے مانوس جانور جیسے بکری وغیرہ۔ **نضار** : عود کی خالص لکڑی اور اس طرح پر خالص شے۔ **المخضب** : برتن۔ **الصفر** : **النحاس الاصفر**۔ پیتل۔

چھٹی فصل: آنحضرت ﷺ کی نیند کے بارے میں

رات کے پہلے حصے میں آرام اور پچھلے میں جاگنا

مواہب میں ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام فرماتے اور پچھلے پہر جاگتے، مسواک کرتے اور وضو فرماتے ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور جتنی نیند ضروری ہوتی اس سے اپنے آپ کو نہیں روکتے تھے دائیں کروٹ پر لیٹ کر اللہ کا ذکر کرنے لگتے حتی کہ نیند کا غلبہ ہو جاتا کھانے پینے کے ساتھ پیٹ بھرا ہوا نہ ہوتا تھا فرماتے ہیں :آنحضرت ﷺ کبھی بچھونے پر، کبھی چمڑے کے فرش پر، کبھی صرف چٹائی پر اور کبھی زمین پر آرام فرماتے بستر مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی یا پھر ایک ٹاٹ تھا۔

آنحضرت ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام فرماتے اور پچھلے حصے میں جاگتے۔

سوتے اور جاگتے وقت مسواک

آنحضرت ﷺ دانت صاف کیے بغیر نہ سوتے تھے۔

آنحضرت ﷺ رات ہوتی یا دن جب بھی سو کر اٹھتے پہلے مسواک کرتے۔

آنحضرت ﷺ مسواک سرہانے رکھ کر سوتے تھے اور جب جاگتے تو پہلے مسواک کرتے۔

آنحضرت ﷺ رات میں کئی بار مسواک کرتے تھے۔

سوتے وقت پڑھی جانے والی بعض دعائیں

آنحضرت ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے: **اللهم قنى عذابك يوم تبعث عبادك**۔ اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو پیروں سے اٹھائے گا مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا۔

آنحضرت ﷺ جب رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور پھر پڑھتے۔ **باسمك اللهم احيى و باسمك اموت**۔ اے اللہ میرا جاگنا اور سونا تیرے نام کے ساتھ ہے اور جب جاگتے تو پڑھتے: **الحمد لله الذى احيانا بعد اماتنا واليه النشور**۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد زندگی (جاگنا) نصیب فرمائی اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

آنحضرت ﷺ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے: **بسم الله وضعت جنبى اللهم اغفرلى ذنبى واخساء شيطانى وفك رهانى ونقل ميز انى واجعلنى فى الذى الاعلى**۔ اللہ کا نام لے کر میں نے بستر پر پہلو رکھا اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے شیطان کو میری جانب سے نامراد فرما میری گروی چھڑا دے میری نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کر دے اور مجھے بلند مصاحبوں (پیغمبروں، فرشتوں وغیرہ) میں رکھ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو: **قل يايها الكا فرون**۔ ساری سورت پڑھتے جاتے تو دو ہتھیلیوں کو ملا کر: **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس**. پڑھ کر پھونک مارتے اور پھر سارے جسم اطہر پر جہاں جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا ہاتھ پھیر لیتے تھے

ابتداء سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے ہوتی اور ہاتھ تین مرتبہ پھیرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ زمر کی تلاوت کیے بغیر نہ سوتے تھے۔

آنحضرت ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ **سورة الم تنزيل السجده** اور **تبارك الذى بيده الملك**۔ نہ پڑھ لیتے۔

آنحضرت ﷺ اپنی عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ سونے سے پہلے الحمد للہ تینتیس بار، سبحان اللہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار پڑھ لیا کریں۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے: **الحمد لله الذى اطعمنا وسقانا و كفانا و آوانا فيكم فمن لا كافى له ولا مؤوى له**۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھانے پینے کو دیا اور کافی عطا فرمایا اور ہمیں رہنے کو جگہ عطا فرمائی کتنے ایسے لوگ ہیں جن کا نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ پناہ دینے والا۔

کروٹ بدلتے وقت دعا

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت بستر پر کروٹ بدلتے تو فرماتے: **لا اله الا الله الواحد القهار رب السماوات والارض وما بينهما العزيز الغفار**: اس واحدو **قهار**. زمینوں، آسمانوں اور جو کچھ ان میں ہے اس کے رب، بخشنے والے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت دعا

رسول اللہ ﷺ جب رات کو نیند سے بیدار ہوتے تو پڑھتے: **رب اغفرو**

ارحم واھد للسبیل الاقوم۔ اے رب! بخش دے اور رحم فرما اور سیدھے رستے کی ہدایت نصیب فرما۔

رات کو کہیں پڑاؤ ہوتا تو سونے کا انداز

حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو کہیں پڑاؤ کرتے تو دائیں کروٹ پہلو پر لیٹتے اور جب صبح سے ذرا قبل پڑاؤ ہوتا اپنا بازو چھاتے اور ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔

حالت جنابت میں سونا

رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے اسی طرح وضو کر لیتے اور اگر اس حال میں کھانے پینے کا خیال ہوتا تو ہاتھ دھو لیتے اور کھا پی لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو شرمگاہ کو دھوتے اور وضو فرماتے۔

آنکھیں سوتیں مگر دل جاگتا رہتا

آنحضرت ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر دل جاگتا رہتا تھا اسی لیے آرام فرماتے (اور اتنی گہری نیند سے کہ) خراٹے لینے لگتے پھر جاگتے تو (بغیر وضو کیے) نماز پڑھ لیتے تھے۔

مشکل الفاظ اور وضاحت

تضور: بستر پر کروٹیں بدلنا۔ تعار: نیند سے بیدار ہوا۔ التعریس: رات کے آخری حصہ میں لوگوں کا سفر میں پڑاؤ کرنا۔

الحواشی

ا۔ اسودان: دو کالی چیزیں پانی بے رنگ ہے اس پر کالا ہونے کا اطلاق تغلیب کی بنا پر ہے اور کھجور کو کال چیز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ کی کھجوریں زیادہ تر سیاہ ہوتی ہیں۔ (شرح زرقانی علی المواہب جلد ۴۔ ۳۱۳)

۲۔ یعنی چونکہ ہم تکالیف برداشت کرنے کے بعد برسر اقتدار آئے ہیں اس لیے رعایا کے ساتھ ہمارا معاملہ اچھا ہے بعد والے ایسے نہ ہوں گے۔ (شرح شمائل ترمذی)(از زکریا کاندھلوی)

۳۔ اصطلاح شرح میں مال فے اس مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے بغیر جنگ کیے حاصل ہو یہ مال قطعا بیت المال کی ملک ہوتا ہے۔

۴۔ گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں اونٹ کو نحر کرنا اور بکری کو ذبح کرنا سنت ہے۔ (بہار شریعت حصہ پانزدھم)

۵۔ یہاں اصل الفاظ یہ ہیں "لایشتریه ولا یصیده" (نہ خریدتے نہ شکار کرتے) جب کہ احیاء العلوم میں لایشتریہ کی جگہ "لایتبعیه" ہے یعنی نہ شکار کا پیچھا کرتے اور نہ اسے مارتے دیکھیے (احیاء العلوم جلد ۲۔ باب بیانات اخلاقہ و آدابہ فی الطعام)

۶۔ مواہب میں یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک قافلہ آیا جس میں حضرت عثمان کے ایک اونٹ پر میدہ گھی اور شہد تھا آنحضرت ﷺ نے ہانڈی منگوا کر اس میں کچھ آٹا گھی اور شہد ڈال دیا اور اسے آگ پر رکھ کر یا ڈھکنا بند کر دیا حتی کہ وہ پک گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے کھاؤ یہ ایک کھانا ہے جسے اہل فارس "الخبیص" کہتے ہیں۔ (شرح زرقانی علی المواہب جلد ۴۔ ۳۲۶)

۷۔ قدید اس گوشت کو کہتے ہیں جو سکھا لیا جائے اور حسب ضرورت ہانڈی میں پکا لیا جائے۔ (مترجم عفی عنہ)

۸۔ صاع: ایک پیمانہ جو دو سیر چودہ چھٹانک چار تولہ کے مساوی ہوتا ہے۔ (المنجد)

مد: ایک پیمانہ جس کی تعداد اہل حجاز کے نزدیک 1/3 اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے جب کہ ایک رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ تقریبا ڈیڑھ اونس کا (المنجد)

۹۔ ام سلیم فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے گھر میں ایک پانی کی مشک لٹک رہی تھی آپ ﷺ نے اس کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی پیا میں نے مشک کو منہ کی جانب سے کاٹ لیا اور اس کا برتن بنا لیا جس کے ساتھ اس جگہ منہ لگا کر جہاں رسول ﷺ نے منہ لگایا بطور تبرک پانی پیتی ہوں۔ (کشف الغمہ عن جمیع الامہ جلد ا۔ ۲۵۶ مطبوعہ مصر)

پانچواں باب

پہلی فصل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق اور حلم کے بیان میں

سب سے بڑا عقل مند

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ وہب بن منبہ کہتے تھے میں نے اکہتر (سابقہ) کتابوں میں پڑھا سب نے یہ بات لکھی کہ نبی اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ عقل مند اور رائے کے اعتبار سے سب سے افضل تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں نے سب (مذکورہ) کتابوں میں لکھا پایا کہ دنیا کی ابتداء سے لے کر اس کی انتہا تک جتنے بھی لوگ ہوئے یا ہوں گے ان سب کو جو عقل دی گئی اسے مصطفےٰ ﷺ کی عقل کے مقابلے میں رکھا جائے تو ایسے ہی ہے جیسے تمام دنیا کی ریتوں کے مقابلہ میں ریت کا ایک ذرہ۔

قسطلانی نے مواہب میں عوارف المعارف کے حوالے سے لکھا ہے کہ عقل کے سو اجزاء ہیں جن میں سے ننانوے نبی اکرم ﷺ کو عطا ہوئے اور ایک حصہ سب مسلمانوں کو۔ اور فرمایا کہ جو آدمی نبی اکرم ﷺ کی اس بات پر غور کرے گا کہ ان عربوں کے بارے میں جو بدک جانے والے جانوروں کی طرح تھے اور نفرت کرنے والی اور دور بھاگنے والی طبیعتوں کے مالک تھے، حسن تدبیر سے کام لیا، ان کے ساتھ اچھا رویہ اختیار فرمایا، ان کی جفائیں جھیلیں، ان کی طرف سے دی گئی اذیتوں پر صبر کیا، یہاں تک کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی اطاعت کرنے لگے، آپ ﷺ کے ساتھی بن گئے اور آپ ﷺ کی طرف سے اپنے اہل وعیال، اپنے آباؤ اجداد اور اپنے بیٹوں کے ساتھ

جنگ کی آپ ﷺ پر اپنی جانیں قربان کر دیں آپ ﷺ کی خاطر اپنے وطن اور اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا حالانکہ اس سے قبل آپ ﷺ نے اس فن کو کہیں سے نہ سیکھا تھا اور نہ ہی پہلی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا کہ لوگوں کے حالات کو جانتے (اور اس سے رہنمائی حاصل ہوئی) تو اس آدمی کو یقیناً یہ معلوم ہو جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ سب عاقلوں سے بڑے عاقل تھے اور جب عقل مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء تمام عقول سے زیادہ وسعت والی ہے تو بلاشک آپ ﷺ کے اخلاق میں بھی وہ وسعت ہے کہ اخلاقی بلندیوں (کو اپنے اندر سمونے) کے لیے آپ ﷺ کا دامن کوئی تنگی نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا

رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ سعد بن ھشام حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلق کے بارے میں سوال کیا ام المومنین نے فرمایا: کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ عرض کیا: پڑھا ہے فرمایا: جو کچھ قرآن میں ہے وہی رسول اللہ ﷺ کا خلق تھا۔

قرآن کی اخلاقی تعلیم

قرآن پاک کے ذریعے آپ ﷺ کو اخلاقی قدروں کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

۱۔ **خذالعفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاھلین۔** ترجمہ: معاف کرنے کو اپنا طریقہ بنالو نیکی کا حکم کیا کرو اور جاھلوں (کے ساتھ بحث مباحثہ کرنے) سے کنارہ کشی اختیار کرو (الاعراف۔ ۱۱۸)

۲۔ **ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان وایتا ء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی۔** ترجمہ: اللہ حکم دیتا ہے عدل واحسان کا،

قریبیوں کے حقوق کی ادائیگی کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے۔(النحل ۱۴۔۹۰)

۳۔ واصبر علی ما اصابك ان ذالك لمن عزم الامور۔ جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ (لقمان ۳۱۔۱۷)

۴۔ ولمن صبر وغفر ان ذالك لمن عزم الامور۔ البتہ جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی اولوا العزمی کے کاموں میں سے ہے۔(الشوری ۴۲۔۴۳)

۵۔ فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين۔ انھیں معاف کرو اور ان کی حرکات سے چشم پوشی کرتے رہو اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو احسان کی روش رکھتے ہیں۔(المائدہ ۵۔۱۳)

۶۔ اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا۔ بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں دوسروں کے راز ٹٹولنے کی کوشش نہ کرو اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔(الحجرات ۴۹۔۱۲)

ان جیسی تادیبات قرآن مجید میں بے شمار ہیں قدرت کی طرف سے تادیب و تہذیب کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتخاب ہوا اور پھر ساری مخلوق کے لیے (اخلاق حسنہ کا) اجمالا اسی ہستی سے پھیلا اس لیے کہ قرآن مجید کے ذریعہ آپ ﷺ کو ادب سکھایا گیا اور مخلوق خدا کو ادب سکھانے کے لیے آپ ﷺ کی ذات کو بطور نمونہ پیش کیا گیا جب اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کے خلق کو کامل فرمادیا تو فرمایا: انك لعلی خلق عظيم۔

چند اخلاق حسنہ

پھر غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: معاذ بن جبل نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ نے اسلام کو بہترین اخلاق اور عمدہ اعمال کے گھیرے میں دے دیا ہے (یعنی اسلام کی حقیقت تک پہنچے کے لیے پہلے اخلاق اور اعمال کو سدھارنا ہوگا) ان عمدہ افعال اور بہترین اخلاق میں سے چند یہ ہیں۔

باہم اچھی طرح رہنا، عمدہ فعل کرنا، دوسروں کے ساتھ نرمی برتنا، خیرات دینا، کھانا کھلانا السلام علیکم کہنے کو رواج دینا، مسلمان مریض نیک ہو یا گناہ گار اس کی عیادت کرنا، مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا، پڑوسی مسلمان ہو یا کافر اس کا اچھا پڑوسی ثابت ہونا، بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا، کوئی کھانے کی دعوت دے تو اسے قبول کرنا اور دوسروں کو دعوت دینا، درگزر کرنا، لوگوں کے درمیان صلح کرانا، سخاوت، چشم پوشی، سلام کرنے میں پہل کرنا، غصے کو پی جانا اور لوگوں کو معاف کردینا کھیل، باطل چیزوں گانا جانا اور ہر قسم کے گانے کے آلات جن کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے سے اجتناب کرنا، کینے اور عیب کی ہر بات، غیبت، جھوٹ، کنجوسی، بد سلوکی، مکر، فریب، چغلی، آپس میں بگاڑ، قطع رحمی، بد خلقی، تکبر، فخر، حیلہ بازی، احسان جتانا اپنے آپ کو بڑا جاننا، فحاشی، بد کلامی، کینہ، حسد، بد شگونی، اور ظلم وزیادتی سے اجتناب کرنا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کو رسول اللہ ﷺ نے ہر اچھی نصیحت ہمیں فرمائی اور اسی پر عمل کا حکم دیا اور ہر عیب والی بات سے ہمیں خبر دار کیا اور اس سے منع فرمایا اس مقصد کے لیے ایک ہی آیت کریمہ کافی ہے۔ ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربی وينهی عن الفحشاء والمنكر والبغی۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل واحسان کا اور قرابت والوں کے حقوق کی ادائیگی کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی،

برے کاموں، اور ظلم وزیادتی سے۔ (النحل ۱۶۔۹۰)

حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی اور فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہنا، بات سچی کرنا، وعدہ پورا کرنا، امانت ادا کرنا، خیانت کبھی نہ کرنا، پڑوسیوں کا خیال رکھنا، یتیموں پر رحم کرنا، بات چیت میں نرمی برتنا، السلام علیکم کہنے کو رواج دینا، عمل اچھے کرنا، لمبی لمبی امیدیں نہ باندھنا، ایمان کو لازم پکڑنا، قرآن کی سمجھ حاصل کرنے کی کوشش کرنا، آخرت سے محبت کرنا، حساب سے ڈرتے رہنا، دوسروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، میں تجھے اس بات سے منع کرتا ہوں کہ تو کسی دانا آدمی کو برا بھلا کہے، کسی سچے آدمی کو جھوٹا ٹھہرائے، کسی گناہ گار کی پیروی کرے، عدل کرنے والے حاکم کی نافرمانی کرے یا زمین میں فساد برپا کرے میں تجھے ہر درخت، ہر پتھر، ہر مٹی کے ڈھیلے کے پاس (یعنی ہر جگہ) اللہ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کرلینا، پوشیدہ گناہ ہو تو پوشیدہ طور پر اور لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہو تو اعلانیہ طور پر۔

یہ ہے وہ طریقہ جس سے آنحضرت ﷺ نے اللہ کے بندوں کو ادب سکھایا اور انھیں اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔

گھر کے اندر کے اوقات کی تقسیم

حضرت حسن بن علی فرماتے ہیں کہ میرے ماموں ہند بن ابی ہالہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا کرتے تھے مجھے اس بات کی شدید خواہش تھی کہ وہ مجھے اس بارے میں کچھ بتائیں میں نے ان سے سوال کیا تو فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ نہ صرف یہ کہ اپنی ذات کے اعتبار سے عظیم المرتبہ تھے بلکہ دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے عزت والے تھے حضرت حسن نے یہ حدیث آخر تک بیان

فرمائی (۱) اور فرمایا کہ میں نے یہ حدیث ایک عرصہ تک (چھوٹے بھائی) حضرت حسین سے چھپائے رکھی پھر جب ان کے سامنے بیان کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات سے آگاہ تھے کیونکہ انہوں نے بھی یہ حدیث (حضرت ہند سے) پوچھ رکھی تھی اور اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رسول اللہ ﷺ کے گھر کے اندر اور گھر سے باہر کے معمولات اور آپ ﷺ کے طرز وطریقہ کے بارے میں بھی دریافت کر رکھا تھا حضرت حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی سے رسول اللہ ﷺ کے گھر کے اندر کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے ایک حصہ اللہ (کی عبادت) کے لیے، ایک اہل وعیال کے لیے اور ایک اپنی ذات (آرام) کے لیے پھر جو وقت اپنے لیے مخصوص تھا اسے اپنے عام لوگوں کے کام پر لگا دیتے (اس وقت میں عوام کو حاضری کی اجازت نہ ہوتی خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام تک پہنچاتے) لوگوں سے کسی چیز کو نہ چھپاتے۔ امت کے لیے جو یہ وقت مخصوص تھا اس کی تقسیم میں آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ حاضری کی اجازت دیتے ہوئے اہل فضل (علم وعمل والے) کو ترجیح دیتے ان میں سے کسی کو ایک حاجت ہوتی، کسی کو دو اور کسی کو بہت سی۔ آپ ﷺ ان کی حاجات کو پورا کرنے میں مشغول ہوتے اور انھیں ایسے مشغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو وہ مشغل یہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ سے سوالات پوچھتے اور آنحضرت ﷺ ان کے حال کی مناسبت سے جوابات ارشاد فرماتے اور فرماتے: تم لوگ جو یہاں حاضر ہو (یہ باتیں) ان لوگوں تک بھی پہنچا دو جو یہاں موجود نہیں ہیں جو آدمی اپنی حاجت (پردہ، ضعف، دوری یا کسی اور سبب سے) مجھ تک نہیں پہنچا سکتا اس کی بات

مجھ تک پہنچاؤ کیونکہ جو شخص کسی ایسے کی حاجت کسی بااختیار تک پہنچائے گا قیامت کے روز اللہ جل شانہ اسے (پل صراط پر) ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس انہی (لوگوں کے حوائج ومنافع کی) باتوں کا ذکر ہوتا اس کے علاوہ کسی کی کوئی (فضول) بات نہ سنتے تھے لوگ طالب ہو کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے اور کچھ نہ کچھ چکھ کہ واپس ہوتے (علمی نفع کے علاوہ انھیں کچھ نہ کچھ کھلایا بھی جاتا) اور لوگوں کے ہادی بن کر لوٹتے۔

گھر سے باہر کی مصروفیات

فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی گھر سے باہر کی مصروفیات کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ صرف ضروری بات کرتے تھے لوگوں کو اپنے ساتھ مانوس فرماتے انہیں دور نہیں بھگاتے تھے ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر سردار مقرر فرماتے لوگوں کو (دوسروں سے) احتیاط رکھنے کی تاکید فرماتے اور خود بھی لوگوں کے نقصان سے بچنے کا انتظام فرماتے لیکن کسی سے خندہ پیشانی اور خوشی خلقی کو نہیں ہٹاتے تھے دوستوں کی خبر گیری فرماتے لوگوں میں جو واقعات رونما ہوتے رہتے ان کو دریافت فرماتے رہتے (تاکہ مظلوم کی مدد اور مفسدوں کی شرارتوں کا انسداد ہو سکے) اچھی بات کی تحسین فرما کر اسے تقویت دیتے اور بری چیز کی برائی بیان فرما کر اسے زائل فرما دیتے ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے نہ کہ تلون اور گڑبڑ (کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہہ دیا) لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے مبادا کہ وہ دین سے غافل ہو جائیں یا دین سے اکتا جائیں ہر طرح کے حالات سے نپٹنے کا انتظام موجود ہوتا۔ حق کے بارے میں کوئی کوتاہی نہ ہوتی اور نہ ہی حد سے تجاوز فرماتے لوگوں میں آپ ﷺ کے مقرب خلقت کے بہترین افراد ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کے نزدیک وہ آدمی سب سے افضل تھا جو عام طور پر سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور مدد اچھی طرح کرتا۔

مجلس مبارک

فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی مجلس کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے تھے جب کسی قوم کے پاس پہنچتے تو مجلس (کے درمیان گردنیں پھلانگ کر گھسنے کی بجائے) جس جگہ ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے (یہ الگ بات ہے کہ جہاں آپ ﷺ بیٹھتے وہی صدر مجلس بن جاتی) اور اس بات (جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ) کا حکم فرمایا کرتے تھے اپنے پاس بیٹھنے والوں میں سے ہر ایک کی طرف توجہ فرماتے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھنے والا ہر شخص یہی خیال کرتا کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا یا بات کر رہا ہوتا تو جب تک وہ آدمی خود نہ اٹھتا وہاں سے نہ اٹھتے تھے کسی نے کوئی حاجت طلب کی تو اسے اس نے جو مانگا عطا کر دیا یا نرمی سے اسے سمجھا دیا آپ ﷺ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں کے لیے عام تھی آپ ﷺ (شفقت میں) ان کے لیے بمنزلہ باپ کے ہو گئے اور سبھی لوگ آپ ﷺ کے نزدیک حقوق میں برابر تھے آپ ﷺ کی مجلس حلم وحیا اور امانت وصبر کی مجلس ہوتی تھی جس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں، کسی کی عزت وآبرو پر حرف نہ لایا جاتا تھا اور کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تو اس کو شہرت نہ دی جاتی تھی۔ آپس میں سب برابر شمار کیے جاتے کسی کو کسی پر فضیلت تھی تو محض تقویٰ کی بنا پر۔ (وہ لوگ) تواضع کے ساتھ پیش آتے، بڑوں کی عزت کرتے، چھوٹوں پر رحم کرتے حاجت والے کو ترجیح دیتے اور پردیسی کی خبر گیری کرتے تھے۔

حسنت جمیع خصالہ

رسول اللہ ﷺ کوئی گھڑی بیکار نہ گزرنے دیتے تھے عبادت میں وقت

گزارتے یا ان ضروریات کے پورا کرنے میں جن کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔

آنحضرت ﷺ ہمیشہ خوش ہو کر ملتے اور آسان باتوں کو اختیار فرماتے تھے لوگوں نے (آپ ﷺ کے طرز عمل سے) اس حقیقت کو خوب جان لیا تھا کہ حسن خلق لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ، خندہ پیشانی، نرمی، ان کی طرف سے دی ہوئی مشکلات و تکالیف کو برداشت کرنے، لوگوں پر شفقت، صبر، اپنی برتری ظاہر کرنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی خواہش سے گریز، سختی، غصہ اور سزا سے اجتناب کا نام ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ فراخ دل، سب سے زیادہ سچے اور میل ملاقات میں سب سے زیادہ عالی ظرف تھے جو اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور پہچان کر آپ ﷺ کے ساتھ رہتا تو آپ ﷺ کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا ہر شخص یہی کہتا ہے کہ اس سے پہلے ایسا کوئی دیکھا اور نہ بعد میں نظر آئے گا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ علم والے تھے اور تقویٰ، زھد، سخاوت، عدل، حلم اور عفو میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا ہاتھ مبارک نے اپنی منکوحہ، اپنی مملوکہ اور محرم عورتوں کے علاوہ کبھی کسی عورت کو نہیں چھوا۔

حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔

آنحضرت ﷺ لوگوں پر سب سے زیادہ مہربان، لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کے حق میں سب سے زیادہ بہتر تھے۔

آنحضرت ﷺ لوگوں کی بدسلوکی پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ زید بن ثابت کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنانے کی فرمائش کی بولے تمہیں کیا بتاؤں میں آپ ﷺ کا پڑوسی تھا جب وحی اترتی تو مجھے بلاتے اور میں (اس وحی) کو لکھ لیتا (آپ ﷺ ہمارے ساتھ) جب ہم لوگ دنیا کا ذکر کر رہے ہوتے تو دنیا کا ذکر فرماتے اور جب آخرت کی بات ہو رہی ہوتی تو آخرت کی بات فرماتے اگر کھانے کا تذکرہ چھڑا ہوتا تو ہمارے ساتھ اس تذکرہ میں شامل ہو جاتے یہ وہ باتیں ہیں جو تمہیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔

کبھی صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر کہتے اور کبھی دور جاہلیت کی باتیں چھڑ جاتیں اور صحابہ ہنستے اس پر آپ ﷺ بھی تبسم فرما دیتے اور صحابہ کرام کو سوائے حرام باتوں کے کسی بات سے منع نہ فرماتے تھے۔

تبسم و ضحک

آنحضرت ﷺ کے چہرہ اقدس پر صحابہ سے ملتے وقت تبسم ہوتا ان کی (اچھی) باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے اور ان میں مل جل کر رہتے بعض اوقات زور سے بھی ہنستے کہ داڑھیں نظر آنے لگتیں صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کی توقیر اور پیروی کی خاطر صرف تبسم پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک اعرابی آیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا رنگ بدلہ ہوا تھا صحابہ اسے خلاف عادت دیکھ رہے تھے اس نے آپ ﷺ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کیا صحابہ نے اسے کہا کہ ایسا نہ کرو اے اعرابی! آپ ﷺ پریشان دکھائی دے رہے ہیں اعرابی نے کہا مجھے نہ روکو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں ایسی بات کروں گا کہ آپ ﷺ مسکرانے لگیں گے عرض کیا یا رسول

اللہ! ہم نے سنا ہے کہ دجال لوگوں کے پاس ثرید (ایک کھانا جو روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھگو کر تیار کیا جاتا ہے) لائے گا جب کہ لوگ بھوکے مر رہے ہوں گے میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ فرمایئے کہ میں اس ثرید کو اپنے دامن کو (دجال کے اثر سے) بچانے کی خاطر چھوڑ دوں حتی کہ کمزور ہو کر مر جاؤں یا وہ ثرید لے کر کھالوں حتی کہ جب خوب سیر ہو جاؤں تو دجال کو ماننے سے انکار کر دوں اور اللہ پر اپنے ایمان کا اعلان کر دوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اتنے زور سے ہنسے کہ داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا نہیں! (اس کا ثرید لے کر کھانے کی ضرورت نہیں) اللہ جو انتظام دوسرے ایمان والوں کے لیے فرمائے گا وہ تمہارے لیے بھی ہوگا۔

صحابہ کی خبر گیری فرماتے

رسول اللہ ﷺ صحابہ کے دلوں میں کھٹکنے والے کا جائزہ لیتے رہتے اور کوئی صحابی چند روز نظر نہ آتا تو اس کے بارے میں دریافت فرماتے اور اکثر ایسے آدمی سے فرماتے شاید تجھے میری طرف سے یا میرے بھائیوں کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی ہے۔

آنحضرت ﷺ جب کوئی شخص تین دن تک نظر نہ آتا تو اس کے بارے میں دریافت فرماتے اگر وہ کہیں گیا ہوتا تو اس کے لیے دعا کرتے گھر ہی ہوتا تو اسے ملنے جاتے اور اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔

ہر ایک کی جانب خصوصی توجہ

آنحضرت ﷺ ہر ایک سے یوں خوش ہو کر ملتے تھے کہ ہر شخص یہ گمان کرتا کہ میں ہی سب سے زیادہ عزیز ہوں۔

آنحضرت ﷺ ہر پاس بیٹھنے والے کی طرف اتنی خصوصی توجہ فرماتے کہ وہ یہ گمان کرنے لگتا کہ وہی سب سے بلند رتبہ ہے۔

عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قوم کے بد ترین شخص کی طرف بھی تالیف قلب کے خیال سے خصوصی توجہ فرماتے اور بات کرتے ہوئے اس کی طرف چہرہ مبارک کر کے بات کرتے چنانچہ میری طرف بھی آپ ﷺ کے کلام کا رخ اور توجہ رہتی حتی کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ قوم کا بہترین شخص میں ہی ہوں ایک دن میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا ابوبکر؟ فرمایا: ابوبکر۔ عرض کیا میں بہتر ہوں یا عمر؟ فرمایا: عمر۔ عرض کیا: میں بہتر ہوں یا عثمان؟ فرمایا عثمان۔ حق وہی تھا جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا اب مجھے خیال آیا کہ کاش میں نے یہ سوال نہ پوچھا ہوتا۔

آنحضرت ﷺ ہر پاس بیٹھنے والے کی جانب چہرہ کر کے اس سے بات کرتے حتی کہ آپ ﷺ کا بیٹھنا، سننا، بات کرنا، حسن سلوک اور توجہ اسی بیٹھنے والے کی جانب ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی مجلس حیاء تواضع اور امانت کی مجلس ہوتی اللہ فرماتا ہے: فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك۔ (آل عمران۔ ۱۵۹) اللہ کی رحمت سے تم ان کے لیے نرم دل ہو اگر سخت دل ہوتے اور سختی سے کلام کرنے والے ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے چلے جاتے۔

ناگوار بات سے منع فرمانے کا انداز

آنحضرت ﷺ کسی آدمی کے سامنے اس کے منہ پر (براہ راست) کسی ناگوار بات کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جس پر زرد رنگ کا کپڑا تھا عادت مبارکہ یہ تھی کہ ناگوار بات کو دیکھ کر براہ راست اس کے منہ پر منع نہ فرماتے (یہ عادت مبارکہ صرف ان کاموں کے بارے میں تھی جو خلاف

اولیٰ ہوتے، حرام چیز کے ارتکاب پر آپ ﷺ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔ مترجم عفی عنہ) جب وہ آدمی اٹھ کر چلا گیا تو حاضرین سے فرمایا: اگر تم اسے زرد کپڑے سے منع کر دو تو اچھا ہو۔

باجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے کسی ناگوار بات کو کسی کے منہ پر نہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ تر ایسا ہوتا تھا (بعض اوقات منہ پر بھی اظہار فرمادیا ہے) چنانچہ یہ بات حضرت عمرو بن العاص کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: یہ کافروں کا لباس ہے نہ پہنا کر۔ ایک روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ انہیں دھو ڈالوں (یہ زرد رنگ باقی نہ رہے) فرمایا: نہیں بلکہ انہیں جلا دو شاید جلا دینے کا حکم زجر کے لیے ہے۔

جو علماء زرد رنگ کے لباس کو حرام قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہی حدیث ہے جب کہ جمہور علماء ایسے لباس کو مکروہ جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کوئی ناپسندیدہ بات دیکھ کر (کرنے والے کے) منہ پر اس سے منع نہ فرماتے اور وعظ کے دوران کسی ایک آدمی کو متعین فرما کر گفتگو نہ فرماتے بلکہ خطاب عام ہوتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس جب کسی آدمی کی کسی غلط حرکت کی خبر پہنچتی تو یہ نہ فرماتے کہ فلاں آدمی نے ایسا کیوں کیا ہے بلکہ فرماتے: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ جب کسی پر ناراضی کا اظہار فرماتے تو اشارہ وکنایہ میں فرماتے: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں باندھتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں

نہیں ہیں یا اس طرح کی کوئی بات فرماتے۔

آنحضرت ﷺ جب کسی کو کوئی غلط کام کرتے دیکھتے تو سب سے پہلے آپ ﷺ ہی ہوتے جو اسے منع فرماتے اور اتنی تاکید فرماتے کہ وہ اس غلط حرکت سے باز رہنے پر ثابت قدم ہو جاتا مگر یہ تعلیم ادب سختی سے نہیں نرمی سے ہوتی تھی۔

سنی سنائی بات پر یقین نہ فرماتے

آنحضرت ﷺ اگر کسی پر تہمت لگتی تو صرف تہمت کو دلیل بنا کر اس سے مواخذہ نہیں فرماتے تھے اور نہ کسی ایک کی دوسرے کے خلاف بات (بغیر ثبوت کے) قبول فرماتے۔

دوسروں کی اچھی باتیں بیان کی جائیں

آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے مجھے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات ہی بتایا کرو میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے اس حال میں رخصت ہو جاؤں کہ میرا سینہ صحابہ کی طرف سے صاف ہو۔

آسانی کو اختیار کیا جائے

آنحضرت ﷺ صحابہ کو کہیں (والی یا مبلغ وغیرہ بنا کر) بھیجتے تو فرماتے: لوگوں کو بشارت سنانا انہیں متنفر نہ کرنا، آسانی اختیار کرنا، لوگوں کو مشقت میں نہ ڈالنا۔

صحابہ سے ملتے تو

آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ سے ملتے تو اس وقت تک مصافحہ نہ فرماتے جب تک کہ سلام نہ کہہ لیں۔

آنحضرت ﷺ جب کسی صحابی سے ملتے تو اس سے مصافحہ فرماتے پھر اس

کے ہاتھ کو پکڑ کر انگلیوں میں انگلیاں ڈالتے اور ہاتھ کو دباتے۔

آنحضرت ﷺ جب صحابہ میں سے کسی سے ملتے اور وہ آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو جاتا تو اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ خود نہ چل پڑتا اور اسی طرح جب ہاتھ ملاتے تو اپنا ہاتھ اس سے نہ چھڑاتے تاوقتیکہ وہ خود ہاتھ چھوڑ دے کوئی آدمی کان میں بات کہنا چاہتا تو کان اس کے آگے کر دیتے اور جب تک وہ منہ نہ ہٹاتا آپ ﷺ اپنا کان نہ ہٹاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب صحابہ میں سے کسی سے ملتے تو ہاتھ پھیرتے اور اس کے لیے دعا فرماتے۔

آنحضرت ﷺ کو کوئی صحابی یا غیر صحابی آواز دیتا تو فرماتے: لبیک۔

کنیت رکھنا

آنحضرت ﷺ صحابہ کو کنیتی نام عنایت فرماتے اور انھیں عزت دینے اور ان کی دلداری کی خاطر ان کے پسندیدہ ناموں اور کنیتی ناموں کے ساتھ ہی پکارتے جن کی کنیت نہ ہوتی ان کی کنیت رکھتے جن عورتوں کی اولاد ہوتی انھیں بھی کنیت سے نوازتے۔

بچوں پر شفقت

آنحضرت ﷺ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کہتے اور پھر انہیں خوش کرنے والی باتیں ان کے ساتھ کرتے۔

آنحضرت ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو گھر کے بچے سب سے پہلے استقبال کرتے۔

آنحضرت ﷺ اپنے اہل وعیال اور بچوں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ رحم فرمانے والے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں نو مولود بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ کوئی چیز چبا کر ان کے تالو کے ساتھ لگا دیتے اور برکت کی دعا دیتے۔

آنحضرت ﷺ انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ان کے بچوں کو سلام کہتے اور سروں پر ہاتھ پھیرتے۔

یوسف بن عبد اللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

زینب بنت ام سلمہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ ملاعبت فرماتے اور انہیں بار بار یا زینب کہہ کر پکارتے۔

آنحضرت ﷺ حسن اور حسین کو اپنی پشت پر سوار فرما لیتے اور ہاتھوں اور پاؤں پر چلتے اور فرماتے: تمہاری سواری کتنی اچھی ہے اور تم دونوں سوار کتنے اچھے ہو اور کبھی ایسا ہوتا کہ وہ دونوں زمین پر کھڑے ہوتے اور آپ ﷺ ان کے درمیان اس طرح چلتے۔

ایک دفعہ حضرت حسن تشریف لائے اس وقت آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے حسن آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہو گئے آپ ﷺ نے سجدہ لمبا فرما دیا حتی کہ حسن خود نیچے اترے نماز سے فارغ ہوئے کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سجدہ لمبا کر دیا؟ فرمایا: میرا یہ بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس کے اترنے سے پہلے سر سجدے سے اٹھاؤں۔

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور حسن و حسین آپ ﷺ کے ساتھ کھیل رہے ہوتے اور کبھی آپ ﷺ کی پشت پر چڑھ کر بیٹھ جاتے۔

حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حسن ابن علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اپنے گھٹنوں پر ان کے قدم رکھتے ہوئے تھے اور فرمارہے تھے۔ ترق ترق عین بقه حزقه حزقه۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں اور قریب قریب قدم ٹکانے والے (ننھے منے) اوپر چڑھ۔

لسان العرب میں ہے حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ حسن و حسینؓ کو اچھالتے اور فرماتے: حزقه حزقه ترق عین بقه. اس میں حزقه سے مراد وہ کمزور ہے جو ضعف کی وجہ سے قدم قریب قریب رکھتا ہو (اس ارشاد پر) وہ (شہزادہ جو اس وقت پاس ہوتا) اوپر چڑھتا یہاں تک کہ اس کے قدم نبی ﷺ کے سینہ مبارک پر ہوتے۔

ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ یہ (آنحضرت ﷺ کا اس طرح کرنا) بچے کے ساتھ خوش طبعی اور اسے مانوس کرنے کے لیے ہوتا تھا ترق کا معنی "اوپر چڑھ" اور بقه آنکھ کے چھوٹا ہونے سے کنایہ ہے۔

قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک

رسول اللہ ﷺ اخلاق کے لحاظ سے دوسرے لوگوں پر فضیلت رکھنے والوں کی بڑی عزت کرتے اور عزت دار لوگوں پر احسان فرماتے تاکہ ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہو جائیں اپنے رشتہ داروں کی تکریم کرتے اور کسی ایسے پر جو ان سے افضل ہو ترجیح دیئے بغیر صلہ رحمی فرماتے۔

آنحضرت ﷺ بنی ہاشم کی بڑی عزت کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ حضرت عباس کے ساتھ سب سے زیادہ مہربانی فرماتے تھے۔

آنحضرت ﷺ حضرت عباس کی اسی طرح تعظیم کرتے تھے جیسے بیٹا باپ کی کرتا ہے۔

سلام میں پہل کرنا اور ہاتھ نہ چھڑانا

آنحضرت ﷺ ہر ملنے والے سے سلام کہنے میں پہل فرماتے اور جب وہ آدمی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہاتھ چھوڑ دیتا۔

آنحضرت ﷺ جب کسی کو الوداع کہتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر ہاتھ چھوڑنے میں پہل وہی کرتا اس موقع پر ان الفاظ کے ساتھ الوداع فرماتے: استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك۔ میں تیرے دین، امانت اور اعمال کے خاتم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

دوسروں کا خیال رکھنا

آنحضرت ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور کوئی شخص آپ کے انتظار میں بیٹھ جاتا تو نماز کو مختصر فرماتے اس کی طرف توجہ فرماتے، اس کی حاجت دریافت فرماتے جب اس کی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو پھر نماز شروع فرماتے۔

دوسروں کی عزت کرنا

آنحضرت ﷺ ہر آنے والے کی عزت کرتے حتی کہ بعض ایسے لوگ جن کے ساتھ نہ کوئی قرابت تھی نہ دودھ کا رشتہ اپنی چادر بچھا دیتے اور اسے اس پر بٹھاتے۔

آنحضرت ﷺ آنے والے کو اس تکیہ کے استعمال میں اپنے آپ پر ترجیح دیتے جس پر آپ ٹیک لگائے ہوتے اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو اسے مجبور کرتے یہاں تک کہ وہ تکیہ لے لیتا۔

عفو درگزر

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کرتا رہا اس عرصہ میں آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہا کوئی کام کیا تو نہیں فرمایا کہ کیوں کیا؟ اور نہ کیا تو نہیں کہا کہ کیوں نہ کیا؟

انہی (انس) سے روایت ہے کہ میں آٹھ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دس سال تک خدمت کرتا رہا کبھی مجھے کسی کام پر ملامت نہیں فرمائی آپ ﷺ کے اہل خانہ میں سے کسی نے کبھی کچھ کہا تو فرماتے: اسے چھوڑ دو۔ اگر یہ کام مقدر میں ہوتا تو ہو جاتا۔

مصابیح میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اچھے خلق والے تھے ایک دن مجھے کسی کام کے لیے بھیجا میں نے کہا خدا کی قسم: نہیں جاؤں گا اور جی میں تھا کہ حکم کی تعمیل کروں گا میں نکلا۔ بچوں کے پاس سے گزرا وہ بازار میں کھیل رہے تھے (میں بھی کھیلنے لگا) اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھے پیچھے سے گدی سے پکڑ لیا میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ مسکرا رہے تھے فرمایا اے انیس! جہاں تجھے بھیجا تھا گیا تھا؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ابھی جاتا ہوں۔

حضرت انس سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ﷺ نے موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی ایک اعرابی نے چادر کو پکڑا اور اتنے زور سے جھٹکا دیا کہ نبی اللہ ﷺ اس کے سینے پر آرہے فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے حاشیہ کا نشان آپ ﷺ کے کندھے پر پڑ گیا تھا کہنے لگا اے محمد! تیرے پاس اللہ کا جو عطا کردہ مال ہے اس میں سے میرے لیے کچھ دینے کا حکم دے آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور کچھ

دینے کا حکم صادر فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نرم مزاج اور نرم خو تھے درشت خو اور سخت دل نہ تھے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فحش کہنے والے اور بتکلف فاحش بننے والے نہ تھے (فحش بات کسی حال میں بھی سرزد نہ ہوتی تھی) بازاروں میں شور و شغاب کرنے والے نہ تھے برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر سے کام لیتے تھے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کی بعثت سے پہلے آپ کی صفات تورات میں بیان فرمادی تھیں فرمایا: محمد رسول اللہ میرا برگزیدہ بندہ ہے نہ درشت خو، نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والا، نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والا۔ معاف کرنا اور درگزر سے کام لینا اس کی عادت ہوگی اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت طابہ (مدینہ منورہ) اور اس کا ملک شام میں ہوگا وہ اور اس کے ساتھی تہبند باندھنے والے، قرآن اور علم کے حافظ اور ہاتھ پاؤں کو وضو میں دھونے والے ہوں گے یہی صفات انجیل میں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آنحضرت ﷺ اس آدمی سے بھی بد سلوکی کے ساتھ پیش نہ آتے تھے جس نے کوئی ایسی حرکت کی ہو جس سے وہ بد سلوکی کا حق دار ٹھہرتا ہو۔

آنحضرت ﷺ معذرت کرنے والے کی معذرت کو قبول فرمالیتے تھے اگرچہ اس نے کتنا ہی بڑا جرم کیوں نہ کیا ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچاتا تو ادھر سے منہ پھیر لیتے اور فرماتے: اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔

آنحضرت ﷺ مباح کھیل دیکھ لیا کرتے تھے اور اس سے منع نہ فرماتے تھے آپ ﷺ پر آوازے کسے جاتے انھیں برداشت کر جاتے اور بدلہ نہ لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کسی کے لیے بد دعا کی درخواست کی جاتی تو بد دعا کی بجائے اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے اور کبھی کسی عورت، خادم یا کسی اور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا ہاں مگر اس وقت جب جہاد میں ہوتے۔

حضرت انس جنہیں آپ ﷺ کا خادم رہنے کا شرف حاصل ہے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ غصے ہوتے تو فرماتے :اگر قیامت کے روز قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو تجھے اس مسواک کے ساتھ مارتا۔

جنگ احد کے روز جب آپ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو (۲) اور چہرہ انور کو زخمی کر دیا گیا تو یہ بات صحابہ پر بڑی گراں گزری عرض کیا: کاش آپ ان کے لیے بد دعا فرما دیتے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ یہ نہیں جانتے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے کبھی اپنی ذات پر ہونے والی زیادتی کا بدلہ لیا ہو ہاں اگر اللہ کی حدود سے تجاوز کیا جاتا تو سخت غضب ناک ہوتے جب آپ ﷺ کو دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا موقع دیا جاتا تو اس بات کو اختیار فرماتے جو زیادہ آسان ہوتی بشرطیکہ وہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو (اگر ایسا ہوتا تو) اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔

آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لیے کسی سے ناراض ہوتے اور نہ ہی انتقام لیتے تھے آپ ﷺ کو غصہ اس وقت آتا جب اللہ کی حدود سے تجاوز ہوتا ایسی صورت میں آپ ﷺ غضب ناک ہوتے اور غصہ اتنا شدید ہوتا کہ کوئی سامنے ٹھہرنے کی جرات

نہ کر سکتا تھا حتی کہ حق کی خاطر بدلہ لے لیتے حق بات میں قریب و بعید اور کمزور و توانا آپ ﷺ کے نزدیک برابر تھے۔

کسی کی بد زبانی سے بچنے کے لیے اچھا رویہ

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے حاضری کی اجازت مانگی میں آپ ﷺ کے پاس حاضر تھی فرمایا: یہ اپنی قوم کا برا آدمی ہے پھر اسے حاضری کی اجازت عطا فرمائی وہ حاضر ہوا تو اس کے ساتھ نرم لہجہ میں گفتگو فرمائی جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کے بارے میں اچھے تاثر کا اظہار نہیں فرمایا اور جب وہ حاضر ہوا تو بڑی نرمی سے گفتگو فرمائی؟ فرمایا عائشہ! وہ آدمی بدترین لوگوں میں سے ہے جسے لوگ اس کی فحش کلامی کی بنا پر چھوڑ دیں۔ (بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی ﷺ **فاحشا ولا متفحشا**)

مواھب میں ہے کہ یہ آدمی **عیینہ بن حصین الفزاری** تھا اسے **الاحمق المطاع** کے نام سے یاد کیا جاتا تھا نبی ﷺ کی حیات ظاہری اور وصال کے بعد اس سے کئی ایسی چیزیں صادر ہوئیں جو اس کے ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہیں آپ ﷺ کا اس وقت اسے اس طرح یاد فرمانا نبوت کی علامات میں سے ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کے حاضر ہونے پر جو نرم لہجہ میں گفتگو فرمائی یہ مدارات اور تالیف قلب کے لیے تھی اور ایسا کرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات مستحسن ہے ہاں مداھنت جائز نہیں۔

مداھنت اور مدارات میں فرق

مداھنت اور مدارات میں فرق یہ ہے کہ مدارات سے مراد دنیا یا دین یا دین و دنیا دونوں کے فائدہ کی خاطر دنیا کو خرچ کیا جائے جب کہ مداھنت دنیا کی خاطر اپنے

دین کو بیچ دینے کا نام ہے نبی ﷺ نے اپنی دنیا سے اچھا برتاؤ اور گفتگو میں نرمی کو صرف فرمایا اور اس کے ساتھ اس کی تعریف نہیں فرمائی پس آپ ﷺ کی بات آپ ﷺ کے فعل کے خلاف نہیں کیونکہ اس کے بارے میں جو فرمایا وہ حق تھا اور اس کے ساتھ جو معاملہ فرمایا وہ اچھے برتاؤ کی ایک مثال ہے۔

یہ عیینہ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں مرتد ہو گیا تھا مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں شرکت بھی کی پھر دوبارہ مسلمان ہوا اور حضرت عمر کے دور میں بعض فتوحات میں بھی شامل ہوا۔

ابن الاثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں مخرمہ بن نوفل کے حالات کے اخیر میں نضر بن شمیل سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ابو عامر الخزاز نے ان سے ابو یزید المدنی نے اور ان سے ام المومنین عائشہ صدیقہ نے بیان فرمایا کہ مخرمہ بن نوفل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا جب آنحضرت ﷺ نے اس کی آواز سنی تو فرمایا: یہ اپنی قوم کا برا آدمی ہے جب وہ حاضر ہوا تو اسے قریب کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بارے میں آپ نے فرمایا جو فرمایا اور پھر اس کے بعد بڑے نرم لہجہ میں گفتگو فرمائی؟ فرمایا وہ آدمی بدترین لوگوں میں سے ہے جس کی فحش گوئی سے بچنے کے لیے لوگ اس سے درگزر سے کام لیں بخاری مسلم و ابو داؤد تینوں نے اسے روایت کیا ابن اثیر فرماتے ہیں کہ یہ مخرمہ ان لوگوں میں سے تھا جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے ان کے ساتھ خصوصی برتاؤ کیا گیا یہ بدزبان آدمی تھا آپ ﷺ اس کی بدزبانی سے بچاؤ فرما رہے تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ قصہ جس کے ساتھ پیش آیا وہ مخرمہ بن نوفل ہے عیینہ نہیں یا ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا ہو (ایک دفعہ مخرمہ اور دوسری دفعہ عیینہ)

کے ساتھ۔

اہل مجلس کے ساتھ سلوک

حسن بن علی فرماتے ہیں کہ حسین نے اپنے والد گرامی (حضرت علی) سے نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملنے والے، خوش خلق اور نرم مزاج تھے درشت خو، سخت دل چلا کر بولنے والے، فحش کہنے والے، عیب لگانے والے اور مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنے والے نہ تھے جس چیز کی طلب نہ ہوتی اس سے تغافل فرماتے آپ ﷺ سے امید رکھنے والا کبھی مایوس نہ ہوتا اور نہ ہی آپ ﷺ کسی کو مایوس کن جواب دیتے اپنے آپ کو تین چیزوں سے بالکل علیحدہ کر رکھا تھا جھگڑا، تکبر اور فضول بات اور لوگوں کے بارے میں تین چیزیں چھوڑ رکھی تھیں کسی کی مذمت نہ فرماتے، کسی کو عیب نہ لگاتے اور کسی کی پوشیدہ باتوں کو نہ کریدتے صرف وہی بات زبان پر آتی جس سے ثواب کی امید ہوتی جب گفتگو فرما رہے ہوتے تو اہل مجلس یوں خاموش ہوتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں (جو معمولی حرکت سے اڑ جائیں گے) جس بات پر دوسرے ہنستے آپ ﷺ بھی تبسم فرماتے اور جس پر دوسرے تعجب کرتے آپ ﷺ بھی متعجب ہوتے۔

اجنبیوں کے ساتھ سلوک

اجنبی آدمی اپنی بات سخت الفاظ میں بھی کرتا اور بدتمیزی سے سوال کرتا تو بھی اس کی بات کو دھیان سے سنتے حتی کہ بعض صحابہ مسافروں کو مجلس میں لایا کرتے (تاکہ ان کے سوالات سے خود بھی منتفع ہوں اور جو باتیں ادب کی وجہ سے خود نہیں پوچھ سکتے وہ

بھی معلوم ہو جائیں) آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب کوئی حاجت مند دیکھو تو اس کی مدد کیا کرو احسان کے بدلے کے طور پر کوئی شخص تعریف کرتا تو اسے قبول فرماتے جب تک کوئی آدمی حد سے تجاوز نہ کرتا اسے بات کرتے رہنے کی اجازت دیتے اور اگر وہ حد سے تجاوز ہوتا تو مجلس سے اٹھ جاتے یا منع فرمادیتے اور اس کی بات قطع ہو جاتی۔

آنحضرت ﷺ کا حلم

رسول اللہ ﷺ کے حلم کا یہ عالم تھا کہ سب لوگوں سے زیادہ حلم والے تھے اور بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود سب سے زیادہ رغبت اس جانب ہوتی کہ معاف کر دیا جائے ایک دفعہ سونے اور چاندی کے ہار لائے گئے تقسیم کیے تو ایک اعرابی بولا: آپ عدل نہیں کر رہے ہیں فرمایا تیری بربادی! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر اور کون کرے گا جب وہ آدمی واپس چل دیا تو فرمایا: اسے نرمی سے لوٹا لاؤ۔

خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ کے لیے بلال کی چادر میں چاندی جمع فرما رہے تھے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! عدل کیجئے رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا ایسی صورت میں تو محروم اور خسارے میں رہے گا۔

حضرت عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور سر قلم کر دینے کی اجازت مانگی فرمایا: اللہ کی پناہ! لوگ میرے بارے میں کہیں گے کہ اپنے ساتھیوں کو قتل کروادیتا ہے؟

ایک دفعہ مال غنیمت تقسیم فرمایا تو ایک انصاری نے کہا! اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہیں یہ بات مبارک کانوں تک پہنچی تو چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی اور انہوں نے صبر کیا (بخاری شریف)

ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی موجودگی میں مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا

صحابہ اس کی طرف لپکے فرمایا: اسے درمیان میں پیشاب روکنے پر مجبور نہ کرو (بلکہ کر لینے دو) پھر اسے فرمایا: مساجد میں گندگی اور بول وبراز درست نہیں اور ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ فرمایا لوگوں کو قریب کیا کرو انہیں متنفر نہ کیا کرو۔ (بخاری شریف)

ایک دن ایک اعرابی نے کوئی حاجت طلب کی آپ ﷺ نے اسے عطا فرمایا اور پوچھا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا ہے؟ وہ بولا نہیں۔ نہ احسان نہ نیکی۔ (راوی) کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس پر غصہ آیا اور اس کی طرف بڑھے اشارہ فرمایا: باز رہو آپ ﷺ اٹھے اور گھر تشریف لے گئے اعرابی کو بلایا اور اسے کچھ اور عنایت فرمایا پھر پوچھا (اب بتا) تجھ پر کوئی احسان کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تو نے جو بات پہلے کہی تھی اس کی وجہ سے صحابہ کے دلوں میں رنجش ہے اگر تو مناسب سمجھے تو جو بات میرے سامنے کی ہے ان کے سامنے بھی کہہ دے تاکہ ان کے دل تیری طرف سے صاف ہو جائیں اس نے کہا: بہت بہتر اگلی صبح یا شام کو وہ آدمی آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس اعرابی نے ایک بات کہی تھی ہم نے اسے اور عطا کیا تو اس نے کہا کہ وہ راضی ہو گیا ہے پھر اعرابی سے پوچھا کہ کیا ایسا ہی ہے؟ وہ بولا: ہاں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے فرمایا: میری اور اس آدمی کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کے پاس ایک اونٹنی ہو جو بدک گئی ہو لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور وہ اور زیادہ بھاگی پھر اونٹنی کے مالک نے آواز دی کہ تم سب لوگ علیحدہ ہو جاؤ میں اس پر زیادہ مہربان اور اس کے حال سے زیادہ واقف ہوں پھر سامنے کی جانب سے اس کی طرف چلا اور زمین کا خشک چارا لے کر اسے دکھایا اور آہستہ آہستہ اسے پاس بلایا حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آ گئی تو اسے بٹھالیا اس پر کجاوہ کسا اور سوار ہو گیا جب اس نے وہ بات کہی تو میں تمہیں منع نہ کرتا اور تم اسے قتل کر دیتے تو یہ دوزخ میں جا گرتا۔

حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا آپ موٹے کنارے والی چادر زیب تن کیے ہوئے تھے ایک اعرابی نے چادر مبارک کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ گردن پر نشان پڑ گیا اور کہا: اے محمد! تیرے پاس جو اللہ کا عطا کردہ مال ہے اس میں سے میرے ان دونوں اونٹوں پر مال لاد دو کیونکہ جو مال تم لاداؤ گے وہ نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے پھر فرمایا: مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں پھر فرمایا اے اعرابی! (کیا خیال ہے) تجھ سے بدلہ لیا جائے گا؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا کیوں؟ بولا اس لیے آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے نبی ﷺ مسکرائے اور ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دینے کا حکم دیا۔

طبرانی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے زید بن سعنہ سے روایت کی امام نووی کے قول کے مطابق یہ یہود کے بزرگ ترین احبار میں سے تھے جو اسلام لے آئے (زید فرماتے ہیں) کہ نبوت کی تمام علامات کو میں نے محمد ﷺ کے چہرے پر پہلی نظر سے پہچان لیا تھا مگر دو علامات باقی رہ گئی تھیں ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حلم اس جہالت سے زیادہ ہے جس کا مظاہرہ کوئی آپ ﷺ کے ساتھ کرے اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی جہالت کا مظاہرہ شروع کر دے تو جتنا وہ بڑھتا جائے گا اتنا نبی ﷺ کا حلم بڑھتا جائے گا میں کوشش کرنے لگا کہ آپ ﷺ کے ساتھ میل جول اختیار کروں اور آپ کے حلم و جہل کا امتحان کروں میں نے ایک مقررہ مدت کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ کھجوروں کا سودا کر لیا قیمت میں نے ادا کر دی (کھجوریں وصول کرنا باقی تھیں) جب مقررہ معیاد میں دو یا تین دن رہ گئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا قمیص مبارک اور چادر کو پکڑا، غصیلی نگاہوں سے آپ ﷺ کو دیکھا اور کہا اے محمد ﷺ! تو میرا حق کیوں ادا نہیں کرتا تم

عبد المطلب کی اولاد قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کے عادی ہو عمر نے کہا: اے دشمن خدا! تو رسول اللہ ﷺ کو یہ کہہ رہا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر مجھے آپ ﷺ کی ناراضی کا ڈر نہ ہوتا تو اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کر دیتا آنحضرت ﷺ عمر کی طرف بڑے سکون سے دیکھ رہے تھے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے عمر! مجھے اور اس آدمی کو جو تو نے کہا اس کی بجائے اور بات کی زیادہ ضرورت تھی مجھے احسن طریقے سے ادائیگی اور اسے مناسب طریقے سے حق مانگنے کا مشورہ دینا چاہیے تھا فرمایا: اے عمر! اسے اپنے ساتھ لے جاؤ، اس کا حق ادا کرو اور جو تو نے اسے خوفزدہ کیا اس کے بدلے میں بیس صاع اور دو حضرت عمر ؓ نے حکم کی تعمیل کی میں نے عمر سے کہا: اے عمر! میں نے نبوت کی تمام نشانیاں محمد ﷺ کے چہرہ انور میں پہلی نظر میں پہچان لی تھیں مگر دو باقی رہ گئی تھیں جن کا میں تجربہ کرنا چاہتا تھا حلم جہالت کے مظاہرے پر غالب ہو گا اور جوں جوں جہالت بڑھتی جائے گی حلم میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا میں نے دونوں کا تجربہ کر لیا ہے میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ہم نے جو یہ ذکر کیا اس پر بطور دلیل وہ روایات کافی ہیں جو صحیح اور مصنفات میں ثابت شدہ حقائق کی شکل میں درج ہیں اور جو تواتر کے ساتھ یقین کی حد کو پہنچ چکے ہیں کہ قریش کے ظلم و ستم اور جاہلیت کی تکلیفوں پر آپ ﷺ صبر فرمایا۔ سخت ترین مشکلات کو جھیلتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کی صورت میں آپ ﷺ کو ان پر غلبہ عطا فرمایا اور ان کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کرنے کا موقع فراہم فرمایا اس وقت انہیں اس بات میں کوئی شعبہ نہ تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور ان کی بیخ کنی کر دی جائے گی مگر آپ ﷺ کے عفو و درگزر میں ہی

اضافہ ہوا اور فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ وہ بولے بھلائی کا تم سخی بھائی ہو اور سخی بھائی کے بیٹے ہو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسی (۸۰) آدمی تنعیم میں صبح کی نماز کے وقت جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کر دیں وہ پکڑ لیے گئے آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا اس پر یہ آیت اتری هو الذی كف ايديهم عنكم ......الایہ (الفتح ۴۸۔۲۴)

ابو سفیان نے فوجیں لے کر آپ ﷺ پر چڑھائی کی تھی آپ ﷺ کے چچا اور کئی صحابہ کو شہید کیا تھا اور ان کی شہادت کے بعد ان کے چہروں کو بگاڑا تھا جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں (فتح مکہ کے موقع پر) پکڑ کر لائے گئے تو انہیں فرمایا:

اے ابو سفیان کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ بولے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کتنے حلم والے ہیں کتنے صلہ رحمی کرنے والے اور کتنے بلند پایہ انسان ہیں۔

امام نووی تہذیب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ذات میں اخلاقی کمال اور بہترین عادات کو جمع فرما رکھا تھا اور آپ ﷺ اولین و آخرین کا علم عطا فرما رکھا تھا اور وہ تمام علوم دے رکھے تھے جن میں نجات و کامیابی ہے حالانکہ آپ ﷺ امی تھے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، کوئی انسان آپ ﷺ کا استاد نہیں آپ ﷺ کو وہ کچھ عطا فرمایا جو سب جہانوں میں کسی اور کو نہیں ملا اور تمام اولین و آخرین پر آپ ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ پر پیش فرمائیں مگر آپ ﷺ نے لینے سے انکار فرما دیا اور اس دنیوی مال پر آخرت کو ترجیح دی اور حق تو

یہ ہے کہ آپ ﷺ ویسے ہی تھے جیسے اس آیہ مبارکہ میں آپ ﷺ کی صفت بیان کی گئی ہے۔ لقدجاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رؤف رحيم ۔ تحقیق آگیا تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے جس پر وہ چیز گراں گزرتی ہے جو تمہیں مشقت میں ڈالے اور ایمان والوں کے لیے رؤف ورحیم ہے۔ (توبہ۔۱۲۸)

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

القرف: تہمت۔ الصخب: شور و غل۔ اشاخ: منہ پھیر لیا۔ وتو: بدلہ۔
الذحل: کینہ عداوت اور بدلہ کے لیے بھی یہ لفظ مستعمل ہے۔

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کا گھر کی عورتوں کے ساتھ سلوک

ازواج مطہرات کے ساتھ خوش طبعی

رسول اللہ ﷺ جب ازواج کے ساتھ تنہائی میں ہوتے تو سب لوگوں سے زیادہ نرمی کا برتاؤ کرنے والے اور سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے ہوتے اس وقت آپ ﷺ بہت ہنستے مسکراتے۔

آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ "افکہ" تھے افکہ اسے کہتے ہیں جو اہل وعیال کے پاس دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ مزاح کرنے والا ہو۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک قصہ سنایا ایک بی بی بولیں: یہ تو خرافہ کی کہانی معلوم ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جانتی ہو خرافہ کیا ہے؟ خرافہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا جس کو جنات پکڑ کر

لے گئے ایک عرصہ تک انہوں نے اسے اپنے پاس رکھا پھر لوگوں میں چھوڑ گئے اس نے وہاں جو عجیب چیزیں دیکھیں ان کے بارے میں بیان کرتا تھا اس پر لوگوں نے ہر عجیب قصے کو حدیث خرافہ کہنا شروع کر دیا۔

سیدہ خاتون جنت کے ساتھ پیار

آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ زہرہ کے سر اور منہ کو اکثر چومتے تھے۔

حسن معاشرت کا ایک پیکر

آنحضرت ﷺ اپنی ازواج اور اپنے صحابہ کے ساتھ اس طرح رہتے تھے جیسے ان میں سے ہی ایک ہوں آپ ﷺ حسن معاشرت کا ایک پیکر تھے۔

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں جس چیز کی خواہش کرتی آپ ﷺ بھی اسے چاہتے جب برتن کے ساتھ منہ لگا کر پانی پیتی تو جہاں منہ لگا کر میں نے پانی پیا ہوتا وہیں منہ لگا کر آپ ﷺ بھی پانی پی لیتے۔ جس ہڈی پر سے میں نے گوشت کھایا ہوتا آپ ﷺ بھی اس پر سے دانتوں کے ساتھ گوشت کو کاٹ کر کھا لیتے میری گود میں ٹیک لگا لیتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے رسول اللہ ﷺ کو ام زرع کی کہانی سنائی وہ کہانی یہ ہے کہ گیارہ عورتوں نے آپس میں یہ پختہ عہد کیا کہ اپنے اپنے خاوند کے بارے میں کوئی بات نہیں چھپائیں گی ہر ایک نے اپنے اپنے خاوند کے بارے میں بتایا تو جس نے اپنے خاوند کی سب سے بہتر تعریف کی اور جس پر خاوند کی مہربانیوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی وہ ابو زرع کی بیوی تھی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا: میں تمہارے لیے ایسے ہی ہوں جیسے ام زرع کے لیے ابو زرع۔

مباح کھیل

آنحضرت ﷺ انصار کی لڑکیوں کو عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجتے کہ وہ ان کے ساتھ کھیلیں (یہ اس وقت کی بات ہے جب ام المومنین کی عمر صرف نو سال کی تھی اور والدین کے گھر سے رخصت ہو کر رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لے آئی تھیں)

آنحضرت ﷺ نے انھیں حبشی لوگوں کا کھیل دکھایا جب کہ وہ مسجد میں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے کندھے کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ دوڑ لگائی وہ آگے نکل گئیں پھر ایک مرتبہ دوڑ ہوئی تو پھر وہ آگے نکل گئیں پھر اس کے بعد ایک بار دوڑ لگائی تو آپ ﷺ آگے نکل گئے فرمایا: یہ اس کا بدلہ ہے۔

ازواج مطہرات کا ایک دوسری پر رشک

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم عائشہ صدیقہؓ کے گھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ام سلمہ کے گھر سے ایک پیالے میں روٹی اور گوشت لایا گیا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا فرمایا: کھانا شروع کرو اور خود بھی ساتھ کھانے لگے حضرت عائشہ کھانا پکا رہی تھیں یہ ان سے پہلے پہنچ گیا تھا انہوں نے بھی یہ پیالہ دیکھ لیا جب وہ کھانا پکا چکیں تو لا کر سامنے رکھ دیا اور ام سلمہ کا پیالہ لے کر (زمین پر دے مارا) اور توڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو تمہاری ماں غیرت کھا گئی پھر آپ ﷺ نے ان کا پیالہ ام سلمہ کو بھیج دیا اور فرمایا کھانے کے بدلے کھانا اور برتن کے بدلے برتن۔ یہ طبرانی کی "معجم صغیر" میں روایت ہے بخاری کے ہاں یہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی ایک کے

گھر تھے دوسری امہات المومنین میں سے کسی نے ایک پیالہ جس میں کھانا تھا بھیجا اس بی بی نے جس کے گھر اس وقت آنحضرت ﷺ خادمہ کے ہاتھ پر کچھ مارا جس سے پیالہ نیچے گرا اور ٹوٹ گیا نبی ﷺ نے اس پیالے کے ٹکڑے اکٹھے کیے پھر ان میں اس کھانے کو جمع کیا جو پیالے میں تھا اور فرما رہے تھے "تمہاری ماں غیرت کھا گئی" آپ ﷺ نے خادمہ کو روک لیا حتیٰ کہ جس بی بی کے ہاں تشریف فرما تھے ان کا پیالہ لایا گیا آپ ﷺ نے وہ پیالہ اس بی بی کو بھیج دیا جس کا پیالہ ٹوٹا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ ان کے گھر رکھ لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے خزیرہ پکایا اور پیش خدمت کیا (گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر بہت سا پانی ڈال کر پکائے جاتے ہیں جب پک جاتے ہیں تو ان پر آٹا چھڑکا جاتا ہے اس طرح تیار ہونے والا کھانا خزیرہ کہلاتا ہے) اس وقت ایک طرف ام المومنین سودہ بیٹھی ہوئی تھیں اور دوسری طرف میں۔ میں نے سودہ سے کہا کہ کھاؤ انہوں نے انکار کیا میں نے ہاتھ خزیرہ میں ڈالا اور چلو بھر کر ان کے منہ پر دے مارا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کر ہنس پڑے۔(۳)

غصے کا علاج

جب ام المومنین عائشہ صدیقہ غصے میں ہوتیں تو آنحضرت ﷺ ان کی ناک کو ملتے اور فرماتے اے عویش! (تصغیر کا صیغہ) یوں دعا کر: **اللھم رب محمد اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن۔** اے اللہ، اے محمد ﷺ کے رب! میری خطاؤں کو معاف فرما اور میرے دل کا غصہ دور کر دے اور مجھے گمراہ کن فتنوں سے بچا۔

سیدہ خدیجہ کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک

آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا تو فرماتے: فلاں عورت کے گھر لے جاؤ وہ خدیجہ کی سہیلی تھی اسے خدیجہ سے محبت تھی۔

ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے جس قدر غیرت خدیجہ پر کھائی اتنی اور کسی پر نہیں کھائی کیونکہ میں آپ ﷺ کو اکثر ان کا ذکر کرتے سنتی تھی آپ ﷺ بکری ذبح فرماتے تو ان کی سہیلیوں کو گوشت بھیجتے تھے آپ ﷺ سے ان کی بہن نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو بہت خوش ہوئے ایک عورت حاضر ہوتی تو آپ ﷺ کو بڑی خوشی ہوتی اور اس کے ساتھ بڑی اچھی طرح باتیں کیں جب وہ چلی گئی تو فرمایا: خدیجہ کے وقت یہ ہمارے ہاں آیا کرتی تھی اور بے شک حسن عہد ایمان سے ہیں۔

عدل کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیتے

قسطلانی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ معاملہ اسی طرح کا تھا کہ (وہ آپس میں ایک دوسری پر غیرت کا مظاہرہ کرتیں تو) مواخذہ نہ فرماتے بلکہ ان کی طرف سے عذر پیش فرماتے اور جب عدل کی بات آتی تو بغیر کسی غصہ اور قلبی خلجان کے پورا پورا عدل فرماتے تھے بالجملہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے اپنے اہل و عیال اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں مثلاً فقراء، یتیم، بیواؤں، مہمانوں اور مساکین کے ساتھ سلوک پر غور کرے گا تو وہ جان لے گا کہ رسول اللہ ﷺ میں نرم دلی اس قدر تھی کہ اس کے بعد نرم دلی کا کوئی درجہ مخلوق کے لیے متصور نہیں اور یہ کہ آنحضرت ﷺ اللہ کی حدود، اس کے حقوق اور دین کے معاملہ میں اتنی سختی فرماتے کہ چور کے ہاتھ تک کاٹ ڈالتے تھے۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

العرف : سر کا اوپر والا حصہ۔ گردن پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے۔ الخزیرہ : گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور بہت سا پانی جب پک جاتے تو آٹا چھڑک لیا جائے اس طرح تیار ہونے والا کھانا خزیرہ کہلاتا ہے۔

تیسری فصل: آنحضرت ﷺ کی امانت اور صداقت

رسول اللہ ﷺ شروع سے ہی سب سے زیادہ امانت دار اور بات میں سب سے زیادہ سچے تھے رب تعالیٰ کا ارشاد ہے : مطاع ثم امین (التکویر ۸۱۔۲۱) اس کی بات مانی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہے اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت سے محمد ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے۔

قریش آپ ﷺ کو اعلان نبوت سے پہلے امین کے نام سے پکارتے تھے تعمیر کعبہ کے وقت جھگڑا اٹھا کہ حجر اسود کون نصب کرے فیصلہ ہوا کہ کل صبح جو آدمی سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو اسے حکم بنالیا جائے (صبح ہوئی تو) سب سے پہلے نبی ﷺ داخل ہوئے یہ اعلان نبوت سے پہلے کی بات ہے سب لوگ پکار اٹھے یہ محمد ہیں امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں زمین میں بھی امین ہوں اور آسمان پر بھی امین کے نام سے مشہور ہوں۔

بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل نے نبی ﷺ سے کہا کہ ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے اور نہ ہی ہم میں آپ کی حیثیت ایسی ہے کہ آپ کی بات کو جھٹلایا جائے ہم تو اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اخنس بن شریق جنگ بدر کے دن ابو جہل سے ملا اور اس سے کہنے لگا کہ اے ابو الحکم ! اس جگہ میرے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں جو ہماری بات کو سن رہا ہو محمد ﷺ کے بارے میں بتاؤ کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ ابو جہل بولا ! واللہ محمد سچا ہے اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا کہ کیا کبھی اعلان نبوت سے پہلے تم میں سے کسی نے محمد ﷺ کو جھوٹا کہا تو ابو سفیان نے جواب دیا۔ نہیں۔

نضر بن حارث نے قریش سے کہا کہ محمد ﷺ نوجوانی کے عالم میں تم میں ایسے تھے کہ تم سب ان سے راضی تھے بات میں سچے تھے امانت دار ہونے کے اعتبار سے ان کا جواب نہ تھا حتیٰ کہ ان کی کنپٹیوں میں سفید بال نظر آنے لگے اور وہ پیغام خداوندی لے کر آئے تو تم نے کہا کہ جادوگر ہے مگر خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں۔

حضرت علی کی حدیث میں آپ ﷺ کی تعریف یوں ہے کہ وہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) بات میں سب سے زیادہ سچے تھے۔

چوتھی فصل : آنحضرت ﷺ کی حیا اور مزاح کے بیان میں

حیا

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پردہ دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاوالے تھے اور جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو چہرہ مبارک سے پتہ چل جاتا۔

آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حیاوالے تھے کسی کے چہرے کو ٹکٹکی

باندھ کر نہ دیکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی ایسی بات کرنا پڑتی جو شرم والی ہوتی تو کنایہ میں بات کرتے۔

آنحضرت ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے تو بہت دور تشریف لے جاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے تو کپڑا اس وقت اٹھاتے جب بالکل زمین کے قریب ہو جاتے۔

آنحضرت ﷺ جب بیت الخلا میں تشریف لے جاتے تو جوتا پہن لیتے اور سر کو ڈھانپ لیتے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ کو نہیں دیکھا۔

مزاح

آنحضرت ﷺ کے مزاح کی کیفیت یہ تھی کہ عورتوں، بچوں مردوں سب سے مزاح فرمالیتے مگر کبھی کوئی غلط بات زبان سے نہ نکلی۔

آنحضرت ﷺ بچوں کے ساتھ سب سے زیادہ خوش طبعی فرماتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب مزاح فرماتے تو آنکھیں بند کر لیتے تھے۔

آنحضرت ﷺ خوش طبعی کے لیے تھوڑی بہت چھیڑ چھاڑ فرماتے رہتے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مزاح کے طور پر انھیں "یاذالانین" اے دو کانوں والے فرمایا۔

حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں گھل مل جایا کرتے تھے حتی کہ میرے بھائی سے فرماتے یا **ابا عمیر ما فعل النغیر**۔ اے اباعمیر اس نغیر کا کیا بنا۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں پہلی یہ کہ آنحضرت ﷺ مزاح بہت فرماتے تھے دوسری یہ کہ بچے کو کنیت سے پکار اور فرمایا یا اباعمیر۔ تیسری یہ کہ اگر چھوٹے بچے کو کھیلنے کے لیے پرندہ دیا جائے بشرطیکہ اس کھیلنے میں پرندے کو تکلیف نہ ہو تو یہ جائز ہے اور اگر تکلیف دی جائے تو پھر حرام ہے کیونکہ جانوروں کو تنگ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

نبی ﷺ "**یا اباعمیر ما فعل النغیر**" اس لیے فرماتے تھے کہ ابو عمیر کے پاس ایک نغیر (ایک پرندہ چڑیا کی طرح کا جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے) تھا جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتے تھے وہ مر گیا، بچہ غمگین ہو گیا آپ ﷺ **یا اباعمیر ما فعل النغیر** کہہ کر مزاح فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ ہنسی مذاق بھی فرماتے ہیں؟ فرمایا ہاں مگر ہمیشہ حق ہی کہتا ہوں۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سواری کے لیے جانور مانگا تو فرمایا: میں تجھے اونٹنی کے بچے پر بٹھاؤں گا۔ کہنے لگا: میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ فرمایا ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک بدوی صحابی جن کا نام زہیر تھا گاؤں سے آتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے لیے کوئی نہ کوئی تحفہ لے کر آتے تھے جب وہ واپس جانے لگتے تو نبی ﷺ بھی انہیں کچھ نہ کچھ عطا فرما کر بھیجتے اور فرماتے زہیر ہمارا گاؤں

ہے اور ہم اس کے شہر ہیں آنحضرت ﷺ ان سے پیار فرماتے تھے ان کی شکل وصورت اچھی نہ تھی ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو زھیر اپنا سامان بیچ رہے تھے آپ ﷺ نے پیچھے سے انہیں اپنی بانہوں میں لے لیا زھیر کو پتہ نہ چل سکا کہ کون ہے فورا بولے کون ہے ؟ چھوڑ دو مجھے جب مڑ کے دیکھا اور نبی ﷺ کو پہچان لیا تو اپنی پشت کو نبی ﷺ کے سینے کے ساتھ رگڑنے لگے نبی ﷺ فرما رہے تھے : کون ہے جو اس غلام کو خریدتا ہے ؟ زھیر بولے یا رسول اللہ ! میں تو ایک نکمی شے ثابت ہوں گا (جسے خریدنے کے لیے کوئی تیار نہ ہوگا) فرمایا : مگر اللہ کے ہاں تو نکمی شے نہیں ہے یا فرمایا کہ اللہ کے ہاں تیری بڑی قیمت ہے (راوی کو الفاظ میں شک ہے)

زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ ایک آدمی گھی اور شہد ادھار خریدتا اور اسے اپنی طرف سے تحفہ کے طور پر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتا جب بیچنے والا رقم کا تقاضا کرتا تو اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جاتا یا رسول اللہ ! اس کا حق ادا کر دیجئے آپ ﷺ تبسم فرماتے اور رقم کی ادائیگی کا حکم دے دیتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مدینہ میں جو بھی نئی چیز آتی یہ صحابی اسے خرید لیتے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بطور تحفہ پیش کر دیتے جب سامان والا قیمت مانگتا تو اسے لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ اسے قیمت دے دیجئے آپ ﷺ فرماتے : وہ چیز تو تو نے بطور تحفہ دی تھی عرض کرتے میرے پاس پیسے نہیں تھے (اور جی چاہتا تھا کہ یہ چیز آپ کی بارگاہ میں دیکھوں) آپ ﷺ مسکراتے اور قیمت ادا کرنے کا حکم دے دیتے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ کہ ایک بوڑھی عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی عرض کرتی ہے دعا فرمائیے اللہ مجھے جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ فرمایا : جنت میں

کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی وہ روتی ہوئی واپس مڑی فرمایا : اسے بتادو کہ یہ جنت میں بوڑھی ہونے کی حالت میں نہیں جائے گی (بلکہ جنت میں داخلہ سے پہلے جوان ہو جائے گی) اللہ جنتی عورتوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ انا انشانھن انشاء فجعلنا ھن ابکارا عربا اترابا۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں، انھیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں بنایا (کنز الایمان) (الواقعہ ۵۶۔۳۵ تا ۳۷)

پانچویں فصل : آنحضرت ﷺ کی تواضع ، بیٹھنا اور ٹیک لگانا

سب سے بڑا تواضع اختیار کرنے والا

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ تواضع اختیار کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ خاموش رہتا تکبر کی وجہ سے نہ ہوتا تھا سب سے زیادہ بلیغ کلام فرماتے تھے مگر بات لمبی نہ ہونے پاتی اور سب سے زیادہ ہنس مکھ تھے دنیا کی تکلیف آپ ﷺ کو پریشان نہ کرتی۔

آنحضرت ﷺ تواضع اختیار فرماتے مگر اس میں کوئی ایسی بات نہ ہوتی جس سے عزت وتوقیر پر حرف آئے۔

حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی حد سے زیادہ تعریف کی اس طرح میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو میں اللہ کا ایک بندہ ہوں پس مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہو۔

آنحضرت ﷺ کے پاس آنے سے لوگوں کو روکا نہیں جاتا تھا اور نہ ہی انہیں

ہٹانے کے لیے مارا جاتا تھا۔

غریبوں، مسکینوں اور غلاموں پر شفقت

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جو بھی کسی حاجت کے لیے آیا وہ آزاد ہو یا غلام، لونڈی ہو یا مسکین آپ ﷺ اس کی حاجت برآری کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔

آنحضرت ﷺ بیواؤں اور مساکین کی دعوت کو قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ زیادہ تو ذکر میں مشغول رہتے، فضول باتوں سے پرہیز کرتے نماز کو لمبا کرتے اور خطبہ کو مختصر اور کسی مسکین، بیوہ یا کسی غلام کی حاجت برآری کے لیے اس کے ساتھ جانے میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کی ایک لونڈی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جہاں چاہتی لے جاتی۔

حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے تخلیہ میں کچھ عرض کرنا ہے فرمایا مدینہ کے جس راستے پر تو چاہے بیٹھ میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاؤں گا۔ (اور تو اپنی بات سنالے)

آنحضرت ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرما چکتے تو چہرہ انور کو صحابہ کی جانب پھیرتے اور فرماتے: کیا کوئی جنازہ ہے کہ میں اس میں شمولیت کرلوں اگر صحابہ نفی میں جواب دیتے تو پوچھتے: کوئی ایسا ہے جس نے آج خواب دیکھا ہو (اگر کوئی ہے) تو خواب بیان کرلے۔

آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھتے۔ زمین پر بیٹھ کر ہی کھانا تناول فرماتے اپنی بکریوں کو خود ہی باندھ لیتے اور کوئی غلام جو کی روٹی پکا کر دعوت کرتا تو اس کی دعوت کو

بھی قبول فرمالیتے۔

آنحضرت ﷺ مسکین لوگوں کے بیماروں جس کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے کام کردیتے۔

آنحضرت ﷺ کو دعوت دینے والا کوئی امیر ہوتا یا غریب اس کی دعوت کو قبول فرمالیتے اور کسی کو بھی حقیر نہ سمجھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ ولیمہ کی دعوت میں تشریف لے جاتے اور جنازوں میں شرکت فرماتے۔

آنحضرت ﷺ کمزور مسلمانوں کے ہاں تشریف لاتے ان سے ملاقات کرتے ان کے بیماروں کی عیادت کرتے اور ان کے جنازوں میں شمولیت فرماتے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے جنازوں میں شریک ہوتے، گدھے پر سواری فرمالیتے اور غلاموں کی دعوت کو بھی قبول فرمالیتے تھے، بنو قریظہ کے ساتھ لڑائی کے روز آپ ﷺ گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی اور کاٹھی بھی اسی کی تھی۔

حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی پر دعوت دی جاتی تو اس دعوت کو بھی رد نہ فرماتے تھے آنحضرت ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں رہن تھی اخیر عمر تک اتنے پیسے جمع نہ ہوئے کہ اسے چھڑا سکیں (جو آتا راہ خدا میں لٹا دیتے تھے)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے بکری کا پایا بطور ہدیہ دیا جائے تو میں اسے لے لوں گا اور اگر مجھے اس پر دعوت دی جائے تو ضرور قبول کروں گا۔

امیرانہ ٹھاٹھ سے اجتناب

انہی (حضرت انس) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے پالان پر حج کیا جس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درھم کا بھی نہ تھا جو دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ! اس حج کو ایسا حج بنا جس میں ریا اور شہرت نہ ہو ظاہری حال یہ ہے جب کہ (مال داری کا یہ عالم) کہ زمین کے خزانے آپ ﷺ پر پیش کیے جا چکے تھے اور اس حج میں آپ ﷺ نے ایک سو جانور قربانی کیے۔

فتح مکہ کے موقع پر سر جھکا ہوا تھا

جب مکہ فتح ہوا اور مسلمانوں کے لشکر کو لے کر آنحضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سر انور اتنا جھکا ہوا تھا کہ کجاوے کے اگلے حصے کے ساتھ ٹکراتا محسوس ہو رہا تھا یہ رب کی بارگاہ میں تواضع کے لیے تھا۔

جس طرح کی سواری میسر ہوتی اس پر سواری فرما لیتے

آنحضرت ﷺ کو جو سواری میسر ہوتی اس پر سوار ہو جاتے کبھی گھوڑے پر، کبھی اونٹ پر، کبھی خچر پر کبھی گدھے (۴) پر اور کبھی پیدل مریضوں کی عیادت کے لیے مدینہ کے اس جانب پیدل اس حال میں تشریف لے جاتے کہ نہ چادر اوڑھ رکھی ہوتی اور نہ ٹوپی۔

آنحضرت ﷺ گدھے کی ننگی پشت پر سوار ہو جاتے اس پر کوئی کپڑا وغیرہ بھی نہ ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کبھی گھوڑے پر زین ڈال کر سوار ہوتے اور کبھی ننگی پشت پر اور بعض اوقات اسی طرح گھوڑے کو دوڑا بھی لیتے تھے۔

پیدل سفر فرما لیتے

آنحضرت ﷺ عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے اور واپسی پیدل ہی ہوتی۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے نہ خچر پر سوار تھے اور نہ ہی ترکی گھوڑے پر (یعنی نہ گھٹیا سواری پر نہ بڑھیا پر بلکہ پیدل تشریف لائے)

اپنی سواری پر غلاموں کو ساتھ سوار کر لیتے

آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر اپنے پیچھے اپنے غلام یا کسی بھی اور شخص کو بٹھا لیتے اور بعض اوقات اپنے آگے بھی اور پیچھے بھی بٹھا لیتے اور خود درمیان میں ہوتے۔

جب آنحضرت ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو بنو عبد المطلب کے بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا آپ ﷺ نے ایک بچے کو اٹھا کر اپنے آگے (سواری پر) بٹھا لیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے۔

قیس بن سعد بن عبادہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب واپس جانے لگے تو سعد نے ایک دراز گوش پیش کیا جس پر صرف کپڑا ڈالا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہوئے تو سعد نے مجھے کہا کہ اے قیس! تم بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ میں نے انکار کیا۔ فرمایا: سوار ہو جاؤ ورنہ واپس چلے جاؤ اس پر میں واپس چلا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے قیس سے فرمایا کہ تم آگے بیٹھو کیونکہ جس کی سواری ہو وہ آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے۔

مواہب میں محب الطبری کے حوالہ سے ہے کہ آنحضرت ﷺ گدھے کی

ننگی پشت پر سوار ہو کر قبا تشریف لے جانے لگے حضرت ابو ہریرہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تجھے بھی سوار کر لوں عرض کیا: جیسے آپ کی مرضی فرمایا: سوار ہو جاؤ ابو ہریرہ نے جست لگائی تاکہ سوار ہو جائیں مگر نہ ہو سکے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ ڈالا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں گر پڑے پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور ابو ہریرہ سے پوچھا: تجھے بھی سوار کر لوں؟ عرض کیا جیسے آپ کی مرضی فرمایا: سوار ہو جاؤ کوشش کی مگر سوار نہ ہو سکے رسول اللہ ﷺ کو پکڑا اور دونوں پھر گر پڑے پھر (تیسری مرتبہ) آپ ﷺ نے (سوار ہو کر) فرمایا: ابو ہریرہ! تجھے بھی سوار کر لوں؟ عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں آپ کو تیسری دفعہ پھر گرا دوں گا۔

صحابہ کے ساتھ ایک عام آدمی کی طرح مل جل کر کام کر لیتے

طبری نے ہی ذکر کیا کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ سفر میں تھے صحابہ سے فرمایا ایک بکری ذبح کر کے پکائی جائے ایک صحابی نے عرض کیا میں ذبح کروں گا دوسرے بولے: کھال اتارنا میرے ذمہ رہا تیسرے نے کہا پکانے کا کام میں کروں گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں لکڑیاں جمع کر کے لاؤں گا عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ کی جگہ بھی کام کر لیں گے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم کر لو گے مگر میں اپنے آپ کو تم سے ممتاز رکھنا پسند نہیں کرتا اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ایک آدمی اپنے ساتھیوں سے نمایاں مقام کی خواہش کرے۔

الشفا میں ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ خدمت میں نجاشی کا وفد حاضر ہوا تو خود ان کی خدمت کی صحابہ نے عرض کیا: آپ کی جگہ ہم کیے دیتے ہیں

فرمایا: یہ لوگ ہمارے صحابہ کی عزت کرتے تھے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے احسان کا بدلہ ادا کروں۔

رضاعی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک

آنحضرت ﷺ کی رضاعی بہن شیماؓ جو ہوازن کے قیدیوں میں لائی گئیں انہوں نے اپنا تعارف کروایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا: اگر چاہو تو ہمارے پاس عزت واحترام کے ساتھ ٹھہری رہو اور اگر اپنی قوم میں واپس جانا چاہو تو زادِ راہ دیئے دیتے ہیں انہوں نے اپنی قوم میں واپس جانے کو اختیار کیا تو آپ ﷺ نے انہیں زادِ راہ دے کر رخصت فرمادیا۔

ابو الطفیل فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا دیکھا ایک عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب آپ ﷺ کے قریب آئی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئی میں نے پوچھا: یہ کون ہے تو جواب ملا کہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہے۔

عمرو بن السائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک دن بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی باپ تشریف لائے آپ ﷺ نے ان کے لیے چادر کا ایک حصہ بچھادیا وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ کی رضاعی ماں حاضر ہوئیں تو ان کے لیے چادر کا دوسرا پلڑا بچھا دیا پھر آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تشریف لائے تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سامنے بٹھالیا۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک

آنحضرت ﷺ ثویبہ جو ابولہب کی لونڈی تھیں اور آپ ﷺ کی رضاعی ماں، ان کے لیے کپڑے اور تحائف بھیجتے رہتے تھے جب ان کا انتقال ہو گیا تو پوچھا: کیا

ان کا کوئی رشتہ دار ہے؟ عرض کیا گیا نہیں۔

آنحضرت ﷺ کمزور اور بے بس مسلمانوں کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں فتح و نصرت کی دعا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس غلام بھی تھے اور لونڈیاں بھی۔ انہیں وہی کھلاتے جو خود کھاتے اور وہی پہناتے جو خود پہنتے تھے۔

آنحضرت ﷺ اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمالیا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ فقراء کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ فقراء اور مساکین کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے اور ان کے کپڑوں میں جوں تلاش فرمادیا کرتے تھے۔

گھریلو کام کاج میں معاونت فرماتے

آنحضرت ﷺ اپنا کپڑا خود سی لیتے، جوتا گانٹھ لیتے اور وہ تمام کام سرانجام دے لیتے جو عام لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کام کرتے تھے؟ فرمایا: آپ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کرلیتے، (۵) اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ دوہ لیتے ہیں اور اپنے کام خود ہی کرلیتے تھے۔

حضرت انس سے روایت ہے کو رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے جب گھر تشریف لاتے تو گھر میں اکثر کام کپڑا سینا ہوتا جس طرح ایک عام آدمی گھر کے کام کاج کرلیتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کا بھی معمول تھا ایک شے کو اٹھایا دوسری کو رکھا گھر میں جھاڑو دے لیتے گوشت کاٹ لیتے اور خادم کی مدد فرما

لیتے۔

آنحضرت ﷺ گدھے پر سواری فرمالیتے، جوتے خود گانٹھ لیتے، قمیص مبارک کو پیوند لگالیتے، اونی لباس پہنتے اور فرماتے جو میری سنت ترک کرے گا وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں)

بازار سے سامان خود اٹھا لاتے

آنحضرت ﷺ اونٹ کو خود باندھ لیتے اور جانوروں کے آگے چارہ خود ڈال لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھالیتے، آٹا گوندھنے میں اس کی مدد فرمادیتے اور اپنا سامان خود بازار سے اٹھالاتے۔

حضرت ابوھریرہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بازار گیا آپ ﷺ نے پاجامہ خرید اور اسے اٹھالیا میں آگے بڑھا تاکہ اسے اٹھالوں فرمایا: جس کی چیز ہو وہ اسے اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔

اپنی آمد پر صحابہ کو کھڑا نہ ہونے دیتے

حضرت انس فرماتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور پیارا نہ تھا فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو تشریف لاتے دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بات آپ ﷺ کو ناپسند ہے۔

آنحضرت ﷺ کا بیٹھنا

خارجہ بن زید فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا بیٹھنا سب لوگوں سے زیادہ باوقار طریقے سے ہوتا تھا آپ کے اطراف سے کوئی چیز نہ نکلتی تھی (یعنی ایسی کوئی حرکت سرزد نہ ہوتی تھی جو عزت و وقار کے منافی ہو)

آنحضرت ﷺ کی مجلس حلم، حیا، امانت، پاکیزگی اور اطمینان کی محفل ہوتی تھی۔ جس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں، عورتوں کا ذکر نہ کیا جاتا تھا اور مجلس کو فحش گوئی اور ایسی باتوں سے جن کا ذکر نامناسب ہوتا ہے پاک رکھا جاتا تھا۔

بیٹھنے کے لیے چبوترا

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں اس طرح بیٹھتے تھے گویا انہی میں سے ایک ہیں کوئی پردیسی آتا تو نہ پہچان سکتا کہ آنحضرت ﷺ کون سے ہیں حتیٰ کہ اسے پوچھنا پڑتا صحابہ نے درخواست کی کہ اونچی جگہ پر بیٹھا کریں تاکہ باہر سے آنے والے لوگ پہچان لیا کریں فرمایا: جو تم مناسب سمجھتے ہو کرلو انہوں نے مٹی کا ایک چبوترا بنایا اور آپ ﷺ اس پر بیٹھا کرتے۔

صحابہ کرام کی عقیدت

آنحضرت ﷺ جب بیٹھتے تو صحابہ آپ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے۔

آنحضرت ﷺ جب بلغم نکالتے تو (صحابہ اسے زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ) وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر پڑتی اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا۔

آنحضرت ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لیے یوں لگتا جیسے صحابہ آپس میں لڑ پڑیں گے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس جب صحابہ بات کرتے تو بڑی دھیمی آواز سے کرتے اور تعظیم کی خاطر نظر بھر کے چہرہ اقدس کو نہ دیکھتے۔

آنحضرت ﷺ صحابہ کو وعظ و نصیحت ناغے کے ساتھ فرماتے۔ (ناغہ کرنے میں حکمت یہ تھی کہ مسلسل وعظ و نصیحت سے اکتا نہ جائیں)

حالت احتباء میں بیٹھنا

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مسجد میں بیٹھنا احتباء کی صورت میں ہوا کرتا تھا۔

احتباء یہ ہے کہ آدمی اپنی سرینوں پر بیٹھے رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملائے اور ایک کپڑا لے کر کمر اور پنڈلیوں کو اس کے ساتھ باندھ لے یا اگر کپڑا نہ ہو تو بازوؤں کے ساتھ پنڈلیوں پر گھیرا ڈال لینے۔

آنحضرت ﷺ کا بیٹھنا اکثر اسی طرح ہوا کرتا تھا کہ پنڈلیاں کھڑی ہوتیں اور جس طرح (احتباء میں) کپڑا لپیٹا جاتا ہے اسی طرح ہاتھوں کے ساتھ پنڈلیوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے۔

بیٹھنے کے لیے جگہ مخصوص نہ تھی

آنحضرت ﷺ کے لیے مجلس میں بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ مخصوص نہ تھی کیونکہ عادت مبارکہ یہ تھی کہ جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں آکے بیٹھ جاتے (گردنیں پھلانگ کر درمیان میں نہیں گھستے تھے یہ الگ بات ہے جہاں آپ ﷺ بیٹھتے وہی صدر مجلس بن جاتی) ایسا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ مجلس میں بیٹھے رسول اللہ ﷺ نے پاؤں پھیلا رکھے ہوں اور صحابہ تنگ بیٹھے ہوں ہاں جگہ اگر کھلی ہوتی تو (کبھی پاؤں پھیلا بھی لیتے تھے)

قبلہ رخ بیٹھنا

آنحضرت ﷺ اکثر قبلہ رخ بیٹھا کرتے تھے۔

حالت قرفصاء میں بیٹھنا

قبیلہ بنت مخرمہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں حالت قرفصاء میں بیٹھے دیکھا۔ فرماتی ہیں کہ جب خشوع کی حالت میں بیٹھے دیکھا تو میں خوف سے کانپنے لگی۔

قرفصاء کی حالت یہ ہے کہ آدمی اپنی سرینوں پر بیٹھے، رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملائے اور ہاتھوں کو پنڈلیوں رکھ لے یہی احتباء بھی ہے بعض نے کہا کہ قرفصاء یہ ہے کہ اپنے گھٹنوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملائے اور ہتھیلیوں کو اپنی بغلوں میں دے لے۔

تواضع اختیار کرنے کا حکم

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر کیا گیا تو وہ ہیبت کی وجہ سے کانپنے لگا فرمایا پر سکون رہو میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی اس پر اسے کچھ سکون ہوا اور اس نے اپنی حاجت پیش کی آپ ﷺ اٹھے اور فرمایا: اے لوگو! میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔

خبردار! تواضع کو اپنا شعار بنالو حتی کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے کوئی کسی سے اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھے اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

مسجد میں چت لیٹنا

عبداللہ بن زید سے روایت ہے کو انہوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے دیکھا۔

چار زانو بیٹھنا

ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو چار زانو ہو کر بیٹھے رہتے حتی کہ سورج خوب چڑھ آتا۔

جب مجلس سے اٹھتے تو

آنحضرت ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تو پڑھتے۔ سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔ اے اللہ! تو پاک ہے تیری ذات خوبیوں والی ہے کوئی معبود نہیں تیرے سوا میں تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور فرماتے جو بھی مجلس سے اٹھتے وقت یہ کلمات پڑھ لے گا تو اس مجلس میں اس سے جو لغزش ہوئی ہو گی وہ اللہ معاف کر دے گا۔

آنحضرت ﷺ کسی مجلس میں بیٹھے ہوتے تو جب اس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے پندرہ دفعہ تک استغفار کرتے ابن السنی نے بیس مرتبہ روایت کیا ہے۔

واپس پلٹتے تو

آنحضرت ﷺ جب واپس پلٹتے تو ایک طرف کو ہٹ جاتے۔

کھڑے ہونے لگتے تو

آنحضرت ﷺ جب کھڑے ہونے لگتے تو ایک ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھتے۔

آنحضرت ﷺ کا ٹیک لگانا

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا۔

حضرت ابو بکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں کہ کون سا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! بتایئے۔ فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین سے قطع تعلق۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے بیٹھتے تھے ٹیک چھوڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اور جھوٹی گواہی یا فرمایا: جھوٹی بات رسول اللہ ﷺ یہ ارشاد اتنی دیر تک فرماتے رہے کہ ہم نے سوچا۔ کاش آپ ﷺ اب خاموش ہو جائیں۔ (کہ مسلسل بولنے سے تکلیف ہو رہی ہے)

چھٹی فصل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور شجاعت

سخاوت

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کے سوال کے جواب میں "نہیں" نہیں فرمایا۔ (بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء)

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جس شے کا سوال کیا جاتا وہ عطا فرما دیتے (جب سال بھر کا جو خرچ رکھا ہوتا اس کے علاوہ مال نہ رہتا تو (پھر سال کا جو خرچ رکھا ہوتا اس میں سے سائلوں کو عطا فرمانا شروع کر دیتے حتی کہ اکثر ایسا ہوتا کہ اگر باہر سے کوئی اور شے نہ پہنچتی تو سال کا وہ خرچ سال پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔

آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں جو سوال کیا جاتا آپ اسے پورا فرما دیتے۔

آنحضرت ﷺ کسی کے سوال کے جواب میں "نہیں" نہیں فرماتے تھے سوال پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو فرما دیتے "نعم" ہاں اور اگر ارادہ نہ ہوتا تو "لا" نہیں

فرماتے تھے بلکہ خاموشی اختیار فرما لیتے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو سخاوت پورا مہینہ عروج پر ہوتی جبریل حاضر ہوتے قرآن پاک کا دور فرماتے جب جبرئیل سے ملاقات کے یہ دن ہوتے تو ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔

عمر ابن الخطاب سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور کچھ مانگا فرمایا: اس وقت میرے پاس کچھ نہیں میرا نام لے کر (اپنی حاجت کی چیزیں) خرید لو جب میرے پاس کچھ ہوگا تو قیمت ادا کر دوں گا حضرت عمر بولے یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کو جو چیز آپ کے پاس نہیں وہ بھی دینے کا مکلف نہیں ٹھہرایا آپ ﷺ کو عمر کی یہ بات اچھی نہ لگی ایک انصاری بولے: یا رسول اللہ! خرچ کیجیے اور عرش والے کی جانب سے کسی کمی کا خوف نہ کیجیے رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور انصاری کی اس بات پر آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے اور فرمایا: مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس مال دن کے پچھلے حصے میں آتا تو رات تک اسے روکے نہ رکھتے اور دن کے ابتدائی حصے میں پہنچتا تو اسے قیلولہ کے وقت (دوپہر) تک اپنے پاس نہ رہنے دیتے بلکہ اس کی تقسیم میں جلدی فرماتے۔

آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے آپ ﷺ کے پاس کوئی درہم یا دینار رات تک باقی نہ رہتا اگر کوئی چیز بچ جاتی اور کوئی ایسا نہ ملتا جسے دے دیں اور رات کا وقت ہو جاتا تو اس وقت تک گھر نہ جاتے جب تک وہ کسی محتاج کو (تلاش کر کے) دے کر اس سے خلاصی حاصل نہ کر لیتے۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کچھ مانگا آپ ﷺ نے اسے بکریوں کا ایک ریوڑ عطا فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ پر پھیلا ہوا تھا وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور انہیں کہنے لگا ایمان لے آؤ محمد ﷺ عطا کرتے ہوئے اس طرح عطا فرماتے ہیں کہ اپنے پاس کچھ نہ رہنے کا ڈر نہیں ہوتا۔

آنحضرت ﷺ نے کئی آدمیوں کو سو سو اونٹ عطا کیے صفوان کو سو اونٹ دیئے پھر سو اونٹ دیے، پھر سو اونٹ عطا فرمائے اور آپ ﷺ کی یہ حالت بعثت سے پہلے تھی (جب پہلی وحی اتری اور آنحضرت ﷺ کو حضرت خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو (ورقہ نے کہا تھا: جن کا بوجھ اٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا آپ ان کے بوجھ اٹھاتے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا انہیں عطا فرماتے اور حضرت خدیجہ نے عرض کیا: آپ کو بشارت ہو خدا کی قسم۔ اللہ آپ کو کبھی رسوانہ کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان کی عزت کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔

حضرت عباس کو اتنا سونا عطا فرمایا کہ وہ اسے اٹھا نہ سکے آپ کی بارگاہ میں نوے ہزار درھم لائے گئے اور ایک چٹائی پر رکھ دیئے گئے آنحضرت ﷺ نے انہیں تقسیم فرمانا شروع فرمایا اور کسی بھی سائل کو خالی نہیں لوٹایا حتی کہ سارے کے سارے تقسیم فرما دیئے۔

آنحضرت ﷺ جب حنین کے سفر سے واپس تشریف لائے تو دیہاتی لوگ جمع ہو گئے اور مانگنا شروع کر دیا (تقاضا اتنا شدید تھا کہ) آپ ﷺ کو دھکیل کر ایک درخت کی طرف لے گئے چادر مبارک اتار لی فرمایا: مجھے میری چادر دے دو قسم خدا اگر ان کانٹوں کی مقدار کے برابر میرے پاس جانور ہوں تو بھی تم سب کے درمیان

تقسیم کر دوں اور تم مجھے بخیل پاؤ نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بزدلی کا مظاہرہ کرنے والا۔

بنو ہوازن کے قیدی جو تعداد میں چھ ہزار تھے واپس لوٹا دیئے۔

مواھب میں ہے کہ ابن فارسی نے نبی اکرم ﷺ کے اسماء کے بارے میں اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ حنین کے روز ایک عورت نے آپ ﷺ کی رضاعت کے ایام کی یاد کو تازہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے جو مال غنیمت حاصل ہوا تھا وہ بھی واپس کر دیا اور بھی بہت کچھ عطا فرمایا۔ جب اس عنایت کا حساب کیا گیا تو وہ پانچ لاکھ بنا ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ سخاوت کی انتہا ہے اور اس کی مثال سننے میں نہیں آئی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر کچھ نہ کچھ جزا بھی عطا فرماتے تھے۔

ایک عورت بارگاہ رسالت میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ چادر آپ کے پہننے کے لیے ہے اس وقت ضرورت بھی تھی قبول فرمائی اور زیب تن کر لی ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! کتنی عمدہ چادر ہے مجھے عنایت فرما دیجئے آپ ﷺ نے (باجود اس کے کہ ضرورت تھی) اسے دے دی جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام اٹھ کر تشریف لے گئے تو صحابہ نے اس آدمی کو ملامت کی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس کی ضرورت تھی پھر تو نے یہ مانگ لی (٦) اور تجھے معلوم ہے کہ ان کی بارگاہ میں جس شے کا سوال کیا جائے تو وہ ضرور عنایت فرما دیتے ہیں اسے بخاری نے روایت کیا۔

آنحضرت ﷺ بڑے رحم دل تھے جو بھی آپ ﷺ کی خدمت میں (کوئی سوال لے کر) حاضر ہوتا (تو اگر پاس نہ ہوتا) تو وعدہ فرماتے اور اگر اس وقت کچھ پاس ہوتا تو اسی وقت عطا فرما دیتے۔

آنحضرت ﷺ کی شجاعت

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ دلیر اور شجاع تھے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کو جنگ بدر کے روز حالت یہ تھی کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس پناہ حاصل کرتے تھے آپ ﷺ ہم سب سے زیادہ دشمن کے قریب تھے اور اس دن بہادری کے اعتبار سے کوئی آپ ﷺ کا ہم پلہ نہ تھا۔

یہ بھی انہی کا فرمان ہے کہ جب لڑائی خوب تیز ہو جاتی اور دونوں فوجیں آپس میں گتھ جاتیں (اور جنگی چال کے طور پر ذرا الگ ہونا پڑتا) تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے اس وقت کوئی بھی آپ ﷺ سے زیادہ دشمن کے قریب نہ ہوتا۔

کہا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بہت کم گو تھے جب لوگوں کو جنگ کا حکم دیتے تو پہلے خود مستعد ہو جاتے بہادری میں سب سے بڑھے ہوئے تھے وہ آدمی زیادہ شجاع تصور کیا جاتا جو جنگ کے موقع پر آپ ﷺ کے قریب ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ دشمن کے بہت قریب ہوتے تھے۔

عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی جب بھی کسی لشکر کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی تو سب سے پہلا وار آپ ﷺ نے کیا۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بڑی سخت گرفت والے تھے جب مشرکوں نے آپ ﷺ کو (جنگ حنین کے موقع پر) اپنے گھیرے میں لے لیا تو اپنی خچر سے نیچے اتر پڑے اور فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اس دن آپ ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی بہادر نظر نہ آیا۔

ایک آدمی نے حضرت براء بن عازب سے پوچھا کہ تم حنین کے روز رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے فرمایا: ہاں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بنو ہوازن تیر انداز تھے جب ہم نے حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے ہم مال غنیمت سمیٹنے لگے اتنے میں ہم پر تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی پھر فرمایا: میں نے اسی روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا سفید خچر پر سوار تھے ابو سفیان بن حارث نے لگام پکڑی ہوتی تھی اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب ابن عبدالمطلب

اس روز سب سے زیادہ سخت شخصیت اگر کوئی تھی تو وہ آپ ﷺ تھے۔

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی کفار کے ساتھ (حنین کے روز) جنگ شروع ہوئی اور مسلمان (حملے کی تاب نہ لاکر) بھاگے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی خچر کو ایڑی ماری اور کفار کی جانب آگے بڑھایا میں نے لگام پکڑ رکھی تھی خچر کو روکتا تھا کہ تیز نہ چلے اس وقت ابو سفیان رکاب تھامے ہوئے تھے۔

ابی بن خلف جنگ بدر کے موقع پر فدیہ دے کر (بیٹے کو (ے) آزاد کرانے آیا تو نبی اکرم ﷺ سے کہنے لگا میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے روزانہ ایک فرق (ایک پیمانہ جس میں تین صاع یا سولہ رطل غلہ آئے المنجد) دانہ ڈالتا ہوں اس پر بیٹھ کر تمہیں قتل کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ میں تمہیں قتل کروں گا احد کے روز جب ابی نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ پر حملہ کر دیا مسلمانوں کے چند آدمی اس کے آگے ہو گئے نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اس کا رستہ چھوڑ دو حارث بن الصمہؓ سے نیزہ لیا اور اسے ہلایا تو کفار اس طرح بھاگے جیسے مکھیاں اونٹ کی پشت پر سے بھاگتے ہیں جبکہ وہ پشت کو حرکت دیتا ہے پھر نبی ﷺ اس کے سامنے ہوئے اور اس کی

گردن پر زخم لگایا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے پر سے کئی دفعہ گرا بعض کہتے ہیں کہ اس کی پسلی ٹوٹ گئی وہ قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے محمد ﷺ نے قتل کر ڈالا۔ انہوں نے کہا: تجھے تو کچھ بھی نہیں کہنے لگا جس قدر تکلیف میں میں ہوں اگر ساری دنیا کے لوگوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کو ہلاک کر ڈالے کیا اس نے نہیں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ خدا کی قسم! اگر وہ صرف مجھ پر تھوک دیتا تو بھی میں قتل ہو جاتا جب یہ لوگ واپس آ رہے تھے تو "سرف" کے مقام پر وہ مر گیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے ایک رات ایک شور اٹھا اور اہل مدینہ گھبرا گئے لوگ اس آواز کی جانب (تحقیق حال کی خاطر) جا رہے تھے کہ نبی ﷺ انہیں اس طرف سے آتے ہوئے ملے جو سب لوگوں سے پہلے ادھر تنہا تشریف لے جا چکے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے گھبرانے کی کوئی بات نہیں، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

اس وقت آپ ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے اور گلے میں تلوار لٹکا رکھی تھی فرمایا: ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا (یعنی موجوں کی طرح تیز رفتار) اس گھوڑے کا نام ھندوب تھا بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کو ایک بار خطرہ کا احساس ہوا نبی ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے یہ سست رفتار گھوڑا تھا جب واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارے گھوڑے کو سمندر پایا اس کے بعد اس گھوڑے کی حالت یہ تھی کہ کوئی دوسرا گھوڑا تیز رفتاری میں اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

الکل: بوجھ۔ وہ ذمہ داری جس کا انسان مکلف ہوتا ہے۔ عضاہ: کانٹوں والا درخت واحد عضاھہ۔ الفرق: ایک پیمانہ جو انیس رطل کا ہوتا ہے اور ہر رطل ایک

سو تیس درھم کا۔

الشعراء: سرخ مکھیاں بعض نے کہا نیلی ہوتی ہیں۔ بحرا: عمدہ تیز دوڑنے والا گھوڑا۔ یقطف: قطف الفرس فی مشیہ کا معنی ہے چلنے میں قدم قریب قریب رکھے۔ قطوف سے مراد سست رفتاری ہے۔

الحواشی

ا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک، قد، بال اور جسم اطہر کے دیگر اعضاء کا تذکرہ ہے اس کتاب کے دوسرے باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔ (مترجم عفی عنہ)

۲۔ یہ دانت مبارک سامنے والے دو دانتوں کے دائیں طرف والا نچلا دانت تھا جو جنگ احد کے موقع پر شہید ہوا۔ (شرح زرقانی علی المواھب جلد ۴۔ ۲۵۰)

۳۔ مواھب میں یہ روایت اس سے آگے بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ سے فرمایا کہ تم بھی اس کے چہرے پر خزیرہ پھینکو۔ انہوں نے میرے چہرے پر پھینکا تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ (شرح مواھب للزرقانی جلد ۴۔ ۲۸۱)

۴۔ عرب میں گدھوں کی ایک خاص قسم ہے جو حبشہ میں یہاں کے موٹے خچروں سے بڑے ہوتے ہیں اور تیز اس قدر کہ معمولی ٹٹوؤں سے ان کی رفتار زیادہ ہوتی ہے دو دو تین تین آدمی ان پر بے تکلف بیٹھ جاتے ہیں وہ یہاں کے معمولی گھوڑوں سے بہتر ہوتے ہیں ممکن ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں بھی ہوں گھوڑوں کے مقابلہ میں یہ ادنیٰ درجہ کی سواری ہے (مولانا زکریا کاندھلوی شرح شمائل ترمذی)

۵۔ اس خیال سے کہ کسی دوسرے کے کپڑوں سے آپ ﷺ کے کپڑوں پر جوں نہ گر پڑی ہو بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ کام تعلیم امت کے لیے تھا ورنہ حضور اقدس ﷺ کے پاس اور جسم اطہر پر جوں کا کیا کام۔ (شرح شمائل ترمذی از زکریا کاندھلوی)

۶۔ یہ چادر اس لیے نہیں مانگی تھی کہ اسے استعمال کریں گے بلکہ اس لیے کہ یہ چادر جو جسم اطہر کے ساتھ لگ گئی ہے میرا کفن بنے چنانچہ وہی چادر ان کا کفن بنی (بخاری شریف کتاب الجنائز) اور یہ صحابی عبدالرحمان بن عوف تھے۔ (علامہ وحید الزمان حاشیہ سنن ابن ماجہ کتاب اللباس جلد ۳)

۷۔ ابی بن خلف کا بیٹا عبداللہ جنگ بدر کے موقع پر قید ہوا اسے فدیہ دے کر چھڑانے اس کا باپ ابی بن خلف آیا۔ (تاریخ واقدی حصہ اول)

چھٹا باب

رسول اللہ ﷺ کی نماز، روزے اور قرأت کے بیان میں

اس میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: آنحضرت ﷺ کی عبادت اور نماز کے بیان میں

معصوم ہونے کے باوجود کثرت عبادت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سب سے زیادہ اللہ کی رضا کی خاطر پرہیزگاری اختیار کرنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھنے والا اور سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں اسی بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرمایا: جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو روتے زیادہ اور ہنستے کم۔

صحیح مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میری نگاہوں نے دیکھا ہے اگر تم بھی دیکھ لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ تو فرمایا: میں نے جنت ودوزخ کو دیکھا۔

مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

نماز پڑھی (اتنا لمبا قیام کیا کہ) پاؤں مبارک سوج گئے عرض کیا گیا آپ اتنی تکلیف کیوں برداشت کرتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش رکھے ہیں فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

ایک اشکال اور اس کا جواب

الباجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک اشکال ہے جو پہلے بھی پیش کیا جاتا تھا اور اب بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ چونکہ معصوم ہیں اس لیے آپ ﷺ پر کوئی گناہ ہے ہی نہیں اور ایک آیت میں ہے کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

اس کے جواب میں جو سب سے اچھی بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ "نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے لیے گناہ ہوتی ہیں" یہ بات بھی اسی باب سے ہے۔ (یعنی بعض باتیں جو گناہ نہیں ہیں مگر آپ ﷺ کی شان مقربیت کے خلاف ہیں انہیں گناہ تصور کیا گیا اور ان کی معافی کو گناہوں کی معافی سے تعبیر فرمایا گیا) (مترجم عفی منہ) کیونکہ انسان سے اپنی کمزوری کے باعث رب عظیم کی عبادت میں کوتاہی ہو ہی جاتی ہے اگرچہ آنحضرت ﷺ عبادت وطاعت میں اعلیٰ مقام وارفع درجہ پر فائز تھے تاہم آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اے رب! پاک ہے تیری ذات جس طرح عبادت کا حق تھا ہم نہیں کر سکے۔ اور جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے ہم سے نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے کہا گیا کہ مغفرت دو قسم کی ہوتی ہے ایک عوام کے لیے اور یہ ان کے گناہوں پر چشم پوشی ہے اور دوسری خواص کے لیے اور یہ ان کی کسی کوتاہی (جو عوام کے ہاں گناہ قرار نہیں پاتی مگر خواص کے حق میں گناہ شمار ہوتی ہے) پر معافی ہے۔

رات کی نماز

اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو جواب ملا کہ آنحضرت ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام فرماتے اور پھر اٹھ کھڑے ہوتے جب سحر کا وقت قریب ہوتا تو وتر ادا فرماتے اور بستر پر تشریف لاتے اگر حاجت ہوتی تو ازواج میں سے کسی سے مقاربت فرماتے ورنہ وضو فرماتے اور نماز کے لیے نکل پڑتے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین میمونہ جو ان کی خالہ تھیں کے ہاں رات کو ٹھہرے فرماتے ہیں میں سرہانے کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کی لمبائی والی جانب آپ ﷺ جاگے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کے اثار کو دور فرمانے لگے پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات جو ان فی خلق السماوات والارض سے شروع ہو کر آخر سورت تک ہیں کی تلاوت فرمائی بعد ازیں اٹھے اور ایک لٹکے ہوئے پانی کے مشکیزے سے پانی لے کر خوب اچھی طرح وضو فرمایا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے فرماتے ہیں: میں بھی آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور پھر میرے دائیں کان کو پکڑ کر مروڑا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرے کان کو پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب پھیر لیا (پہلے بائیں جانب کھڑے تھے) چھ مرتبہ دو دو رکعت نماز پڑھی پھر وتر ادا فرما کر ذرا لیٹ گئے حتی کہ موذن آیا پھر دو خفیف رکعتیں پڑھیں باہر تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی۔

ہر نماز کے لیے تازہ وضو

صحیح میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے

(تازہ) وضو فرماتے تھے۔

رات کی نماز تیرہ رکعات

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

رات کو تہجد نہ پڑھ سکتے تو:

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اگر کبھی رات کو نیند کے غلبہ کی وجہ سے نوافل ادا نہ کر پاتے تو دن کو چاشت کے وقت بارہ رکعت نماز ادا فرما لیتے تھے۔

تہجد کی ابتداء دو خفیف سی رکعتوں کے ساتھ

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کو نماز کے لیے کھڑا ہو تو دو مختصر سی رکعتوں کے ساتھ نماز شروع کرے۔

زید بن خالد الجھنی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کو ضرور دیکھوں گا فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے مکان یا خیمہ کی چوکھٹ کا سرہانہ بنا کر لیٹ رہا (رات کو) آپ ﷺ نے دو مختصر سی رکعتیں پڑھیں پھر لمبی لمبی دو رکعتیں "لمبی" کا لفظ تین دفعہ تاکید کے لیے ان کے لمبا ہونے میں مبالغہ کے لیے ہے پھر دو رکعتیں جو پہلی سے مختصر تھیں پھر ان سے چھوٹی دو، پھر ان سے مختصر دو پھر ان سے چھوٹی دو پھر وتر پڑھے اور کر یہ تیرہ رکعات ہوئیں۔

رات کی نماز گیارہ رکعات

ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت ﷺ کی

رات کی نماز کی کیفیت پوچھی: فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ باقی مہینوں میں گیارہ رکعت سے زائد نماز ادا نہیں فرماتے تھے پہلے چار رکعت پڑھتے نہ پوچھ وہ کتنی لمبی اور اچھی ہوتیں پھر چار پڑھتے جو حسن و خوبی میں پہلی سے کم نہ ہوتیں پھر تین ادا فرماتے (یہ وتر نماز ہے) فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وتر ادا کرنے سے قبل آپ سو جاتے ہیں تو فرمایا: اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا۔

عائشہ صدیقہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے جن میں سے ایک رکعت وتر کی ہوتی جب فارغ ہوتے تو دائیں کروٹ ذرا لیٹ جاتے۔

نو رکعات

عائشہ صدیقہ سے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو (بعض اوقات) نو رکعات ادا فرماتے تھے۔

طول قیام

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ انہوں نے رات کو نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کی ابتداء ان کلمات سے فرمائی: **اللہ اکبر ذوالملکوت و الجبروت و الکبریاء والعظمۃ** (۱) پھر پوری سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی اور رکوع کیا تو وہ اتنا لمبا تھا کہ جتنی دیر کھڑے رہے اتنی دیر رکوع میں رہے رکوع میں بار بار **سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم** پڑھتے رہے رکوع سے سر اٹھایا تو جتنی دیر رکوع میں گزری تھی اتنی دیر سیدھے کھڑے رہے اور **لربی الحمد لربی الحمد** پڑھتے رہے پھر جو سجدہ فرمایا تو وہ بھی قیام جتنا لمبا تھا سجدے میں **سبحان ربی الاعلیٰ**

سبحان ربی الاعلی زبان پر رہا سجدہ سے سر اٹھایا تو دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے رہے جتنی سجدہ میں لگی تھی اس دوران زبان مبارک **رب اغفرلی رب اغفرلی** کا ورد کرتی رہی تھی آنحضرت ﷺ نے چار رکعات پڑھیں پہلی میں سورۃ البقرہ دوسری میں آل عمران، تیسری میں النساء اور چوتھی میں سورۃ المائدہ یا الانعام کی تلاوت فرمائی (راوی کو شک ہے) اور اس شک کا اظہار حدیث کے راوی شعبہ نے کیا ہے۔

(یہ چاروں سورتیں سوا سات پاروں سے زیادہ پر محیط ہیں) (مترجم عفی عنہ)

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے کرتے پوری رات گزار دی۔

عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کر لیا پوچھا گیا کہ کس بری بات کا ارادہ کیا تھا فرمایا یہ کہ بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دوں۔

نوافل بیٹھ کر کبھی کھڑے ہو کر

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (رات کو) بیٹھ کر نماز پڑھتے اور قرأت بھی بیٹھ کر ہی فرماتے جب تقریباً تیس چالیس آیات پڑھنا باقی رہ جاتیں تو اٹھ کھڑے ہوتے پھر (ختم تلاوت کے بعد) رکوع اور سجدے کرتے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے۔

عبد اللہ بن شقیق فرماتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد ہوا: رات کی نماز بڑی لمبی پڑھتے تھے کبھی کھڑے ہو کر کبھی بیٹھ کر جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع میں قیام کی حالت

سے ہی جاتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھے بیٹھے فرما لیتے۔

ام المومنین حفصہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نفل نمازیں بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اس میں کوئی سورت پڑھتے تو اس قدر ٹھہر ٹھہر کر کہ سورت اپنے سے لمبی سورت سے بھی لمبی ہو جاتی۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وصال سے قبل فرض کے علاوہ نمازیں زیادہ تر بیٹھ کر ہی ادا فرماتے تھے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر ہی پڑھتے تھے ہاں جب بیمار ہو جاتے یا تھکاوٹ ہو جاتی تو بیٹھ کر ادا فرما لیتے۔

فرض نمازوں سے پہلے اور بعد میں سنتیں

ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو، ظہر کے بعد دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو رکعات آپ ﷺ کے گھر میں پڑھیں۔

حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر طلوع ہوتی تو دو مختصر سی رکعتیں پڑھتے تھے۔

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو (سنتیں) سفر و حضر اور صحت و بیماری کسی بھی حالت میں نہیں چھوڑتے تھے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آٹھ رکعتیں یاد کیں دو ظہر کے بعد، مغرب کے بعد اور عشاء کے بعد ابن عمر فرماتے ہیں (میری بہن) ام المومنین حفصہ نے مجھے فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں بتایا جن کو میں نے کبھی نہیں

دیکھا تھا۔

نماز چاشت

معاذہ فرماتی ہیں کہ عائشہ صدیقہ سے پوچھا کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے فرمایا ہاں چار رکعات اور اس پر جتنا اللہ چاہتا اضافہ فرماتے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ چاشت کی نماز چھ رکعات ادا فرماتے تھے۔

ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ چاشت کی نماز ادا فرماتے حتی کہ ہم گمان کرتے کہ کبھی نہ چھوڑیں گے اور کبھی ایسی چھوڑتے کہ ہم کہتے کہ اب کبھی نہیں پڑھیں گے۔

ظہر کی چار سنتیں

حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیشہ جب سورج سر سے ڈھلتا تو چار رکعات پڑھتے تھے میں نے عرض کیا کہ آپ ان چار رکعتوں کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں؟ فرمایا: آسمان کے دروازے زوال کے وقت سے کھول دیتے جاتے ہیں اور اس وقت تک بند نہیں کیے جاتے جب تک کہ ظہر نہ پڑھ لی جائے میں چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی کار خیر آسمان پر پہنچے پوچھا کیا اس نماز کی ہر رکعت میں قرات ہے؟ فرمایا ہاں پوچھا ان میں دو کے بعد سلام پھیرا جائے فرمایا نہیں (یعنی چاروں رکعات ایک سلام کے ساتھ ہوں گی)

نماز چاشت آٹھ رکعات

ام ہانی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر فتح مکہ کے روز داخل

ہوئے، غسل فرمایا پھر آٹھ رکعات پڑھیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے مختصر نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا لیکن رکوع و سجود پورے پورے ادا فرما رہے تھے۔

باجماعت نماز مختصر اور تنہا بڑی لمبی

انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو سب سے زیادہ مختصر نماز پڑھاتے مگر جب اکیلے نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اتنی لمبی نماز پڑھتے کہ کوئی اور نہیں پڑھ سکتا۔

نوافل گھر میں ادا کرنا افضل

عبداللہ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھر میں یا مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: تو دیکھتا ہے کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے مجھے فرض کے علاوہ (باقی ہر قسم کی نماز) اپنے گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے زیادہ پسند ہے (شاید اس میں حکمت یہ ہے کہ گھر میں اور اہل عیال میں برکت ہو فرشتے اتریں اور شیطان اس گھر سے دور بھاگے)

گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنا

حضرت انس فرماتے ہیں کہ سردی کے موسم میں رسول اللہ ﷺ نماز ظہر اول وقت میں ادا فرماتے اور جب سخت گرمی کے دن ہوتے تو وقت کے ٹھنڈا ہونے پر نماز ادا فرماتے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نمازیوں میں سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے اور ذاکرین میں سب سے زیادہ ذکر کرنے والے تھے۔

مشکل وقت میں نماز

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی غم ناک واقعہ پیش آتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی گھبراہٹ والا معاملہ درپیش ہوتا تو نماز پڑھتے۔

دوران سفر ہر منزل پر دو رکعت

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل میں پڑاؤ فرماتے تو وہاں سے کوچ سے پہلے دو رکعت ضرور پڑھتے۔

نماز میں مہاجرین وانصار کو قریب کھڑا کرنا

آنحضرت ﷺ کی خواہش ہوتی کہ نماز میں مہاجرین وانصار قریب کھڑے ہوں تاکہ (احکام صلوۃ کو) اچھی طرح یاد کرلیں۔

مسواک

آنحضرت ﷺ مصلائے مبارک پر مسواک اور کنگھی موجود رہتی تھی۔

نماز کے بعد اذکار

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے منہ پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام۔ اے اللہ تو سلامتی والا ہے تجھی سے سلامتی ہے برکت والا ہے تو اے پروردگار۔ اے صاحب عظمت اور بزرگی والے۔

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کے روزہ کے بیان میں

لگاتار روزے

عبداللہ بن شقیق فرماتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد ہوا آپ ﷺ لگاتار روزے رکھنے لگتے حتی کہ ہم کہتے کہ اب روزے رکھتے ہی چلے جائیں گے پھر چھوڑ دیتے حتی کہ گمان کرنے لگتے کہ اب روزے نہیں رکھیں گے اور فرمایا: جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لاتے ہیں سوائے رمضان کبھی پورا مہینہ روزے نہیں رکھے۔

حضرت انس سے دریافت کیا گیا رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں۔ تو فرمایا: کسی مہینے اس طرح مسلسل روزے رکھنے لگتے جیسے رکھتے ہی چلے جائیں گے پھر ایسا ہوتا کہ روزہ رکھنا چھوڑ دیتے اور یوں لگتا جیسے اب روزہ رکھیں گے ہی نہیں اگر تم رسول اللہ ﷺ کو سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی مل جاتا اور نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی میسر ہوتا۔

شعبان میں روزے

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی پے در پے دو ماہ روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان اور رمضان کے۔

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں رسول اللہ ﷺ کو روزے رکھتے نہیں دیکھا شعبان کے اکثر حصہ میں روزہ رکھتے بلکہ (قریب قریب) پورا شعبان روزے رکھتے۔

ہر ماہ کے شروع میں تین اور جمعہ کا روزہ

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینہ کے شروع میں تین روزے رکھتے تھے اور جمعہ کے دن تو کبھی ہی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ نے روزہ نہ رکھا ہو۔

جمعرات اور سوموار کا روزہ

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ جمعرات اور سوموار کو روزہ رکھیں۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ خداوندی میں) پیش کیے جاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کو اکثر روزہ سے ہوتے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ہر سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے مگر وہ دو آدمی جنہوں نے آپس میں تعلقات توڑ رکھے ہوں ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے انہیں رہنے دو۔

ہفتہ اور اتوار کا روزہ

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہفتہ اور اتوار کو اکثر روزہ رکھتے اور فرماتے کہ دونوں دن مشرکوں کی عید کے دن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔

ایک ماہ ہفتہ، اتوار اور سوموار اور دوسرے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینے ہفتہ، اتوار اور سوموار

کو روزہ رکھتے اور اگلے مہینے منگل، بدھ اور جمعرات کو۔

ہر ماہ تین روزے

معاذہ فرماتی ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے فرمانے لگیں ہاں میں نے پوچھا کہ کون کون سے دن فرمانے لگیں اس بات کی پرواہ نہ فرماتے تھے کہ کون سے دن ہیں یعنی شروع کے دن یا درمیان میں یا آخر کے۔

ایام بیض کے روزے

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے نہ چھوڑتے تھے ایام بیض تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان راتوں میں چاند ساری رات چمکتا رہتا ہے۔

عاشورا کا روزہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایام جاہلیت میں قریش عاشورا (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ بھی یہ روزہ (نفلی طور پر) رکھتے جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو خود بھی اہتمام کے ساتھ روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی (وجوبا) فرمایا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہی فرض روزے بن گئے اور عاشورا کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی پس جس کا جی چاہے رکھ لے جس کا نہ چاہے نہ رکھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ عاشورا کا روزہ خود بھی رکھتے اور (مسلمانوں کو) بھی روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

نو ذوالحج اور دس محرم کا روزہ

حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو ذوالحج اور دس محرم اور ہر ماہ کے تین دن، مہینے کا پہلا سوموار اور جمعرات اور دوسرے ہفتے میں سوموار کے روز روزے رکھتے تھے۔

افطار کھجور کے ساتھ

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بڑی پسند تھی کہ روزہ تازہ پکی ہوئی کھجور کے ساتھ افطار کریں جب تک کہ ایسی کھجوریں موجود رہیں اور جب ان کا وقت نہ رہتا تو پھر خشک کھجور کے ساتھ اور کھجوریں طاق تعداد میں استعمال فرماتے تین، پانچ یا سات۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کھجوروں کے ساتھ یا کسی ایسی چیز کے ساتھ جسے آگ نے نہ چھوا ہو روزہ افطار کرنا پسند تھا۔

حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ چند تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ نماز سے پہلے روزہ افطار فرماتے اور وہ دستیاب نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں لیتے اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پی لیتے۔

کسی کے ہاں روزہ افطار کرتے تو دعا دیتے

حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے پاس روزہ افطار فرماتے تو فرماتے تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور تم پر ملائکہ (اللہ کی رحمتیں لے کر) اتریں۔

ابن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے پاس روزہ

افطار فرماتے تو دعا فرماتے تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارے لیے فرشتے دعائے خیر کریں۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے : پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور انشاء اللہ (اللہ کے ہاں) اجر ثابت ہے۔

روزہ افطار کرتے وقت دعا

معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم لك صمت وعلی رزقك افطرت۔ اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے :الحمد للہ الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے جس نے میری اعانت فرمائی تو میں نے روزہ رکھ لیا اور مجھے رزق دیا تو میں نے افطار کر لیا۔

ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ روزہ افطار فرماتے تو زبان مبارک پر یہ کلمات ہوتے : اللھم لك صمت و علی رزقك افطرت فتقبل منی انك انت السمیع العلیم۔ (ترجمہ) اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا پس میری طرف سے قبول فرما بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے۔

نیک اعمال پر مداومت

علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے

(روزے کے لیے) کچھ دن مخصوص فرما رکھے تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ کا عمل دائمی ہوا کرتا تھا اور تم میں سے کون ہے جو اس بات کی طاقت رکھتا ہو جس کی رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی حضور اقدس ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا: یہ فلاں عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی (عبادت کرتی رہتی ہے) ارشاد فرمایا: اللہ تعالی (ثواب دینے سے) نہیں گھبراتا یہاں تک کہ تم عمل کرنے سے گھبرا جاؤ۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو وہی عمل زیادہ پسند تھا جسے آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

ابو صالح سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے پسندیدہ عمل کون سا تھا فرمایا: جسے ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو دینی خصلتوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ وہ بات تھی جس پر ہمیشہ عمل ہو۔

تیسری فصل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بیان میں

آیات رحمت پر رحمت کی دعا اور آیات عذاب پر عذاب سے پناہ مانگنا

عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے مسواک فرمائی پھر وضو فرمایا اور نماز کے لیے کھڑے ہوگئے میں بھی ساتھ کھڑا ہو گیا آنحضرت ﷺ نے سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع فرمائی جب کوئی ایسی آیت آئی جس میں رحمت کا ذکر ہوتا تو ٹھہر جاتے اور رحمت کا سوال کرتے اور جب کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو عذاب سے پناہ مانگتے پھر رکوع فرمایا تو اتنی دیر حالت رکوع میں رہے جتنی دیر قیام فرمایا تھا اور رکوع میں " سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمة" پاک ہے وہ ذات جو بدلہ والی بادشاہی والی کبریائی والی اور عظمت والی ہے پڑھتے رہے پھر آل عمران (دوسری رکعت میں) تلاوت فرمائی اور اسی طرح (ایک ایک رکعت میں) ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے اور (رکوع و سجود میں) وہی طرز عمل تھا جو پہلی رکعت میں تھا۔

خدیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی ایسی آیت کی تلاوت فرماتے جس میں دوزخ کا ذکر ہوتا تو فرماتے دوزخیوں کے لیے بربادی ہے میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

قرات صاف صاف

یعلی بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام سلمہ سے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ صاف صاف بتائی۔

حضرت قتادہ سے روایت کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے رسول اللہ ﷺ کی قرات کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: مد والے حرف کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے پڑھتے تھے فرماتے الحمد لله رب العالمين ۔ پھر ٹھہرتے، پھر پڑھتے الرحمن الرحيم. اس پر ٹھہرتے اور پھر پڑھتے مالك يوم الدين.

تلاوت کبھی آہستہ آواز سے کبھی بلند آواز سے

عبداللہ بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ سے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کے بارے میں سوال کیا کہ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے یا بلند آواز سے تو فرمایا کہ یہ دونوں طریقے تھے کبھی آہستہ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قرات فرماتے تو کبھی بلند آواز کے ساتھ قرأت ہوتی اور کبھی پست آواز کے ساتھ۔

ام ھانی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قرآن پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سنا کرتی تھی۔

معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن مغفل کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کو فتح مکہ کے روز اونٹنی پر سوار انافتحنالك فتحا مبينا ليغفر لك

الله ماتقدم من ذنبك وماتاخر کی تلاوت فرماتے سنا آپ ﷺ ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے معاویہ نے کہا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں اس لہجہ میں پڑھ کر سنا دیتا۔(۲)

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قرات کی آواز اس قدر بلند ہوتی تھی کہ اگر کمرہ میں تلاوت فرما رہے ہوتے تو گھر کے صحن میں بیٹھنے والے بھی سن لیتے یعنی آواز صحن سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

بعض آیات کی تلاوت پر جوابا کچھ کہنا

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے الیس ذالك بقادر علی ان یحیی الموتی۔ (ترجمہ) کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرلے تو فرماتے "بلی" ہاں کیوں نہیں جب پڑھتے الیس الله باحکم الحاکمین ۔ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ تو فرماتے بلی کیوں نہیں:

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سبح اسم ربك الاعلی کی تلاوت فرماتے تو فرماتے سبحان ربی الاعلی۔

سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھتے تو آمین اتنی آواز کے ساتھ کہتے کہ پہلی صف میں آپ کے قریب کھڑے لوگ سن لیتے۔

تین راتوں میں ختم قرآن

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کم از کم تین راتوں میں قرآن ختم فرماتے تھے تین راتوں سے کم میں پورا قرآن مجید نہیں پڑھتے تھے۔

ختم قرآن کے بعد دعا

رسول اللہ ﷺ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو گھر والوں کو اکٹھا کر لیتے اور دعا فرماتے۔

ختم قرآن کے ساتھ ہی ابتدائی پانچ آیات کی تلاوت

آنحضرت ﷺ جب قرآن مجید ختم فرماتے تو ساتھ ہی قرآن مجید کی پہلی پانچ آیات کی تلاوت بھی فرماتے۔

الحواشی

۱۔ اللہ بہت بڑا ہے بادشاہی والا، دبدبے والے، کبریائی اور عظمت والا۔

۲۔ حضور ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور اس کی حرکت کی وجہ سے تلاوت کی آواز ترجیعی معلوم ہوتی تھی یعنی الفاظ ادائیگی میں ذرا لمبے ہو جاتے تھے اسی وجہ سے ڈر تھا کہ نقل کرنے میں لوگ جمع ہو جائیں گے ترجیع کا مطلب آواز کو لوٹا کر پڑھنا۔ (شرح شمائل ترمذی مولانا زکریا کاندھلوی)

ساتواں باب

رسول اللہ ﷺ کے احوال کے بارے میں متفرق اخبار اور بعض دعائیں اور اذکار جنہیں آپ ﷺ مخصوص اوقات میں پڑھتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے جامع کلمات پر مبنی تین سو تیرہ احادیث۔ اس میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے بارے میں متفرق اخبار

پاکیزہ ولادت

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی الشفا میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ، ناف بریدہ حالت میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت نہایت پاکیزگی کے ساتھ ہوئی کوئی گندگی ولادت کے وقت ظاہر نہیں ہوئی۔

فضلات مبارکہ

حضرت عکرمہ کی حدیث جو انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ محفوظ تھے اور جب قضائے حاجت کے ارادے سے تشریف لے جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور پیشاب یا پاخانہ مبارک نگل جاتی اور اس جگہ سے بڑی پیاری سی خوشبو آنے لگتی۔

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کو انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں مگر وہاں نظر کچھ نہیں آتا فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ انبیاء کے پیٹوں سے جو کچھ نکلتا ہے اسے زمین کھا جاتی ہے اور کچھ نظر

نہیں آتا۔

فضلات مبارکہ طیب وطاہر ہیں

اہل علم لوگوں کی ایک جماعت نے فتوی دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا بول وبراز طیب وطاہر ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر سے کوئی ایسی چیز خارج نہ ہوتی جو ناپسندیدہ ہو یا پاکیزہ نہ ہو اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی روایت پیش کی جا سکتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو غسل دیا تو جو کچھ مردہ اجسام سے امور ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے میں نے غور کیا کہ کوئی چیز ظاہر ہوتی ہے؟ مگر کوئی ایسی شے ظاہر نہیں ہوئی تو میں نے کہا طبت حیا ومیتا آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ اور صاف ہیں اور جسم اطہر سے ایسی خوشبو پھیلی کہ اس جیسی خوشبو کبھی سونگھنے میں نہیں ملی۔

اس طرح کی بات حضرت ابوبکر سے بھی نقول ہے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بعد از وصال بوسہ دیا۔

حضرت مالک بن سنان کا احد کے روز آپ ﷺ کا خون چوسنا اور اسے پی جانا اور آپ ﷺ کا اسے جائز قرار دینا اور فرمانا کہ اسے کبھی آگ نہ چھوئے گی بھی ایک دلیل ہے اور اسی کی مثال عبد اللہ بن زبیر کا آپ ﷺ کا وہ خون جو پچھنے لگوانے سے بہا تھا اسے پی جانا اور آپ ﷺ کا فرمانا: ویل لك من الناس وویل لهم منك. تجھ سے لوگوں کو خرابی ہوگی اور تجھ کو ان سے۔ (یہ ایک غیبی خبر تھی) اور اس پر انکار نہ فرمانا۔

اس کی ایک اور مثال ایک عورت سے جس نے آپ ﷺ کا پیشاب مبارک پی لیا تھا یہ فرمانا ہے کہ لن تشتكي وجع بطنك ابدا. کبھی بھی تیرے پیٹ میں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی منہ دھونے یا دوبارہ ایسا نہ کرنے کا حکم نہیں دیا (جو اس بات پر دلیل ہے کہ فضلات مبارکہ طیب وطاہر ہیں)

تھوک مبارک کا اعجاز

آنحضرت ﷺ کی تھوک مبارک کا یہ عالم تھا کہ حضرت انس کے گھر میں ایک کنواں تھا اس میں لعاب مبارک ڈال دیا اس کے بعد مدینہ کا کوئی کنواں ایسا نہ تھا جس کا پانی اس کنوئیں سے زیادہ میٹھا ہو۔

ایک دفعہ ایک پانی کا ڈول آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پیا اور باقی پانی کنوئیں میں ڈال دیا اس کنوئیں سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی تھی اسے امام احمد وابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ عاشورا کے روز اپنے اور اپنی بیٹی فاطمہ خاتون جنت کے شیر خوار بچوں کو منگوا کر ان کے منہ میں تھوک دیتے اور ان کی ماؤں سے فرماتے کہ رات تک انہیں دودھ نہ پلانا وہ تھوک مبارک ہی ان بچوں کے لیے کافی ہو جاتی اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عمیرہ بنت مسعود اور ان کی پانچ بہنیں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں اس وقت آپ ﷺ قدید (سوکھا گوشت) تناول فرما رہے تھے ایک ٹکڑا چبا کر انہیں دیا باری باری سب بہنوں نے اس ٹکڑے کو چبایا اور پھر مرتے دم تک ان کے مونہوں میں بو پیدا نہیں ہوئی۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ میں اپنا لعاب مبارک لگا کر عتبہ کی پشت پر لگایا انہیں پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں اس کے بعد جتنی پیاری خوشبو عتبہ کے جسم سے آتی تھی ایسی کبھی نہیں سونگھی گئی اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حسین کو پیاس لگی آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی انہوں نے اسے چوسا اور پیاس جاتی رہی۔

ایفائے عہد

قاضی عیاض نے الشفا میں اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن ابی الحمساء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کے ساتھ اعلان نبوت سے پہلے ایک سودا کیا میرے ذمہ ان کے کچھ پیسے باقی رہ گئے میں نے وعدہ کیا کہ اسی جگہ پیسے لے کر حاضر ہوتا ہوں (گھر آیا تو) بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا واپس اسی جگہ پر پہنچا تو آپ ﷺ کو وہیں کھڑے پایا (مجھے دیکھ کر) فرمایا جوان! تو نے مجھے بڑی مشقت میں ڈالا میں یہاں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

جھوٹ سے نفرت

ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس چیز سے سب سے زیادہ نفرت تھی وہ جھوٹ ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اپنے گھر والوں میں سے کسی کے بارے میں پتہ چل جاتا کہ اس نے کوئی خلاف واقعہ بات کی ہے تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیتا۔

دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے

آنحضرت ﷺ جب کسی کے ہاں تشریف لاتے تو (اجازت طلب کرنے کے لیے) دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم

مال فے کی تقسیم

جب آنحضرت ﷺ کے پاس مال فے (وہ مال مسلمانوں کو بغیر جنگ کے ہاتھ آئے) آتا تو اسے اسی دن تقسیم فرما دیتے شادی شدہ کو دو حصے عطا فرماتے اور کنوارے کو ایک۔

اختلاف سے بچائو

جب آنحضرت ﷺ کے پاس قیدی لائے جاتے (اور انہیں لوگوں میں بطور غلام ولونڈی تقسیم کرنا ہوتا) تو سب گھر والوں کو عطا فرماتے تاکہ اس کی وجہ سے گھر والوں میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو جائے۔

خوش ہو کر ملنا

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کوئی آدمی چہرے پہ بشاشت لے حاضر ہوتا تو آپ ﷺ (مصافحہ کے لیے) اس کا ہاتھ پکڑ لیتے۔

برا نام بدل دیتے

آنحضرت ﷺ جب کوئی برا نام سنتے تو اسے اچھے نام سے بدل دیتے۔

نیک شگون لینا

آنحضرت ﷺ نیک شگون تو لیتے تھے لیکن برا شگون نہیں لیتے تھے اور اچھے نام کو بہت پسند فرماتے تھے۔(۱)

منہ کے بل لیٹنا

آنحضرت ﷺ جب کسی کو دیکھتے کہ منہ کے بل سویا ہوا ہے اور اس کی پشت

پر کوئی چیز نہیں ہے تو پاؤں کے ساتھ ٹھوکر مار کر اسے جگا دیتے اور فرماتے کہ اللہ کے نزدیک سونے کا یہ طریقہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

نکاح کا حکم دیتے

آنحضرت ﷺ نکاح کر لینے کا حکم دیتے اور شادی نہ کرنے سے سخت منع فرماتے تھے۔

ختنہ کی اہمیت

جو شخص مسلمان ہو جاتا اگرچہ اس کی عمر اسی برس کی ہوتی اسے ختنہ کرنے کا حکم دیتے۔

گھوڑے کو دبلا کرنا

آنحضرت ﷺ گھوڑے کو دبلا کرتے تھے (اس طرح اس کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا ہے)

گھوڑے میں شکال

گھوڑے میں شکال آنحضرت ﷺ کو ناپسند تھا عزیزی فرماتے ہیں کہ مسلم کے ہاں اس حدیث کے بعض طرق میں شکال کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ گھوڑے کے بائیں ہاتھ (اگلی ٹانگ) اور دائیں پاؤں (پچھلی ٹانگ) میں سفیدی ہو یا اس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سیاہی ہو (۲) اس میں ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس گھوڑے کی طرح لگتا ہے جس کی ٹانگوں کو پائے بند سے باندھا ہوا ہو اور جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ایسے گھوڑوں کا تجربہ کیا گیا ہو اور ان میں نجابت نہ پائی گئی ہو بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر شکال کے ساتھ ساتھ ماتھے پر بھی سفیدی ہو تو

کراہت نہیں رہتی۔

خطبہ دیتے وقت

آنحضرت ﷺ جب منبر پر چڑھتے تو فرماتے امابعد آنحضرت ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو عصایا عنزہ پر سہارا لیتے (عنزہ چھوٹے عصا کو کہتے ہیں)

عیادت کے لیے تین دن بعد تشریف لے جاتے

جب کسی کو بیمار ہوئے تین دن گزر جاتے تو اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔

باہمی محبت کا فروغ

آنحضرت ﷺ دو آپس میں جھگڑا رکھنے والوں میں سے کسی ایک کی ضیافت صرف اس وقت کرتے جب دوسرا بھی ساتھ ہوتا۔

آنحضرت ﷺ لوگوں کو آپس میں تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے ہدیہ دینے کی تلقین فرمایا کرتے۔

بعض قرآنی سورتوں سے خصوصی لگائو

آنحضرت ﷺ کو سبح اسم ربك الاعلی سورت کے ساتھ بڑی محبت تھی۔

صدقہ اور سوال

آنحضرت ﷺ لوگوں کو صدقہ کرنے پر ابھارنے اور سوال کرنے سے منع فرماتے تھے۔

رات کو بات چیت کرنا

آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر کے گھر رات کو مسلمانوں کے امور کے بارے بات چیت فرمایا کرتے تھے۔

اچھا خواب

آنحضرت ﷺ کو اچھا خواب بہت پسند تھا۔

خرید و فروخت

آنحضرت ﷺ خرید و فروخت کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کا خریدنا بیچنے سے زیادہ ہوتا تھا اعلان نبوت سے قبل کرایہ پر لوگوں کی بکریاں چرائیں اور خدیجہ کا سامان تجارت لے کر گئے کوئی چیز گروی رکھ کر قرض لیا اور بغیر کوئی چیز رہن رکھے بھی قرض لیا ادھار چیزیں بھی لیں لوگوں کے ضامن بھی ہوئے اپنی زمین کو وقف فرمایا۔

قسم کھانا

اسی سے زیادہ مواقع پر قسم کھائی تین مقامات پر اللہ نے قسم کھانے کا حکم دیا فرمایا قل ای وربی (یونس۔ ۵۳) قل بلی وربی (السبا۔ ۳) اور قل بلی وربی لتبعثن (التغابن ۷)

آنحضرت کبھی قسم میں کبھی استثناء فرماتے کبھی قسم توڑ کر کفارہ ادا فرماتے اور کبھی قسم کو پورا فرماتے بعض شعراء نے تعریف کی تو اس پر انہیں انعام سے نوازا۔ لیکن کسی اور کے حق میں انعام سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ (بے جا) تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

قسم کے الفاظ

آنحضرت ﷺ جب قسم کھاتے تو فرماتے والذی نفس محمد بیدہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے۔

آنحضرت ﷺ کی قسم اکثر یوں ہوا کرتی لاومصرف القلوب قسم ہے دلوں کو پھیرنے والے کی۔

آنحضرت ﷺ جب زور دار الفاظ میں قسم کھانا چاہتے تو فرماتے والذی نفس ابی القاسم بیدہ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ربی القاسم (محمد) کی جان ہے۔

آنحضرت ﷺ اس طرح قسم کھاتے لاومقلب القلوب۔ قسم ہے دلوں کو پھیرنے والے کی۔

قسم پوری کرتے

آنحضرت ﷺ قسم کھاتے تو اس کے خلاف نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ کفارہ کی آیات نازل ہوئیں (پھر اگر مصلحت قسم توڑنے میں ہوتی تو قسم توڑ دیتے اور کفارہ دیتے)

کسی خبر کا انتظار

آنحضرت ﷺ کو جب کسی خبر کا انتظار ہوتا اور اس کے ملنے میں دیر ہو جاتی تو طرفہ شاعر کا یہ مصرعہ زبان مبارک پہ آجاتا ویاتیك بالاخبار من لم تزود۔ تیرے پاس وہ شخص خبر لے آئے گا جس کو تو نے مقرر نہیں کیا۔ (۳)

مثال دینے کے لیے شعر پڑھنا

آنحضرت ﷺ بطور مثال یہ بیت ارشاد فرمایا کرتے کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیا۔ یہ اصل میں یوں ہے کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا۔ بڑھاپا اور اسلام آدمی کو برائی سے روکنے کے لیے کافی ہیں لیکن نبی ﷺ نے پہلے طریقے کے مطابق مثال بیان فرمائی (جو اصل کے خلاف ہے ایسا کیوں؟) اللہ فرماتا ہے وما علمناہ اشعر وما ینبغی لہ۔ ہم نے اپنے محبوب کو شعر کا علم عطا نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ آپ کی شان لائق ہے۔

جمعرات کو سفر کی ابتداء

آنحضرت ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ سفر کرنا ہو تو جمعرات کو کریں۔

سفر کے سلسلہ میں بعض معمولات مبارکہ

جب آنحضرت ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے (اور کسی بیوی کو بھی ساتھ لے جانا ہوتا) تو قرعہ اندازی فرماتے جس بیوی کا نام نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے۔

سفر کرتے ہوئے عادت مبارکہ یہ تھی کہ خود پیچھے رہتے اور جو لوگ کمزوری کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے انہیں ساتھ لے کر چلتے یا سواری پر پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔

سفر سے واپسی

جب آنحضرت ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، دو رکعت نماز پڑھتے، حضرت فاطمہ سے ملتے اور پھر اپنی ازواج کے ہاں تشریف لاتے آنحضرت ﷺ رات کو سفر سے واپس گھر تشریف نہ لاتے

تھے۔(۴)

آنحضرت ﷺ جب کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جانا چاہتے تو جمعرات کو سفر کا آغاز فرماتے۔

لشکر کی روانگی کے وقت دعا

آنحضرت ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کہتے تو دعا فرماتے استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم عملکم۔ میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور اعمال کے خاتم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

جب کسی لشکر یا سریہ کو بھیجنا ہوتا تو شروع دن میں روانہ فرماتے۔

امراء کو نصیحت

آنحضرت ﷺ جب کسی کو امیر بنا کر بھیجتے تو فرماتے خطبہ چھوٹا رکھنا، کم بولنا، بعض باتوں میں جادو کی سی تاثیر ہوتی ہے (یعنی موثر کلام کرنا)

اصل مقصد کو چھپانا

آنحضرت ﷺ جب کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اصل جگہ کو چھپاتے اور ایسی بات کہتے جس سے اور جگہ جانا سمجھا جائے۔

دشمن کے ساتھ مقابلہ

آنحضرت ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ دشمن کے ساتھ مقابلہ زوال کے وقت شروع ہو۔

قتال کے وقت آواز بلند کرنا

آنحضرت ﷺ قتال کے وقت آواز بلند کرنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔

عید گاہ روانگی اور اپسی

عید کے روز جس راہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے واپسی پر اس کی جائے کسی اور راہ سے تشریف لاتے۔

نزول وحی کے وقت

آنحضرت ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوتا تو اپنے سر کو جھکا لیتے، صحابہ بھی سروں کو جھکا لیتے اور جب یہ سلسلہ منقطع ہوتا تو اپنے سر کو اوپر اٹھاتے۔

رمضان میں جوش رحمت

آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب رمضان شریف آجاتا تو قیدیوں کو رہا کر دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ عطا فرماتے۔

آنحضرت ﷺ جب رمضان شریف شروع ہوتا تو تہبند کو مضبوطی سے کس لیتے اور پھر اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے حتی کہ رمضان شریف گزر جاتا۔

جب رمضان شریف شروع ہوتا تو رنگ مبارک بدل جاتا، نماز بڑی کثرت سے پڑھی جانے لگتی، دعا میں اور بھی ابتہال (عاجزی وزاری) آجاتا اور رنگ مبارک اس طرح ہو جاتا جیسا کہ شفق کا رنگ ہوتا ہے۔

جب رمضان شریف کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو تہبند کس لیتے، راتیں جاگ کر گزارتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے (تہبند کس لینے سے مراد جماع سے پرہیز کرنا)

رمضان المبارک کے دنوں میں اگر مدینہ میں ہی ہوتے تو آخری دس دن اعتکاف فرماتے اور سفر کی حالت میں ہوتے تو اگلے سال بیس دن اعتکاف بیٹھتے۔

جمعہ کی رات آتی تو فرماتے یہ لیلہ غراء (سفید رات) اور کریوم ازھر (روشن دن) ہے۔

سردیوں میں اندر اور گرمیوں میں باہر سونے کی ابتداء

جب سردی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو گھر کے اندر داخل ہوتے اور جب گرمیوں کا موسم شروع ہوتا تو باہر بھی جمعہ کی رات کو ہی تشریف لاتے۔

عزیزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ (اس داخلہ اور باہر نکلنے) مراد سردیوں میں مکانوں کے اندر اور گرمیوں میں مکانوں سے باہر سونے کا جو طریقہ رائج ہے وہ ہے (یعنی جب اندر سونا شروع فرماتے تو جمعہ کی رات اور جب باہر سونا شروع ہوتا تو بھی جمعہ کی رات کو)

مشکل الفاظ اور وضاحت

الخلوف: روزہ دار کے منہ میں جو بو سی پیدا ہوتی ہے۔ **العنزہ**: چھوٹا عصا۔ **یزجی الضعیف**: کمزور و ناتواں لوگوں کو نرمی کے ساتھ اپنے ساتھ لے چلنا۔

دوسری فصل: مخصوص اوقات میں نبی اکرم ﷺ کے بعض اذکار اور دعائوں کے بیان میں

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا

رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے تو ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنی جانب کر کے (ہاتھ اٹھا کے) دعا مانگتے اور جب (کسی چیز کے شر سے) پناہ مانگتے تو ہاتھوں کی پشت والی جانب اپنی طرف کرتے۔

آنحضرت ﷺ جب کوئی سخت معاملہ پیش آتا اور دعا مانگتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا اوپر اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

آنحضرت ﷺ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو نیچے لانے سے پہلے منہ پر ضرور پھیرتے۔

جب کسی کو دعا دیتے

آنحضرت ﷺ جب کسی کا ذکر کرتے اور اس کے لیے دعا مانگتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے اور پھر اس کے لیے۔

آنحضرت ﷺ جب کسی کو دعا دیتے تو یہ دعا صرف اسے نہیں بلکہ اسکے بیٹے اور اس کے پوتے کو بھی پہنچتی۔

جو دعا اکثر مانگتے

آنحضرت ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے تھے **یامقلب القلوب ثبت قلبی علی**

دینک۔ اے دلوں کی حالت کو بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم فرما آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ہر آدمی کا دل اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے سیدھا رکھے اور جسے چاہے ٹیڑھا کر دے۔

آنحضرت ﷺ یہ دعا اکثر مانگتے تھے ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقناعذاب النار۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کی آگ سے بچا۔

مختلف چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

آنحضرت ﷺ بلا کی سختی، بدبختی میں پڑنے، بری قضا سے اور دشمنوں کی طعن و تشنیع سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

آنحضرت ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے بزدلی، بخل، بہت زیادہ بڑھاپے کی عمر فتنہ صدر اور عذاب قبر سے۔ اور آپ ﷺ جنوں سے اور انسانوں کی نظر بد سے (اللہ کی) پناہ مانگتے تھے یہاں تک ک معوذ تان (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) نازل ہوئیں پھر آپ ﷺ نے پناہ مانگنے کے لیے ان دو سورتوں کو اختیار فرمالیا اور باقی چیزوں کو ترک فرمادیا۔

آنحضرت ﷺ اچانک موت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے اور یہ بات پسند تھی کہ موت سے قبل آدمی بیمار ہو (تاکہ وہ توبہ کر کے اپنے گناہوں کی معافی کا سامان کر سکے)

آنحضرت ﷺ صبح اور شام یہ دعائیں مانگا کرتے تھے اللھم انی اسالك من فجاة الخیر واعوذ بك من فجاة اشرفان العبد لایدری مایفجؤه اذا اصبح واذاامسی۔ اے اللہ اچانک بھلائی ملنے کا تو سوال کرتا ہوں مگر اچانک کسی شر کے

آپڑھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں جانتا کہ صبح یا شام اسے کیا اچانک پیش آنے والا ہے۔

آنحضرت ﷺ صبح اور شام یہ کلمات زبان مبارک سے ادا فرماتے۔ اصبحنا علی فطرة الاسلام و کلمة الاخلاص ودین نبینا محمد و ملة ابینا ابراهیم حنیفا مسلما وما کان من المشرکین۔ ہم نے صبح کی دین فطرت اسلام پر اور کلمہ اخلاص پر اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم جو ہر طرف سے کٹ کر یکسو ہو کر خدا کی طرف راغب تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے کی ملت پر۔

جب کوئی غم درپیش ہوتا

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی غم یا کرب درپیش ہوتا تو فرماتے: حسبی الرب من العبد، حسبی الخالق من المخلوقین، حسبی الرازق من المرزوقین حسبی الذی هوحسبی، حسبی الله ونعم الوکیل. حسبی الله لااله الاهو علیه توکلت وهورب العرش العظیم۔ بندوں کی جائے میرا رب، مخلوق کی جائے میرا خالق، رزق دیئے گئے لوگوں کی جائے رازق میرے لیے کافی ہے وہ ذات میرے لیے کافی ہے جو میری کفایت کرنے والا ہے میرا اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے میرے لیے میرا اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھاتے اور فرماتے سبحان الله العظیم پاک ہے اللہ عظمت والا اور جب دعا میں مبالغہ مقصود ہوتا تو عرض کرتے یاحی یاقیوم اے زندہ اے نظام عالم کو قائم رکھنے والے۔

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی سخت معاملہ یا کوئی غم درپیش ہوتا تو فرماتے یاحی یاقیوم برحمتك استغیث۔ اے زندہ اے جہاں کو قائم رکھنے والے تیری

رحمت سے مدد مانگتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ تکلیف کے وقت دعا مانگتے : لاالہ الااللہ العظیم الحلیم لاالہ الااللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السماوات السبع ورب العرش الکریم۔ کوئی معبود نہیں اس عظمت والے، حلم والے اللہ کے سوا، کوئی معبود نہیں اس عرش عظیم کے رب اللہ کے سوا، کوئی معبود نہیں اس ساتوں آسمانوں اور عرش کریم کے رب کے سوا۔

آنحضرت ﷺ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے تو عرض کرتے :اللھم اخر لی واختر لی۔ اے اللہ میرے لیے دونوں امروں میں سے بہتر امر کا انتخاب فرما۔

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی مشکل معاملہ درپیش ہوتا تو اس کام کو اللہ کو سونپ دیتے اور اپنے کسی زور اور قوت سے برات کا اظہار کرتے اور اللہ سے سیدھی راہ اور اس پر گامزن رہنے کا سوال کرتے اور گمراہی سے دور رکھنے کی درخواست کرتے۔

خوشی کی خبر سنتے تو

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی خوش کن معاملہ درپیش ہوتا تو شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے۔

گھر سے نکلتے وقت دعا

جب آنحضرت ﷺ گھر سے نکلتے تو فرماتے بسم اللہ التکلان علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اللہ کے نام کے ساتھ اسی پر بھروسہ ہے کوئی زور اور قوت نہیں اللہ کی عطا کے بغیر۔

آنحضرت ﷺ جب گھر سے نکلتے تو فرماتے : بسم اللہ تو کلت علی اللہ اللھم انک لغوذبک من ان نزل او نضل او نظلم ارو نظلم اونجھل او

یجھل علینا۔ اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہمارا پاؤں پھسلے یا ہم گمراہ ہوں، ہم کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے، ہم کسی کے خلاف جہالت کا مظاہرہ کریں یا کوئی ہمارے خلاف کرے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

جب آنحضرت ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو پڑھتے اعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القویم من الشیطان الرجیم۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ عظمت والے کی اس کی کریم ذات کی اور اس کی بادشاہی کی شیطان مردود سے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص یہ الفاظ کہہ لیتا ہے تو سارا دن وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور سلام ہو رسول اللہ پر اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔ اللہ کے نام ساتھ (باہر نکلتا ہوں) اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے یہ حدیث سیدہ فاطمہ زھرا نے روایت کی ہے۔

آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے : اللھم صل علی محمد وازواج محمد۔ اے اللہ درود بھیج محمد ﷺ اور آپ کی ازواج پر۔ اے انس

نے روایت کیا ہے۔

بازار میں داخل ہوتے وقت دعا

آنحضرت ﷺ جب بازار میں داخل ہوتے تو فرماتے : بسم الله اللهم انی اسالك من خير هذه السوق وخير ما فيها واعوذ بك من شرها وشر ما فيها. اللهم انی اعوذ بك ان اصيب فيها يمينا فاجرة او صفقة خاسرة۔ اللہ کے نام کے ساتھ (بازار میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اس بازار اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کی بھلائی کا اور پناہ مانگتا ہوں اس کے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ اس میں مجھے کسی جھوٹی قسم یا گھاٹے کے سودے کا سامنا کرنا پڑے۔

بیت الخلا میں جاتے وقت دعا

جب آنحضرت ﷺ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے تو فرماتے : اللهم انی اعوذ بك من الرجس النجس الخبيث المخبث الشيطان الرجيم۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں گندے، پلید، خبیث شیطان مردود سے اور جب باہر تشریف لاتے تو فرماتے : الحمد لله الذی اذاقنی لذته وابقى فی قوته واذهب عنی اذاه۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اس (کھانے) کی لذت چکھائی میرے اندر اس کی قوت کو باقی رکھا اور اس کی اذیت کو مجھ سے دور فرمادیا۔

قبرستان میں داخلہ کے وقت دعا

جب آنحضرت ﷺ قبرستان میں داخل ہوتے تو فرماتے : السلام عليكم ايتها الارواح الفانية والابدان البالية والعظام النخرة التی خرجت

من الانيا وهی بالله مومنه. اللهم ادخل عليهم روحا منك وسلاما منا۔ اے وہ روحو! جن کے اجسام فنا ہو گئے۔ اے وہ جسمو! جو بوسیدہ ہو گئے۔ اے وہ ہڈیو! جو بوسیدہ ہو گئیں۔ جو دنیا سے اس حال میں نکلیں کہ اللہ پر ایمان لانے والی تھیں۔ تم پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! اپنی طرف سے ان پر وسعت اور ہماری طرف سے سلام ان کو پہنچا۔

جب آنحضرت ﷺ قبرستان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے : السلام عليكم اهل الديار من المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات والصالحين والصالحات وانا ان شاء الله بكم للاحقون۔ اے اس جگہ رہنے والے مسلمان مردو اور عورتو۔ صاحب ایمان، مسلم اور صالح مردو اور عورتو! تم پر سلام ہو بے شک ہم بھی انشاءاللہ تم لوگوں سے ملنے والے ہیں۔

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر

آنحضرت ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے اللہ سے ثابت قدمی کا سوال کرو اس لیے کہ اب اس سے سوال کیے جا رہے ہیں۔

جب جنازہ کے ساتھ چلتے

آنحضرت ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ چلتے تو آپ کے کرب میں اضافہ ہو جاتا بات چیت بالکل کم ہو جاتی اور اپنے آپ کے ساتھ گفتگو زیادہ ہو جاتی۔ آنحضرت ﷺ عورتوں کو جنازے کے پیچھے چلنے سے منع فرماتے تھے

جب تعزیت کے لیے جاتے

آنحضرت ﷺ جب کسی کے ہاں تعزیت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے اللہ اس (مرنے والے) پر رحم فرمائے اور تمہیں (صبر کا) اجر عطا کرے۔

مبارکباد دیتے وقت

آنحضرت ﷺ جب کسی کو مبارکباد دیتے تو فرماتے: **بارك الله لكم وبارك عليكم**۔ اللہ تمہیں برکتیں دے اور تم پر برکتیں نازل کرے۔

عیادت کے لیے جاتے وقت

آنحضرت ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: **لاباس طهور ان شاء الله** کچھ حرج نہیں پاکیزگی انشاء اللہ۔

جب کوئی قوم صدقات لے کر حاضر ہوتی

جب کوئی قوم اپنے صدقات لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتی تو فرماتے **اللهم صل على فلان**۔ اے اللہ! فلاں آدمی پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

سفر کا ارادہ ہوتا

آنحضرت ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: **اللهم بك احول و بك اصول وبك اسير**۔ اے اللہ تیرے نام کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہوں، تیرے نام کے ساتھ سفر کے لیے چل پڑتا اور تیرے ہی نام کے ساتھ چلتا جارہا ہوں۔

جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے

آنحضرت ﷺ جب کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: **اللهم انت عضدی وانت نصیری بك احول وبك اقاتل**۔ اے اللہ! تو ہی میری قوت ہے، تو ہی میرا مددگار ہے تیرے نام کے ساتھ ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی قتال کرتا ہوں۔

غزوہ یا حج سے واپسی پر

آنحضرت ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے تو زمین کے ہر اونچے مقام پر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے: **لااله الاالله وحده لاشريك له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ائبون تائبون، عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده**۔ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے اور وہی لائق حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم اپنے رب کی بارگاہ میں واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو اکیلے شکست سے دوچار کیا۔

جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا

جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو دعا مانگتے اے اللہ! رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان دیکھنا نصیب فرما۔

جب اذان سنتے

آنحضرت ﷺ جب اذان سنتے تو جس طرح موذن کہتا جاتا آپ ﷺ بھی

وہی کلمات دہراتے جاتے جب وہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہتا تو فرماتے لاحول ولاقوہ الا باللہ۔

جب موذن اشھد ان لاالہ الا اللہ اور اشھد ان محمدا رسول اللہ پکارتا تو فرماتے انا انا یعنی میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ جب موذن کو حی علی الفلاح کہتے سنتے تو فرماتے: اللھم اجعلنا مفلحین۔ اے اللہ! ہمیں فلاح پانے والوں میں سے بنا۔

خانہ کعبہ پر نظر پڑتی تو

آنحضرت ﷺ جب خانہ کعبہ پر نظر پڑتی تو فرماتے: اللھم زدبیتك ھذا تشریفاو تعظیما و تکریماً وبرا۔ اے اللہ! اپنے اس گھر کی تعظیم و تکریم و شرف و نکوئی وہیبت میں اور اضافہ فرما۔

پسندیدہ و ناپسندیدہ شے دیکھتے تو:

آنحضرت ﷺ جب کوئی پسندیدہ شے دیکھتے تو فرماتے الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی نعمت سے نیک کام انجام کو پہنچتے ہیں اور جب کوئی ناپسندیدہ بات ظاہر ہوتی تو فرماتے: الحمد للہ علی کل حال رب اعوذ بك من حال اھل النار۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے اے رب میں دوزخیوں کے حال سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بجلی اور کڑک کی آواز سنتے تو

آنحضرت ﷺ جب بجلی اور کڑک کی آواز سنتے تو فرماتے: اللھم لاتقتلنا بغضبك ولا تھلکنا بعذا بك وعا فنا قبل ذالك۔ اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے

نہ مار اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ فرما اور وہ برا وقت آنے سے پہلے ہمیں اپنی عافیت سے نواز دے۔

آنحضرت ﷺ جب گرج کی آواز سنتے تو فرماتے: سبحان الذی یسبح الرعد بحمدہ۔ پاک ہے وہ ذات جسے گرج سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے۔

بارش دیکھتے تو

آنحضرت ﷺ جب بارش دیکھتے تو تو عرض کرتے: اللھم صیبا نافعا۔ اے اللہ نفع مند بارش ہو۔

جب بارش کا پانی سیل رواں کی شکل میں بہنے لگتا تو فرماتے ہمیں اس وادی میں لے چلو جسے اللہ نے پاکیزہ فرمایا ہے کہ ہم بھی وہاں جا کر غسل کریں اور اس پر اللہ کا شکر کریں۔

جب باد شمالی چلتی

جب شمالی ہوا تیزی سے چلنا شروع کرتی تو فرماتے: اللھم انی اعوذ بك من شرما ارسلت بھا۔ اے اللہ! میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جسے یہ ہوا اپنے اندر لیے آرہی ہے۔

جب تیز ہوا چلنے لگتی

جب تیز ہوا چلنے لگتی تو فرماتے: اللھم اجعلھا لقحالا عقیما۔ اے اللہ اس ہوا کو باش لانے والی بنا۔ خالی آندھی نہ ہو۔

جب ہوا چلنے لگتی تو فرماتے: اللھم انی اسالك خیر ھا وخیر مافیھا وخیر ما ارسلت بہ واعوذ بك من شرما وشرما فیھا وشر ما ارسلت بہ۔

الہی! میں سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا۔ جو اس میں ہے اس کی بھلائی کا اور اس کی بھلائی کا جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور اس شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اسے عائشہ صدیقہ نے روایت کیا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب تیز ہوا چلنے لگتی تو جدھر سے ہوا آرہی ہوتی ادھر منہ کر کے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ہاتھوں کو لمبا کر کے آگے بڑھاتے اور عرض کرتے: اللهم انی اسئلك من خير هذه الريح وخير ما ارسلت به اللهم اجعلها رحمة ولا تجعلها عذابا. اللهم اجعلهار يا حاولا تجعلها ريحا۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں اس ہوا کی بھلائی کا اور جس کے ساتھ اسے بھیجا اس کی بھلائی کا اے اللہ اسے اسے رحمت بنا عذاب نہ بنا اے اللہ! اسے بہت سی ہوائیں بنا ایک ہوا نہ ہو۔

جب چاند دیکھتے تو

آنحضرت ﷺ جب چاند دیکھتے تو فرماتے: هلال خير و رشد امنت با الذى خلقك۔ خیر و ہدایت کے چاند! میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا فرمایا۔ فرماتے: الحمد لله الذى اذهب بشهر كذاو جاء بشهر كذا۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو فلاں مہینہ کو لے گیا اور فلاں مہینہ کو لے آیا (گزرے مہینے اور آنے والے مہینے کے نام ذکر فرماتے)

آنحضرت ﷺ جب چاند دیکھتے تو فرماتے: اللهم اهله علينا باليمن والايمان والسلامة والاسلام ربى وربك الله۔ اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن وسلامتی کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

ایک روایت میں بالیمن کی جگہ بالامن ہے۔

آخری وصیت

رسول اللہ ﷺ نے جو آخری بات ارشاد فرمائی وہ یہ تھی: اتقوا الله فيما ملكت ايمانكم۔ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والی آخری باتوں میں سے ایک بات یہ تھی: قاتل الله اليهودوالنصارى اتخذواقبور انبيائهم مساجد لايبقين دنيان بارض العرب۔ اللہ یہود و نصاری کو برباد کرے انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا عرب کی سرزمین میں دو دین باقی نہ رہیں گے (یعنی صرف دین اسلام رہے گا)

اور سب سے آخری بات جو زبان اقدس سے نکلی وہ یہ تھی: جلال ربى الرفيع فقد بلغت۔ میرے بلند شان والے رب کا جلال پس تحقیق میں نے (پیغام خداوندی) لوگوں تک پہنچا دیا۔

مشکل الفاظ اور وضاحت

الارواح الفانيه: فنا ہونے والی روحیں مراد اس سے وہ روحیں جن کے اجسام فنا ہونے والے ہیں۔ الروح: وسعت۔ لقحا: پانی اٹھانے والی جس طرح بہت دودھ دینے والی اونٹنی۔

تیسری فصل: آنحضرت ﷺ کے جامع کلمات میں سے تین سو تیرہ احادیث

تین سو تیرہ کا عدد انبیاء میں سے رسولوں کی تعداد اور جنگ بدر میں شمولیت کرنے والے شموس اسلام (اسلام کے سورج) کی تعداد کی رعایت سے ہے۔

میں نے انہیں قاضی عیاض کی الشفا، قسطلانی کی المواہب اللدنیہ، حافظ سیوطی کی جامع صغیر اور الدرر المنتشرہ فی الاحادیث المشتھرہ علامہ مناوی کی کنوز الحقائق اور طبقات الاولیاء سے لیا ہے۔

یہ بات موافق و مخالف اور مسلم و غیر مسلم سبھی کے نزدیک مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ علی الاطلاق سبھی لوگوں سے زیادہ فصیح تھے اور اس بات میں کسی ایک کو بھی اختلاف نہیں ہے۔

یہ جامع کلمات حروف کی ترتیب کے مطابق پیش خدمت ہیں۔

حرف الھمزہ

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔

۲۔ جو کچھ تو جانتا ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہ (یعنی علم پر عمل کرتا رہ)

۳۔ تنگی اور آسانی دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرتا رہ۔

۴۔ جہاں تہمت لگنے کا ڈر ہو وہاں سے بچتے رہو۔

۵۔ تم میں سب سے زیادہ کامل عقل والا وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

۶۔ شراب سے پرہیز کر کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

۷۔ اجر مشقت کے مطابق ہوتا ہے۔

۸۔ طلب دنیا میں اجمال سے کام لو ہر ایک کو وہی ملے گا جو اس کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

۹۔ احسان اس بات کا نام ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس حال میں کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

۱۰۔ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

۱۱۔ اچھی بات کے سوا ہر بات سے اپنی زبان کو روک لے۔

۱۲۔ عمل خالصۃً اللہ کے لیے کر تھوڑا سا عمل بھی تیرے لیے کافی ہو جائے گا۔

۱۳۔ جو اپنی امانت تیرے سپرد کرے تو اسے واپس کر اور کوئی تیرے ساتھ خیانت کرے تو تو خیانت نہ کر۔

۱۴۔ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔

۱۵۔ جب اللہ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا سے بے رغبتی عطا فرما دیتا ہے، اسے اپنے عیب دیکھنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور دین کی سمجھ بوجھ سے نواز دیتا ہے۔

۱۶۔ جب تو نے کوئی برائی کی تو اچھائی بھی کر۔

۱۷۔ جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو جی میں آئے کرتا پھر۔

۱۸۔ تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چلتی۔

۱۹۔ رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا۔

۲۰۔ دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لے اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور جو کچھ

لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص نہ کر لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔

۲۱۔ اپنی حاجات کے پورا کرنے میں کتمان (پوشیدہ رکھنے سے) سے کام لو کیونکہ ہر نعمت والے کا لوگ حسد کرتے ہیں۔

۲۲۔ ہر کام میں ان لوگوں سے مدد لو جو اس کے اہل ہیں۔

۲۳۔ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر اگرچہ تجھے لوگ فتویٰ دیتے رہیں (یعنی جس کام کو تمہارا دل درست نہیں کہتا اگرچہ لوگ اسے درست قرار دیں اس سے پرہیز کرو)

۲۴۔ اسلام لے آ! نجات پا جائے گا۔

۲۵۔ درگزر کر تجھ سے درگزر کی جائے گی۔

۲۶۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

۲۷۔ جس گناہ پر جلدی عذاب آتا ہے وہ بغاوت ہے۔

۲۸۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس (امارۃ بالسوء) ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

۲۹۔ سب سے بڑے خطا کار لوگ وہ ہیں جو باطل چیزوں میں غور و خوض کرتے ہیں۔

۳۰۔ سب سے بڑا خطاکار جھوٹی زبان والا ہے۔

۳۱۔ بدترین قسم کا اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔

۳۲۔ صرف ایک وجہ (اللہ کی رضا) کو پیش نظر رکھ کر عمل کر دیگر تمام وجوہ سے

یہ تیرے لیے کافی ہوگا۔

۳۳۔ سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کے دل کو خوش کرے۔

۳۴۔ سب سے افضل عمل علم باللہ (معرفت خداوندی) ہے۔

۳۵۔ سب سے افضل جہاد اپنے نفس اور اس کی خواہشات کے خلاف جہاد ہے۔

۳۶۔ وہ شرمسار ہوئے پس انہوں نے صلح کر لی (اپنے برے فعل پہ ندامت اصلاح کا پیش خیمہ ہے۔)

۳۷۔ دین کی خصلتوں میں سے افضل خصلت ورع (پرہیزگاری) ہے۔

۳۸۔ سب سے افضل صدقہ نادار آدمی کی کوشش (سے کیا ہوا صدقہ) ہے اور (صدقہ دیتے ہوئے) ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کا نفقہ تمہارے ذمہ ہے۔

۳۹۔ سب سے افضل آدمی وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور صلہ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات) کا زیادہ خیال رکھنے والا ہو۔

۴۰۔ جسے عقل (سلیم) سے نواز گیا وہ کامیابی پا گیا۔

۴۱۔ خرچ کرنے میں میانہ روی نصف معیشت، باہمی محبت نصف عقل، اور حسن سوال نصف علم ہے۔

۴۲۔ جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

۴۳۔ میں نے جاہلیت کے تمام امور کو مٹا دیا ہے سوائے ان کے جن کو اسلام نے مستحسن قرار دیا ہے۔

۴۴۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کی سمجھ کے مطابق بات کریں۔

۴۵۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی رحمت بنا کر بھیجا ہے جو (تمہاری طرف) بھیجی گئی ہے
میری بعثت سے ایک قوم کو رفعت اور دوسری کو پستی ملتی ہے۔

۴۶۔ اللہ میری امت کے ان اعمال پر مواخذہ نہیں فرماتا جو وہ بھول کر کریں یا جو
کام کرنے پر وہ مجبور کر دیئے گئے ہوں۔

۴۷۔ اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو غلبہ دے دیا ہے۔

۴۸۔ اللہ تمہارے اجسام اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر تو
تمہارے دلوں پر ہوتی ہے۔

۴۹۔ اللہ تعالیٰ بڑی شان والے کاموں کو پسند کرتا ہے اور حقیر کاموں کو ناپسند
فرماتا ہے۔

۵۰۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

۵۱۔ اللہ تعالیٰ محنت و مشقت کے اندازے کے مطابق رزق نازل فرماتا ہے۔

۵۲۔ سوداگری کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان پانے والا وہ ہے جو کسی اور کی
دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ کر بیٹھے۔

۵۳۔ بے شک دین آسانیوں والا ہے اور جو شخص دین سے مقابلہ کرے گا اور زور
ڈالے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (طاقت سے بڑھ کر عبادات و ریاضات
میں نہیں پڑنا چاہیے)

۵۴۔ صبر پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔

۵۵۔ تو اللہ کے لیے جس چیز کو چھوڑے گا اللہ اس کے عوض میں تجھے اس سے
بہتر عطا فرمائے گا۔

۵۶۔ تم اپنے اموال کے ذریعے سبھی لوگوں کو نفع نہ پہنچا سکو گے سوا اپنے اخلاق

کے ذریعے کوشش کرو۔

۵۷۔ صاحب حق کو کچھ کہنے کا حق ہوتا ہے۔

۵۸۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۵۹۔ سودا باہمی رضامندی سے ہوتا ہے۔

۶۰۔ علم سیکھنے سے آتا ہے اور حلم تحلم (بتکلف حلم اختیار کرنا) سے۔

۶۱۔ آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے پس اسے دیکھنا چاہیے کہ کس کے
ساتھ دوستی کر رہا ہے۔

۶۲۔ بعض باتیں جادو کی سی تاثیر رکھتی ہیں۔

۶۳۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا (دروازوں میں سے) دروازہ۔

۶۴۔ گھر اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

۶۵۔ اگر تو بھلائی کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

۶۶۔ لوگوں کے ساتھ ان کے مرتبہ کے مطابق معاملہ کرو۔

۶۷۔ اپنے خاوند کا خیال رکھ تیری جنت و دوزخ وہی ہے۔

۶۸۔ میں تمہیں فضول بحث مباحثہ اور کثرت سوال سے منع کرتا ہوں۔

۶۹۔ خبردار! اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت (جائز) نہیں۔

۷۰۔ اسلام حسن خلق ہے۔

۷۱۔ اسلام ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو چکے ہوں اور ہجرت بھی
ان گناہوں کا خاتمہ کر دیتی ہے جو اس سے پہلے کیے گئے ہوں۔

۷۲۔ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں۔

۷۳۔ مظلوم کی بددعا سے بچ۔

۷۴۔ برے ساتھی سے بچنا اس لیے کہ تو اس کے حوالے سے پہچانا جائے گا۔

۷۵۔ خیانت سے بچتا رہ یہ بہت بری خصلت ہے۔

۷۶۔ ایسی بات سے پرہیز کر جو کانوں کو بری لگے۔

۷۷۔ گندگی کے ڈھیر پر اگنے والے سبزے یعنی برے ماحول میں پروان چڑھنے خوب صورت عورت سے دور رہو۔

۷۸۔ ایمان کے دو کے حصے ہیں ایک حصہ شکر میں ہے اور ایک صبر میں۔

۷۹۔ نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے۔

حرف الباء

۸۰۔ اپنے آباء کے ساتھ نیکی کرو، اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی تم پاک دامنی اختیار کرو تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی۔

۸۱۔ میں اس تعلیم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جائے۔

۸۲۔ انسان اپنی زبان کی وجہ سے مبتلائے مصیبت ہوتا ہے۔

۸۳۔ گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور قسم دینا اس پر ہے جو انکار کرے۔

حرف التاء

۸۴۔ برائی کو چھوڑ دینا صدقہ ہے۔

۸۵۔ آسانی میں اللہ کو یاد رکھ وہ سختی میں تجھے یاد رکھے گا اور یاد رکھ کہ جو چیز تجھے نہیں ملی وہ تجھے ملنے والی نہ تھی اور جو تجھے مل گیا وہ خطا ہونے والا نہ تھا کامیابی صبر کے ساتھ ہے ہر بے چینی کے ساتھ چین ہے اور ہر تکلیف کے

ساتھ آسانی ہے۔

۸۶۔ وہ آدمی ہلاک ہوا جو اپنی بیوی کا غلام بن گیا۔

۸۷۔ مضبوط حلقے لا الہ الا اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

۸۸۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو آپس کی محبت بڑھے گی۔

حرف الثاء

۸۹۔ تین چیزیں ایسی ہیں جو جس آدمی میں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پالے گا ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے لیے ہر چیز سے زیادہ پیارا ہو دوسرے یہ کہ آدمی دوسرے کے ساتھ صرف اللہ نے اسے نجات عطا فرمائی اتنا ہی ناپسند ہو جتنی یہ بات کہ اسے آگ میں گرا لیا جائے۔

۹۰۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں اللہ اس سے آسان حساب لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا (پہلی یہ کہ) جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کرے (دوسری) جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کرے اور (تیسری) جو تجھ سے تعلقات توڑے تو اس کے ساتھ تعلقات کو جوڑے۔

۹۱۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر اللہ کا خوف غصے اور خوشی میں عدل اور فقیری و تونگری میں میانہ روی۔

۹۲۔ تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں خواہش نفس کی اتباع، بخل اختیار کرنا اور خود پسندی۔

حرف الجیم

۹۳۔ پڑوسی (کا انتخاب) گھر سے پہلے اور ساتھی (کا) رستہ (چلنے) سے قبل۔

۹۴۔ جو کچھ تجھے ملنے والا ہے اسے لکھ کر قلم خشک ہو چکا۔

۹۵۔ جماعت (کے ساتھ رہنا) رحمت ہے اور (جماعت سے) جدائی عذاب ہے۔

۹۶۔ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

۹۷۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

حرف الحاء

۹۸۔ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی سردار ہے۔

۹۹۔ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمن افضل اعمال میں سے ہے۔

۱۰۰۔ کسی چیز کے ساتھ تیری محبت تجھے اندھا اور بہرہ بنادیتی ہے۔

۱۰۱۔ جنگ چالوں سے لڑی جاتی ہے۔

۱۰۲۔ مال عزت ہے اور تقویٰ بزرگی ہے۔

۱۰۳۔ بیماری سے پہلے صحت وسلامتی کو غنیمت جان۔

۱۰۴۔ جنت کو ایسی باتوں کے گھیرے میں دے دیا گیا ہے جو نفس پر شاق ہیں اور دوزخ کو شہوات کے حصار میں۔

۱۰۵۔ حکمت مومن کا گم شدہ مال ہے۔

۱۰۶۔ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔

حرف الخا

۱۰۷۔ حکمت کو لے لے اور یہ بات تجھے نقصان نہ دے گی کہ کسی برتن سے نکل رہی ہے۔

۱۰۸۔ دو خصلتیں ایسی ہیں جو صرف مومن میں جمع ہو سکتی ہیں سخاوت اور حسن خلق۔

۱۰۹۔ دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی مومن میں کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں بخل اور بد

خلقی۔

۱۱۰۔ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور ان میں سے اللہ کے ہاں زیادہ پیارا وہ ہے جو اپنے عیال کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔

۱۱۱۔ سب سے بہتر چیز میانہ روی ہے

۱۱۲۔ سب سے اچھا رزق وہ ہے جو تجھے سرکشی پر آمادہ نہ کرے اور نہ ہی تجھے لھو ولعب میں مشغول کرے۔

۱۱۳۔ سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ تو دنیا سے جائے تو تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

۱۱۴۔ تم میں سب سے اچھا وہ جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

۱۱۵۔ تم میں اچھا وہ ہے جو میرے اہل بیت کے لیے تم سب سے زیادہ اچھا ثابت ہو۔

۱۱۶۔ لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔

حرف الذال

۱۱۷۔ نیکی پر دلالت کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے اور بری راہ کھانے والا برائی کرنے والے کی طرح۔

۱۱۸۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔

۱۱۹۔ جن چیزوں میں تجھے شک ہو انہیں چھوڑ کر ایسی چیزوں کو اختیار کر جو غیر مشکوک ہوں صدق طمانینت ہے اور جھوٹ اضطراب۔

۱۲۰۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

۱۲۱۔ دنیا موجود سامان ہے اس سے نیک وبد (دونوں) کھاتے ہیں اور آخرت سچا

وعدہ جس میں بادشاہ (اللہ) فیصلہ فرمائے گا حق کو حق اور باطل کو باطل ٹھہرائے گا پس آخرت کے بیٹے بنو (یعنی آخرت کی تیاری کرو) دنیا کے بیٹے نہ بنو بے شک ہر ماں کے بیٹے اسی کے پیچھے جاتے ہیں۔

۱۲۲۔ دنیا سارے کی ساری ایک متاع ہے اور اس کی بہتر متاع (سامان) نیک عورت ہے۔

۱۲۳۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

۱۲۴۔ اللہ کی کتاب کے ساتھ ساتھ مڑتے جاؤ جدھر بھی وہ مڑے۔

۱۲۵۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔

۱۲۶۔ آدمی کا دین اس کی عقل ہے۔ جس کا کوئی دین نہیں وہ عقل سے خالی ہے۔

حرف الذال

۱۲۷۔ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے۔

۱۲۸۔ گناہ بھلایا نہیں جاتا، نیکی بوسیدہ نہیں ہوتی اور بدلہ دینے والا ہمیشہ رہنے والی ذات ہے پس جس طرح کا تو چاہتا ہے عمل کرتا رہ۔

۱۲۹۔ حسن خلق میں ہی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۱۳۰۔ دو مونہوں والا (ادھر کچھ ادھر کچھ کہنے والا) اللہ کے ہاں صاحب مرتبہ نہیں ہو سکتا۔

حرف الراء

۱۳۱۔ تمام تر دانائی خوف خداوندی ہے۔

۱۳۲۔ دین کا سب سے افضل عمل ورع (پرہیزگاری) ہے۔

۱۳۳۔ ایمان کے بعد عقل کا لب لباب لوگوں کے ساتھ محبت کرنا ہے۔

۱۳۴۔ اللہ اس بندے پر رحم کرے جس نے اچھی بات کی اور غنیمت حاصل کی یا خاموش رہا اور سلامت رہا۔

۱۳۵۔ میری امت کے لیے جس چیز پر میرا اللہ راضی ہے میں بھی راضی ہوں۔

۱۳۶۔ مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔

حرف الزاء

۱۳۷۔ وقفے وقفے بعد ملا کر محبت بڑھے گی۔

حرف السین

۱۳۸۔ خوش بخت ہے وہ جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

۱۳۹۔ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

۱۴۰۔ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

۱۴۱۔ تلواریں (جو خدا کی راہ میں چلائی جائیں) جنت کی چابیاں ہیں۔

حرف الشین

۱۴۲۔ دیکھنے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ سننے سے نہیں ہوتا۔

حرف الصاد

۱۴۳۔ صبر بہترین سواری ہے۔

۱۴۴۔ صبر کشادگی کی کنجی ہے اور زہد (دنیا سے بے رغبتی) ابدی مالداری ہے۔

۱۴۵۔ نماز دین کا ستون ہے۔

۱۴۶۔ نماز ہر بھلائی کی کنجی اور شراب ہر برائی کی کنجی ہے۔

۱۴۷۔ روزہ رکھا کرو صحت حاصل ہو گی۔

حرف الضاد

۱۴۸۔ علم مومن کی گم شدہ شے ہے۔

حرف الطاء

۱۴۹۔ عورت کی فرمانبرداری ندامت ہے۔

۱۵۰۔ مبارک ہے اس آدمی کے لیے جسے اپنے عیوب دیکھنے نے دوسروں کے عیب نکالنے سے باز رکھا۔

۱۵۱۔ مبارک ہے اس آدمی کے لیے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں۔

حرف الظاء

۱۵۲۔ مومن کی پیٹھ محفوظ ہے مگر کسی کے حق کے ساتھ (مومن کو بلاعذر شرعی ستایا نہیں جاسکتا)

حرف العین

۱۵۳۔ وعدہ ایک قرض ہے۔

۱۵۴۔ علیحدگی میں سلامتی ہے۔

۱۵۵۔ باپ دادا کی عادتیں بیٹے پوتوں میں آکر رہتی ہیں۔

۱۵۶۔ بادشاہوں کا معاف کرنا ملک کی زیادہ بقا کا ضامن ہے۔

۱۵۷۔ ہاتھ کے ذمہ ہے جو اس نے لیا یہاں تک کہ اسے ادا کرے۔

۱۵۸۔ نظر (بد) کا لگ جانا حق ہے۔

حرف الغین

۱۵۹۔ تونگری دل کی تونگری ہے اور فقر دل کا فقر ہے۔

حرف الفاء

۱۶۰۔ فتنہ سویا ہوا ہوتا ہے اس پر اللہ کی لعنت جو اسے جگائے۔

۱۶۱۔ نیک کام کرنا انسان کو بری جگہوں میں گرنے سے بچاتا ہے۔

۱۶۲۔ ہر جگر کو ٹھنڈا کرنے میں ثواب ملے گا (آدمی ہو یا جانور حتی کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے میں)

حرف القاف

۱۶۳۔ قریبی وہ ہے جسے محبت قریب کردے اگرچہ نسب کے لحاظ سے دور ہو۔

۱۶۴۔ کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر ثابت قدم رہ۔

۱۶۵۔ چھوٹا کنبہ دو آسانیوں میں سے ایک آسانی ہے (ضرورت ہی نہ پڑے)

۱۶۶۔ حق بات کہہ اگرچہ کڑوی ہی ہو۔

۱۶۷۔ وہ تھوڑا جس کا تو شکر ادا کرسکے اس زیادہ سے بہتر ہے جس کی تجھ میں طاقت نہ ہو۔

۱۶۸۔ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔

۱۶۹۔ (جانور کا) گھٹنا باندھ اور پھر توکل کر۔

حرف الکاف

۱۷۰۔ کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ اپنی روزی کے ذریعہ کو ضائع کردے۔

۱۷۱۔ تیرے لیے گناہ گار ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ تو ہمیشہ لڑتا جھگڑتا رہے۔

۱۷۲۔ وعظ و نصیحت کے لیے یہ زمانہ کافی ہے اور جدائی ڈالنے کو موت۔

۱۷۳۔ ہونے والی چیز قریب ہے۔

۱۷۴۔ تمام شکار حمار وحشی کے پیٹ میں ہے (یعنی حمار وحشی سب سے بہتر شکار ہے اور باقی اس کے مقابلہ میں کم درجہ ہیں)

۱۷۵۔ تم میں سے ہر ایک کی ایک رعایا ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۱۷۶۔ ایک مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔

۱۷۷۔ ہر نیکی صدقہ ہے۔

۱۷۸۔ ہر ایذاء دینے والا دوزخ میں جائے گا۔

۱۷۹۔ ہر ایک کو وہی ملتا ہے جو اس کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

۱۸۰۔ لوگوں کے ساتھ ایسی باتیں کرو جنہیں وہ سمجھ سکیں اور ان کی سمجھ سے بالاتر بات ان کے ساتھ نہ کرو۔

۱۸۱۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

۱۸۲۔ جیسے تم ہو گے ویسا ہی تم پر حاکم مقرر دیا جائے گا۔

۱۸۳۔ دنیا میں اس طرح رہ جیسے تو پردیسی ہے بلکہ رہ چلتا مسافر اور اپنے آپ کو اصحاب قبور میں شمار کیا کر۔

۱۸۴۔ سمجھ دار وہ ہے جو اپنے آپ کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے اور وہ عقل سے عاری ہے جس نے اپنے آپ کو نفسیاتی خواہشات کے پیچھے لگا دیا اور اللہ سے لمبی لمبی امیدیں باندھتا رہا۔

حرف اللام

۱۸۵۔ مرنے کے لیے اولاد جنو اور تباہ ہو جانے کے لیے عمارات رات تعمیر کرو (یعنی جو پیدا ہوا اسے مرنا بھی ہے اور جو بنا اسے فنا بھی ہونا ہے)

۱۸۶۔ نہ میں باطل سے ہوں اور نہ باطل مجھ سے۔

۱۸۷۔ سنی ہوئی بات اور آنکھوں سے دیکھی ہوئی ایک جیسی نہیں ہوتیں۔

حرف المیم

۱۸۸۔ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے اسی کے لیے ہے۔

۱۸۹۔ جس نے قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جانا وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

۱۹۰۔ کسی آدمی کو زبان آوری سے بڑھ کر کوئی بری چیز نہیں دی گئی۔

۱۹۱۔ جب بھی کوئی قوم مشورہ کر کے چلتی ہے تو راہ پا لیتی ہے۔

۱۹۲۔ حلم اور علم کے (کسی میں) جمع ہونے سے بہتر کوئی دو چیزیں جمع نہیں ہوئیں۔

۱۹۳۔ جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ نقصان نہیں اٹھاتا اور جو مشورہ کر کے کوئی کام کرتا ہے اسے شرمسار نہیں ہونا پڑتا اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ تنگدست نہیں ہوتا۔

۱۹۴۔ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

۱۹۵۔ آپس میں محبت کرنے والوں کی مجلس تنگ نہیں ہوتی۔

۱۹۶۔ تھوڑا اور کفایت کرنے والا زیادہ اور فضول سے بہتر ہے۔

۱۹۷۔ نرمی جہاں بھی ہو گی زینت کا باعث بنے گی۔

۱۹۸۔ فحش جس شے میں بھی ہو اسے عیب دار کر دے گا۔

۱۹۹۔ جس آدمی نے اپنی قدر پہچان لی وہ ہلاک نہیں ہوا۔

۲۰۰۔ وہ مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہیں۔

۲۰۱۔ مسلمان ہونے کی حالت میں مر اور (کسی خطرہ کی) پرواہ نہ کر۔

۲۰۲۔ مجالس کا دارومدار امانت پر ہے۔

۲۰۳۔ حلال کو حرام کرنے والا اور حرام کو حلال کرنے والا دونوں برابر ہیں۔

۲۰۴۔ آدمی اپنے بھائیوں کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے۔

۲۰۵۔ لوگوں کے ساتھ نرم دلی کا سلوک صدقہ ہے۔

۲۰۶۔ آدمی (قیامت میں) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

۲۰۷۔ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔

۲۰۸۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرے نہ اسے بے یارومددگار چھوڑے۔

۲۰۹۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو ترک کردے۔

۲۱۰۔ ہر خوشی کے ساتھ غم ہوتا ہے۔

۲۱۱۔ جنت کی کنجی **لا الہ الا اللہ** ہے۔

۲۱۲۔ دین کا سرمایہ پرہیزگاری ہے۔

۲۱۳۔ مکر اور فریب دوزخ میں جائیں گے۔

۲۱۴۔ جسے اس کے اعمال پیچھے چھوڑ جائیں اسے اس کا نسب آگے نہیں لے جاسکتا۔

۲۱۵۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کی زبان (پر غلط بات سے) گنگ ہو جاتی ہے اور وہ اپنے غصے کو پورا نہیں کرتا۔

۲۱۶۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے (پر ہلاکت سے) بچالیتا ہے۔

۲۱۷۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں اپنی قدرومنزلت کا اندازہ کرلے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاں اللہ کی قدرومنزلت کو دیکھ لے۔

۲۱۸۔ جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچا بیٹھتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے اس کی دنیا متاثر ہوتی ہے تو جو چیز باقی رہنے والی ہے (آخرت) اسے فانی (دنیا) پر ترجیح دو۔

۲۱۹۔ جو جس سے محبت کرتا ہے اکثر اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

۲۲۰۔ جو آدمی جس قوم کے ساتھ محبت کرتا ہے اللہ اسے اسی قوم میں محشر کے روز اٹھائے گا۔

۲۲۱۔ جو اللہ سے ملاقات کو چاہتا ہے اللہ اس سے ملاقات کو چاہتا ہے۔

۲۲۲۔ جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

۲۲۳۔ جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرتا ہے اللہ اسے لوگوں کے سپرد فرما دیتا ہے۔

۲۲۴۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے کامیابی پالیتا ہے۔

۲۲۵۔ جو کسی ظالم کی مدد کرے گا اللہ اسی ظالم کو اس پر مسلط کردے گا۔

۲۲۶۔ جس نے ہر گندگی اختیار کی اس نے صبر نہیں کیا۔

۲۲۷۔ جسے کسی چیز میں برکت عطا کی جائے اسے چاہیے کہ اس شے کو لازم پکڑے۔

۲۲۸۔ جس نے کسی کام کو ٹھہر ٹھہر کے (حوصلے کے ساتھ) کیا وہ مقصود کو پا گیا یا

مقصود کے قریب پہنچ گیا اور جس نے جلد بازی کی وہ مقصود سے ہاتھ دھو بیٹھا یا اسے کھو دینے کے قریب پہنچ گیا۔

۲۲۹۔ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار کیا جائے گا۔

۲۳۰۔ جو جس پر اعتقاد رکھے گا اسی پر چھوڑ دیا جائے گا۔

۲۳۱۔ آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی فضول باتوں کا ترک کر دینا ہے۔

۲۳۲۔ جو چراگاہ کے اردگرد جانور چراتا ہے ڈر ہے کہ جانوروں کو چراگاہ میں داخل کر بیٹھے گا (حرام باتوں کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے)

۲۳۳۔ جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہو گیا غنی ہو گیا۔

۲۳۴۔ جو اللہ سے راضی ہوا اللہ اس سے راضی ہو گیا۔

۲۳۵۔ جو آدمی نیکی کر کے خوش ہو اور برائی کرنا اسے برا لگے تو یہ اس کے مومن ہونے کی دلیل ہے۔

۲۳۶۔ جو خاموش رہا نجات پا گیا۔

۲۳۷۔ جو آدمی اپنی زبان اور شرم گاہ کی پاکیزگی کی مجھے ضمانت دے میں اسے اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اللہ اسے جنت عطا فرمائے گا۔

۲۳۸۔ جو آدمی اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ اسے اس علم کا وارث بنا دیتا ہے جس سے وہ آگاہ نہیں۔

۲۳۹۔ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

۲۴۰۔ جو جماعت سے ایک بالشت بھر بھی الگ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار پھینکا۔

۲۴۱۔ جس نے کسی قوم کی جماعت میں اضافہ کیا وہ اسی قوم میں سے ہے۔

۲۴۲۔ جس کا میں مولا (دوست) ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

۲۴۳۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۲۴۴۔ جو صاحب مرتبہ نہ ہو کمینے لوگ اسے ذلیل کر دیتے ہیں۔

۲۴۵۔ جو مذاق کرتا ہے اس کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

۲۴۶۔ جس سے حساب میں مباحثہ ہوا وہ عذاب میں گرفتار ہوا۔

۲۴۷۔ دو بھوکے حرص زدہ لوگ کبھی سیر نہیں ہوتے طالب علم اور طالب دنیا۔

۲۴۸۔ مومن مومن کا آئینہ ہے۔

۲۴۹۔ مومن وہ جسے لوگ اپنی جانوں اور اپنے اموال پر امین بنانے کو تیار ہو جائیں۔

۲۵۰۔ مومن (دوسروں) مشقت کو آسان کرتا ہے۔

۲۵۱۔ تمام مومن ایک آدمی کی طرح ہیں (جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اس طرح ایک مومن کو تکلیف ہو تو پورا مسلم معاشرہ بے چین ہو جانا چاہیے)

۲۵۲۔ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنتی ہے۔

حرف النون

۲۵۳۔ لوگ اپنے آباء سے زیادہ اپنے زمانہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔

۲۵۴۔ لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں۔

۲۵۵۔ لوگ خیر و شر میں معدنیات کی طرح ہیں۔

۲۵۶۔ ہمارا گھرانہ ایسا ہے کہ اس پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

۲۵۷۔ ہم بنو عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔

۲۵۸۔ (گناہ پر) شرمساری توبہ ہے۔

۲۵۹۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

۲۶۰۔ قبر بہترین ناصح ہے۔

۲۶۱۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

حرف الهاء

۲۶۲۔ ہدیہ دانا آدمی کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔

۲۶۳۔ وہ دونوں (والدین) تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

۲۶۴۔ غم آدھا بڑھاپا ہے۔

حرف الواؤ

۲۶۵۔ میں نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ جب تو انھیں آزمائے تو انسان کم ہی ملیں گے۔ (لسان العرب نے اسے حضرت ابوالدرداء کا قول بتایا ہے واللہ اعلم) (مترجم عفی عنہ)

۲۶۶۔ برے ساتھی سے تنہا رہنا بہتر ہے۔

۲۶۷۔ دوستی اور دشمنی ایک دوسرے کی وراثت ہوتی ہیں۔

۲۶۸۔ ورع (پرہیزگاری) تمام اعمال کی سردار ہے۔

۲۶۹۔ بیٹا جگر کا ٹکڑا ہے۔

۲۷۰۔ اولاد آدمی کو بخیل، نامرد اور غم زدہ بنا دیتی ہے۔

۲۷۱۔ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر ہو اور زانی کے لیے پتھر ہیں (یعنی اسے سنگسار کیا جائے گا)

۲۷۲۔ اللہ کی ذات کے بارے میں شک کرنے والا کے لیے ہلاکت ہے۔

حرف اللام

۲۷۳۔ لا الہ الا اللہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

۲۷۴۔ جو امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔

۲۷۵۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔

۲۷۶۔ آپس میں اختلاف نہ کرو کہ تمہارے دل بھی اختلاف کا شکار ہو جائیں گے۔

۲۷۷۔ دنیا کو گالیاں نہ دو یہ مومن کی سواری ہے۔

۲۷۸۔ مومن آدمی کے سوا کسی کے پاس نہ بیٹھ اور تیرا کھانا صرف متقی لوگ کھائیں (یعنی صرف اتقیاء کو دعوت دے)

۲۷۹۔ اس آدمی کی صحبت میں کوئی بھلائی نہیں جو تیرے لیے ہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے کرتا ہے۔

۲۸۰۔ اسلام میں اپنے بھائی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے اور نہ ہی نقصان کے بدلے میں اس کو ضرر پہنچانا (بلکہ چاہیے کہ اسے معاف کر دے)

۲۸۱۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

۲۸۲۔ حسن تدبیر جیسی عقل نہیں اور حسن خلق جیسی کوئی فضیلت نہیں۔

۲۸۳۔ جہالت سے بڑی فقیری، عقل سے بڑا مال اور عجب و غرور سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔

۲۸۴۔ آدمی اپنے عمل سے ہی قصوروار ٹھہرتا ہے۔

۲۸۵۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو (ناحق) ڈرائے۔

۲۸۶۔ لوگوں کو اس وقت تک بھلائی حاصل رہے گی جب تک کہ وہ عورتوں کی

اطاعت نہ کرنے لگیں۔

۲۸۷۔ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

۲۸۹۔ تدبیر تقدیر سے نہیں بچا سکتی۔

۲۹۰۔ آدمی اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک کہ کسی ناجائز کام میں مبتلا ہو جانے کے ڈر سے بعض جائز چیزوں کو بھی چھوڑ دے۔

۲۹۱۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

۲۹۲۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔

۲۹۳۔ کوئی آدمی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنی زبان سے بھی وہی بات نہ کہنے لگے جو اس کے دل میں ہے۔

حرف الیاء

۲۹۴۔ اے ابن آدم! اگر تجھے صرف کھانے کو ہی مل جائے تو اس پر راضی ہو جا کیونکہ جسے مر جانا ہے اس کے لیے یہ روزی ہی بہت ہے۔

۲۹۵۔ اے ابوبکر! تیرا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا ان کا اللہ ہے یہ بات آپ ﷺ نے ابوبکر سے غار میں فرمائی۔

۲۹۶۔ ابوذر۔ اپنی کشتی کو نیا بناتا رہ اس لیے کہ دریا بڑا گہرا ہے (یعنی اعمال کی اصلاح کرتا رہ حساب بڑا مشکل معاملہ ہے)

۲۹۷۔ اے انس اپنی کمائی کو پاک رکھ تیری دعا قبول کی جائے گی۔

۲۹۸۔ اے حرملہ! نیک کام کر اور برائی سے باز رہ۔

۲۹۹۔ بہت خوب ہے عالم گفتگو کرتا ہو اور وہ شخص جو سن کر یاد کرے۔

۳۰۰۔ اے صدیقہ! تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کی کتاب پر عمل کرے۔

۳۰۱۔ اے عبادہ! تکلیف میں بھی اور آسانی میں بھی (اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ) کی بات کو غور سے سن اور اطاعت کرتا رہ۔

۳۰۲۔ اے عقبہ! جو تجھ سے تعلق توڑتا ہے تو اس کے ساتھ تعلق کو جوڑ اور جو تجھے نہیں دیتا تو اسے (کچھ نہ کچھ) دیا کر۔

۳۰۳۔ اے علی! اپنے رب کے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھ اور اپنے گناہوں کے سوا کسی (درست بات) کے انجام سے نہ ڈر۔

۳۰۴۔ اے عمرو! نیک آدمی کے لیے اچھا مال بڑی عمدہ شے ہے۔

۳۰۵۔ اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ سے عافیت کی دعا کثرت کے ساتھ مانگا کر یہ حضرت عباس سے فرمایا۔

۳۰۶۔ اے فاطمہ! تو اس کے لیے اس طرح بن جیسے لونڈی ہوتی ہے وہ تیرے ساتھ یوں معاملہ کرے گا جیسے غلام ہوتا ہے۔

۳۰۷۔ دوسرے کی آنکھ میں تنکا بھی نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھ میں شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

۳۰۸۔ دین میں آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو انہیں بشارت دو متنفر نہ کرو۔

۳۰۹۔ جھوٹی قسم بستی کو ویران کر دیتی ہے۔

۳۱۰۔ آج یہ دنیا دوڑ لگانے کا وقت ہے اور کل (آخرت) انعام حاصل کرنے کا۔ اس (دوڑ کی) غایت جنت ہے اور ہلاک ہونے والا وہ ہے جو دوزخ میں گرا۔

۳۱۱۔ اے لوگو! تمہیں شرم نہیں آتی جمع کرتے ہو جسے تم کھاتے نہیں اور مکان

بناتے ہو جن میں تم رہتے نہیں۔

۳۱۲۔ اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

۳۱۳۔ اے معاذ! عرض کیا لبیك یا رسول الله وسعد یك۔ فرمایا اے معاذ! عرض کیا لبیك یا رسول الله وسعد یك۔ فرمایا، اے معاذ! عرض کیا لبیك یا رسول الله وسعد یك۔ (تین بار) : جو بھی سچے دل سے اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اس پر اللہ نے دوزخ کی آگ حرام کر دی عرض کیا یا رسول اللہ! میں یہ بات لوگوں کو نہ بتا دوں؟ ان کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہو گی فرمایا: (نہ بتانا) کہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) حضرت معاذ نے یہ حدیث مرتے وقت اس ڈر سے لوگوں کو سنائی کہ اس علم کو چھپانے کی وجہ سے گناہ گار نہ ٹھہریں۔

الحواشی

۱۔ نیک شگون: مثلاً آپ کسی کام کے لیے جا رہے ہیں آپ کو ایک آدمی ملتا ہے جس کا نام پہلے افلح: فلاح پانے والا کامیاب آپ ذہن میں خیال آتا ہے کہ انشاء اللہ کامیابی ہو گی یہ نیک شگون لینا ہے۔ (مترجم عفی عنہ)

۲۔ دیکھئے مسلم شریف کتاب الامارت باب مایکرہ من صفات انخیلی۔

آٹھواں باب

رسول اللہ ﷺ کی طب، آپ کی عمر، وفات اور خواب میں زیارت کے بیان میں

پہلی فصل: آنحضرت ﷺ کی طب کے بیان میں

دم کے ذریعے علاج

رسول اللہ ﷺ جب کوئی تکلیف محسوس فرماتے تو سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور ہاتھ (تکلیف کی جگہ پر) پھیر لیتے۔

آنحضرت ﷺ جب بیمار ہوتے تو جبریل آپ ﷺ کو دم کرتے: بسم الله یبریك من كل داء یشفیك ومن شر حاسد اذا حسد وشر كل ذی عین۔ اللہ کا نام لے کر دم کرتا ہوں وہ تجھے ہر بیماری سے شفا عطا کرے گا اور حاسد کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے اور نظر بد لگانے والے کے شر سے تجھے بچائے گا۔

شہد اور کلونجی

آنحضرت ﷺ بیماری کی حالت میں ہتھیلی بھر کلونجی منہ میں ڈالتے اور اس پر شہد اور پانی پیتے۔

آنحضرت ﷺ ریق (تھوک) کی بیماری پر شہد اور پانی ملا کر پیتے تھے۔

آنکھیں دکھنے کا علاج

آنحضرت ﷺ کی جب آنکھیں دکھنے لگتیں یا صحابہ میں سے کسی کو یہ تکلیف ہو جاتی تو یہ دعا پڑھتے: **اللهم متعني بصري واجعله الوارث مني وارني في العدو ثاري وانصرني على من ظلمني**۔ اے اللہ مجھے میری بصارت سے بھرپور نفع عطا فرما اور اسے میرا وارث بنا اور مجھے دشمن میں بدلہ پورا ہوتے دکھا اور جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف میری مدد فرما۔

لسان العرب میں فرمایا: حدیث میں نبی ﷺ کی دعاؤں میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **اللهم متعني بسمعي وبصري واجعلهما الوارث مني**۔ اے اللہ! مجھے میری سماعت اور بصارت سے فائدہ عطا فرما اور ان دونوں کو میرا وارث بنا ابن شمیل اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں کو صحیح و سالم حالت میں رکھ حتی کہ میری موت آجائے اور کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑھاپے اور نفسانی قوی کے اختلال کے وقت بھی یہ باقی اور طاقتور رہیں اس طرح سماعت و بصارت باقی تمام قوی کی وارث بن جائیں پھر فرمایا ایک اور روایت میں ہے " **واجعله الوارث مني** "اور اسے میرا وارث بنا اس میں ہاء کو (واجعله میں هاء ضمیر ہے جو واحد کے لیے استعمال ہوتی ہے اور قبل ازیں سماعت و بصارت دو چیزوں کا ذکر ہے تو چاہیے تھا کہ ضمیر تثنیہ کی ہوتی اور یوں ہوتا واجعلهما مگر یہاں واجعله ہے سوال یہ تھا کہ "ہ" کا مرجع کیا ہے؟ اس کا جواب دیا جا رہا ہے) نفع کی طرف لوٹایا ہے اس ہی لیے اسے واحد لایا گیا۔

بخار کا علاج غسل

رسول اللہ ﷺ کو جب بخار ہوتا تو پانی کا مشکیزہ منگواتے اور اپنے سر انور پر ڈالتے اور غسل فرماتے (بخار سے مراد صفراوی بخار ہے)

زخم یا کانٹا، علاج مہندی

آنحضرت ﷺ کو کوئی زخم ہوتا یا کانٹا چبھ جاتا تو اس پر مہندی لگاتے۔

زخم میں راکھ بھرنا

صحیحین میں ابو حازم سے روایت ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد کو فرماتے سنا جب کہ ان سے احد کے روز رسول اللہ ﷺ کے زخم کی دوا کے بارے میں سوال کیا گیا وہ فرما رہے تھے: آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا سامنے والے دو دانتوں کے پاس والا ایک دانت (دایاں نچلا) شہید ہوا اور سر انور پر خود توڑ دیا گیا تو فاطمہ بنت نبی ﷺ خون کو دھو رہی تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ڈھال میں پانی لا کر اس پر ڈال رہے تھے جب حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ خون زیادہ ہی زیادہ ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اسے جلایا جب وہ راکھ بن گیا تو زخم پر لگایا اس سے خون رک گیا۔

پچھنے لگوانا

رسول اللہ ﷺ سر انور پر دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے اور فرماتے ان دو جگھوں کا خون نکالنے کے بعد کسی بیماری کا علاج نہ بھی کروایا جائے تب بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

آنحضرت ﷺ سر انور میں پچھنے لگواتے اور اس عمل کو "ام مغیث" کا نام دیتے (مغیث کا معنی مدد کرنے والا اور ام ماں کو کہتے ہیں)

آنحضرت ﷺ گردن کے دونوں جانب اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے اور سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنے لگواتے۔

آنحضرت ﷺ ہر رات کو سرمہ لگاتے اور ہر مہینے پچھنے لگواتے اور ہر سال دوا

پیتے۔

صحیحین میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اجرت عطا فرمائی۔

صحیحین میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ابو طیبہ نے پچھنے لگائے آپ ﷺ نے انھیں دو صاع اناج عطا فرمایا اور ان کے مالکوں سے بات کی تو انہوں نے ان کے جزیہ میں تخفیف کر دی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن چیزوں کے ساتھ تم علاج کرتے ہو ان میں سے بہترین شے پچھنے لگوانا ہے۔

سر درد علاج مہندی

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے سر مبارک میں درد ہوتا تو مہندی لگاتے اور فرماتے کہ یہ اللہ کے اذن سے نفع مند شے ہے۔

ناک میں دوا چڑھانا

ابو داؤد نے اپنی سنن میں ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ناک میں دوا چڑھائی۔

استطراد

(کلام میں خارج از بحث مضمون کی طرف جانا) میرے جی میں خیال گزرا کہ یہاں طب کے بارے میں وہ تمام احادیث جمع کر دوں جو آپ ﷺ نے دوسروں کے لیے علاج تجویز کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں تاکہ اس سے فائدہ مکمل ہو جائے زیادہ تر احادیث الھدی النبوی علامہ ابن قیم سے لی گئی ہیں۔

ہر بیماری کی دوا ہے

مسلم نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے

روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے جب بیماری کی دوا پہنچ جاتی ہے تو اللہ کے اذن سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کے دوا بھی اتاری ہے۔

مسند امام احمد میں اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کی خدمت میں دیہاتی لوگ آئے انہوں نے پوچھا یارسول اللہ کیا ہم دوا کیا کریں؟ فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کیا کرو پس بے شک اللہ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا بھی اتاری ہے سوائے ایک بیماری کے عرض کیا وہ بیماری کون سی ہے؟ فرمایا: بڑھاپا اور ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: بے شک اللہ نے ہر بیماری کی شفا بھی اتاری ہے جان لیا اس کو جس نے جان لیا اور ناواقف رہا جو اسے نہ جان سکا۔

مسند اور سنن میں ابن خزامہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ جو ہم دم کرتے ہیں اور دوا استعمال کرتے ہیں اور پرہیز کرتے ہیں تو (یہ دم، دوا اور پرہیز) اللہ کی تقدیر میں سے کسی شے کو ٹال سکتے ہیں فرمایا یہ بھی تو تقدیر میں سے ہیں۔

حرام چیزوں میں شفا نہیں

بخاری نے اپنی صحیح میں ابن مسعود کے حوالے سے ذکر کیا کہ اللہ نے تمہاری شفا ان چیزوں میں نہیں رکھی جنہیں اس نے تم پر حرام کیا ہے۔

سنن میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندی دوا سے منع فرمایا ہے۔

صحیح مسلم میں طارق بن سوید الجعفی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ

ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا اور ایسا کرنے کو ناپسند فرمایا عرض کیا میں صرف دوا کے طور پر استعمال کے بارے میں سوال کرتا ہوں فرمایا: یہ دوا نہیں بلکہ داء (بیماری) ہے۔

سنن میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے شراب کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اسے دوا میں ملایا جائے یا نہ تو فرمایا یہ بیماری ہے دوا نہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شراب کو دوا کے طور پر استعمال کرے اللہ اسے شفا نہ دے۔

مریض کو دم کرنا

بخاری نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی مریض لایا جاتا یا خود کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے اذھب الباس رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الا شفاء ك شفاء لا یغادر سقما۔ اے لوگوں کے رب بیماری کو دور فرما اور شفا عطا کر تو ہی شفا دینے والا ہے اور شفا تیری ہی شفا ہے ایسی شفا نصیب کر جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔

حریرہ

(آٹا، پانی اور گھی سے تیار شدہ ایک کھانا) عائشہ صدیقہ سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار ہو جاتا تو "حسا" حریرہ تیار کرنے کا ارشاد فرماتے اور فرماتے کہ یہ غم زدہ دل کو تقویت دیتا ہے اور بیمار کے دل سے تکلیف کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح تم اپنے چہرے سے پانی کے ذریعے میل کو صاف کرتی ہو۔

تلبینہ

(دودھ میں پکایا جانے والا ایک پتلا سا کھانا) حضرت عائشہؓ سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا جاتا کہ فلاں آدمی تکلیف میں ہے اور کوئی کھانا نہیں کھاتا تو فرماتے تلبینہ تیار کرو اور اسے تھوڑا تھوڑا کر کے پلاؤ اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ پیٹ کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو میل سے صاف کرتی ہے۔

سنن (ابن ماجہ) میں انہی (حضرت عائشہ) سے روایت ہے کہ ایک ایسی چیز جس سے طبیعت دور بھاگتی ہے مگر نافع شے ہے "تلبین" کو اختیار کرو فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو (تلبینہ کی تیاری کے لیے) ہانڈی چولہے پر رہتی حتی کہ ایک طرف انتہا کو پہنچ جاتی (یعنی بیمار یا بیماری)

التلبین یا التلبینہ پتلا سا پیا جانے والا کھانا ہوتا ہے جو دودھ میں پکایا جاتا ہے ہراوی فرماتے ہیں کہ اس کا نام تلبینہ اس لیے ہے کہ یہ لبن (دودھ) کی طرح سفید اور پتلا ہوتا ہے۔ بیمار کے لیے بڑی نافع غذا ہے یہ پتلا اور خوب پکا ہوا ہوتا ہے گاڑھا اور نیم پختہ نہیں اگر فضیلت کو جاننا چاہو تو جو کے پانی کی افادیت کو دیکھ لو کیونکہ یہ بھی جو کے آٹے سے تیار ہونے والی شے ہے۔

صحیحین میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تلبینہ مریض کے دل کو آرام دیتا ہے اور اس کے غم کا ایک حصہ دور کر دیتا ہے۔

مریض کو کھانے پر مجبور نہ کرو

ترمذی و ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو اللہ انہیں کھلا پلا دیتا ہے۔

دم کرنا

رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو اس پر سورۃ الفلق، الناس اور اخلاص (معوذات) پڑھ کر پھونک مارتے۔

بخار کا علاج غسل

صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار یا فرمایا، بخار کی تپش دوزخ کی گرمی سے ہے اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔

ابو نعیم وغیرہ نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب تم میں سے کیسی کو بخار ہو تو اپنے اوپر تین رات سحری کے وقت ٹھنڈا پانی چھڑکے۔

سنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ بخار بھٹی ہے جہنم کی پس اسے اپنے آپ سے ٹھنڈے پانی کے ساتھ دور کرو۔

مسند اور دیگر کتابوں میں سمرہ سے روایت ہے وہ اسے مرفوعاً نبی ﷺ سے روایت ہے کہ بخار آگ کا ایک قطعہ ہے اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ اپنے سے دور کرو۔

حضرت ابو ہریرہ سے سنن (ابن ماجہ) میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بخار کا ذکر ہوا تو ایک آدمی نے بخار کو برا بھلا کہا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے برا نہ کہو یہ گناہوں کو یوں صاف کر دیتا ہے جیسے آگ سے لوہے کا میل دور ہو جاتا ہے۔

ترمذی نے اپنی جامع میں ثوبان سے روایت کی کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے پس اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو ایک جاری نہر پر چلے جاؤ جس طرف پانی بہہ رہا ہے ادھر منہ کر لو اور کہو: **اللھم اشف عبدك و صدق رسولك**۔ اے اللہ اپنے بندے کو شفاء عطا فرما اور اپنے رسول کی بات کو سچا کر دکھا۔ یہ عمل صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے کیا جائے پھر اس میں تین غوطے لگائے تین دن یہ

عمل کرے اگر تین دنوں میں شفا نہ ہو تو پانچ دن اگر پانچ دنوں میں بھی شفا نہ ملے تو سات دن پھر بھی اگر درست نہ ہو تو نو دن یہ عمل کرے اللہ کے اذن سے نو دن گزرنے سے پہلے پہلے شفا حاصل ہو جائے گی۔

شہد

صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کیا میرے بھائی کا پیٹ خراب ہے ایک روایت میں ہے کہ میرے بھائی کو بہت دست آرہے ہیں فرمایا: اسے شہد پلاؤ وہ گیا پھر آیا عرض کرتا ہے میں نے اسے شہد پلایا مگر افاقہ نہیں ہوا ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا کہ اسے دست آنے میں اور اضافہ ہوا ہے دو تین بار ایسا ہوا (وہ آکے عرض کرتا افاقہ نہیں اور آپ ﷺ فرماتے اسے شہد پلاؤ وہ جا کے شہد پلا دیتا) تیسری یا چوتھی بار آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ پھر اس نے جا کے شہد پلایا تو اللہ کے اذن سے اسے آرام آگیا۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مہینے میں تین دن شہد چاٹ لیا کرے اسے کوئی بڑی آفت نہیں آئے گی۔

ایک اور حدیث میں ہے: دو شفاؤں شہد اور قرآن کو لازم پکڑو۔

طاعون

اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ اور تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا جب تم سن لو کہ کسی علاقے میں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جہاں تم رہ رہے ہو اگر وہاں یہ وباء پھوٹ نکلے تو وہاں سے اس بیماری سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو یہ حدیث عبد الرحمان بن

عوف سے بھی روایت کی گئی ہے۔

سنن ابو داؤد میں مرفوعاً روایت ہے کہ قرف سے موت واقع ہو سکتی ہے قرف کے بارے میں ابن قتیبہ کا قول ہے کہ اسی سے مراد وباء کے قریب ہونا اور مریضوں کی خدمت میں مشغول رہنا ہے۔

شفا تین چیزوں میں

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے شہد پینا، پچھنے لگوانا اور آگ سے داغنا اور میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا تو میں فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا انہوں نے مجھے کہا کہ اپنی امت سے کہیے کہ وہ پچھنے لگوانے کو لازم پکڑ لے۔

ترمذی نے ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیے: اے محمد! پچھنے لگوانے کو لازم پکڑ لیجیے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ فرمایا: جس چیز کے ساتھ تم علاج کرتے ہو ان میں سے فصد کھلوانا اور پچھنے لگوانا سب سے بہتر علاج ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ سب سے اچھی دوا پچھنے لگوانا اور فصد کھلوانا ہے۔

پچھنے لگوانے کے لیے بہتر دن

ترمذی نے اپنی جامع میں ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی کہ وہ دن جن میں پچھنے لگوانا سب سے زیادہ بہتر ہے سترہ، انیس، اور اکیس تاریخ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جس نے بدھ اور ہفتہ کے روز پچھنے

لگوائے اور اس کے جسم پر سفید داغ آگئے یا اسے برص کی بیماری لاحق ہو گئی تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے (یعنی ان دنوں میں اس بیماری کے نمودار ہونے کا خطرہ ہے)

دار قطنی نے نافع سے حدیث بیان کی فرمایا: عبد اللہ بن عمر نے مجھے کہا کہ مجھے خون کا جوش ہو گیا ہے میرے لیے کوئی پچھنے لگانے والا تلاش کرو جو نہ چہ ہو نہ بہت بوڑھا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ پچھنے لگوانے سے حافظہ میں اضافہ ہوتا ہے، عقل زیادہ ہوتی ہے اللہ کا نام لے کر پچھنے لگوایا کرو جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے نہ لگواؤ بلکہ سوموار کے روز لگواؤ جذام اور برص جتنا بھی ہے بدھ کے روز اترا ہے۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو بکرہ سے حدیث بیان کی کہ وہ منگل کے روز پچھنے لگوانے کو ناپسند سمجھتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ منگل کا دن خون کا دن ہے اس میں ایک ساعت ایسی آتی ہے جس کے اندر خون بند نہیں ہوتا۔

سنا کا مسہل

ترمذی نے اپنی جامع اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اسماء بنت عمیس سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس شے کا مسہل (جلاب آور دوا) لیا کرتی ہو میں نے عرض کیا شبرم کا دستبرم ایک دانہ ہوتا ہے چنے کے برابر نہایت گرم اور سخت مسہل ہے فرمایا وہ تو گرم آگ ہے پھر فرماتی ہیں میں (ضرورت پڑتی تو) سنا کا مسہل لینے لگی آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو سنا میں ہوتی۔

سنا اور سنوت

سنن ابن ماجہ میں عبد اللہ بن ام حرام سے روایت ہے یہ عبد اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی جانب منہ کر کے

نماز پڑھی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ سنا اور سنوت کو لازم پکڑو ان دونوں میں ہر بیماری کی شفا موجود ہے سوائے سام کے عرض کیا یارسول اللہ! وہ سام کیا ہے؟ فرمایا "سام" سے مراد موت ہے۔

سنا

حجاز میں پیدا ہونے والی جڑی بوٹی ہے سب سے افضل سنا مکی ہے سنوت کے معنی میں اختلاف ہے کئی اقوال ہیں جن میں سب سے زیادہ صحت کے قریب قول یہ ہے کہ سنوت سے مراد وہ شہد جو گھی کی مشک میں ہو۔

عود ہندی

ترمذی نے زید بن ارقم سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا پسلی کے درد کا علاج قسط بحری (عود ہندی) اور زیتون کے تیل کے ساتھ کرو۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہتر چیز جس کے ساتھ تم علاج کرو وہ پچھنے لگوانا اور قسط بحری (عود ہندی) ہے۔

گلے کی بیماری

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین علاج پچھنے لگوانا اور عود ہندی کا استعمال ہے گلے کی تکلیف نہ دیا کرو۔

سنن (ابن ماجہ) اور مسند (امام احمد) میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ عائشہ صدیقہ کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک بچہ تھا جس کے نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اسے کیا ہے؟ عرض کیا اسے گلے کی بیماری ہے یا اس کے سر میں درد ہے فرمایا افسوس ہے تم پر اپنی

اولاد کو یوں قتل نہ کیا کرو جس کسی عورت کے بچے کو گلے کی تکلیف ہو یا سر میں درد ہو تو (تالو دبانے کی جائے) عود ہندی لے کر اسے پانی میں رگڑ لے پھر ناک میں چڑھائے۔

حضرت عائشہ نے اس بچے کے بارے میں ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تو بچے کو شفا ہو گئی۔

نظر بد کا علاج

رسول اللہ ﷺ جب کسی کو نظر بد لگ جاتی تو اسے دم کرنے کا حکم فرماتے۔

مسلم نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر لگ جانا حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جاسکتی تو وہ نظر ہوتی۔

سنن ابوداؤد میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جس آدمی کی کسی دوسرے کو نظر لگتی اسے حکم دیا جاتا کہ وہ وضو کرلے اور اس وضو کے پانی سے جسے نظر لگی ہوتی وہ غسل کرے۔

زہری (اس کا طریقہ ارشاد) فرماتے ہیں کہ جس آدمی کی نظر لگی ہے اسے کہا جائے کہ ایک بڑا برتن پانی کا لے کر اس میں ہاتھ ڈال کر کلی کرے اور کلی کا پانی اسی برتن میں گرائے پھر اپنا منہ دھوئے اور پانی پیالے میں ہی گرے پھر بایاں ہاتھ پانی میں ڈالے اور دہنی ہتھیلی کو پیالے میں کر کے اس پر پانی ڈالے پھر دایاں ہاتھ پانی میں ڈالے اور بایاں گھٹنا دھوئے پھر اپنے تہبند کا اندر کا کنارہ دھوئے (یا بعض نے کہا کہ اپنی شرمگاہ دھوئے) پیالہ زمین میں نہ رکھا جائے یہ پانی اس آدمی کے سر پر ایک ہی بار پیچھے کی جانب ڈال دیا جائے۔

جن چیزوں سے نظر بد دور ہو جاتی ہے ان میں سے ایک یہ دعا بھی ہے۔

اللھم بارك عليه اور **ماشاء الله لاقوة الا بالله**۔ یا اللہ اس پر برکتوں کا نزول فرمایا یہ

کہ دیتاماشاء اللہ۔ کوئی قوت نہیں مگر ساتھ اللہ کے۔

مشکل الفاظ اور وضاحت

اقتمح : استف : سفوف کی شکل میں بنا کر کھانا۔ الشونیز : کالادانہ : کلونجی۔ القرن : سر : اخدعان : گردن کے دونوں جانب۔ الوعك : بخار یا بخار کی تکلیف۔ الحساء : بالفتح والمد :آٹا، پانی اور گھی یا چربی کو پکا کر تیار کیا جانے والا کھانا۔ یرتو : مضبوط بناتا ہے اور تقویت دیتا ہے۔ یسرو :تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔ الشبرم۔

ذات الجنب : پسلیوں میں اندر کی جانب ورم اور درد۔ قسط بحری۔ عود هندی العذره : خون کی وجہ سے گلے میں اک جوش سا پیدا ہوتا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک پھوڑا ہوتا ہے جو حلق اور کان کے درمیان نکلتا ہے عام طور پر یہ تکلیف بچوں کو ہوتی ہے لوگ اپنے بچوں کا علاج تالو دبا کر یا علاق (وہ چیز جو لے کر بچوں کا گلا دباتے ہیں) کے ذریعے کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ایک ایسی چیز کی ہدایت فرمائی جو بچوں کے لیے زیادہ فائدہ مند اور آسان ہے۔

دوسری فصل: آنحضرت ﷺ کی عمر اور وفات کے بیان میں

عمر مبارك

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر مکہ مکرمہ میں تیرہ سال وحی کا نزول ہوتا رہا اور مدینہ میں دس برس قیام فرمایا اور تریسٹھ برس کی عمر تھی کہ وصال ہوا۔ انہی سے ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جب وصال ہوا تو اس وقت عمر مبارک پینسٹھ برس تھی۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے ساٹھ سال کے اختتام پر وفات دی۔ (۱)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جب انتقال ہوا تو اس وقت عمر مبارک تریسٹھ برس کی تھی۔

جریر بن حازم الاسدی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امیر معاویہ کو خطبہ میں یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا اور اس وقت میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے۔

امیر معاویہ اس قول کہ "میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے" سے مراد یہ ہے کہ جب وہ یہ بات کہہ رہے تھے اس وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی ان کی موت اس عمر میں نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ رہے حتی کہ اسی سال کی عمر پائی۔

وفات

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آخری بار میں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار اس وقت کیا جب آپ ﷺ نے سوموار کے روز (گھر کا) پردہ اٹھایا (اور صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا) میں نے چہرہ انور کو دیکھا قرآن کا ورق معلوم ہوتا تھا۔ لوگ ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے وہ (رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر) پیچھے ہٹنے لگے آپ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا اور پردے کو نیچے گرا دیا اس دن کے آخری حصہ میں وصال ہو گیا۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی وفاتہ باختلاف الفاظ)

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے پر یا فرمایا کہ اپنی گود میں سہارا دے رکھا تھا آپ ﷺ نے پیشاب کے لیے برتن منگوایا اور پیشاب فرمایا اس کے (کچھ دیر) بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

عائشہ صدیقہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری لمحات تھے آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ پڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں اور پھر اسے اپنے چہرے پر پھیر لیتے ہیں اور فرماتے ہیں اے اللہ! مجھے سکرات موت پر اپنی مدد عطا فرما۔

عائشہ صدیقہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت جو شدت میں نے دیکھی اس کی وجہ سے اب مجھے کسی کے مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر رشک نہیں ہوتا۔ (بخاری کتاب الغازی باب مرض النبی ﷺ باختلاف الفاظ)

حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کے دفن کے بارے میں صحابہ میں اختلاف ہو گیا ابوبکر سے ایک بات سن رکھی ہے جسے میں کبھی نہیں بھولا فرمایا: اللہ اپنے نبی کی روح اس جگہ قبض فرماتا ہے جہاں اس نبی کا دفن ہونا اسے پسند ہوتا ہے آنحضرت ﷺ کو اسی جگہ دفن کرو جہاں آپ کا بستر تھا۔

وصال اقدس کے بعد ابوبکر کا بوسہ لینا

حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوبکر نے وصال کے بعد آپ ﷺ کا بوسہ لیا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد (حجرہ مبارکہ میں) داخل ہوئے اپنے دونوں ہاتھ آپ ﷺ کی کلائیوں پر رکھے اور اپنا منہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور زبان پر یہ الفاظ تھے: وانبیاہ واصفیاہ واخلیلاہ۔

وصال اقدس پر صحابہ کے تاثرات

حضرت انس سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر شے روشن ہو گئی اور جب اس جہان سے رخصت ہوئے تو ہر طرف اندھیرا دیکھائی دیتا تھا اور (آپ ﷺ کی قبر مبارک پر مٹی ڈالنے کے بعد) ابھی ہم نے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ دلوں میں ایک قسم کی تبدیلی محسوس کی۔

وصال سوموار کو ہوا

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال سوموار کے روز ہوا۔

محمد بن الباقر جو تابعین میں سے ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال سوموار کے روز ہوا یہ دن اور منگل کی رات گزر گئی اور اگلی رات کو دفن کیے گئے۔

ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم

سالم بن عبید جو ایک صحابی ہیں سے روایت ہے کہ مرض کے دوران رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی کچھ افاقہ ہوا تو پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ عرض کیا ہاں: فرمایا بلال سے کہو اذان کہے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ نے عرض کی میرے باپ رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہونگے تو رونا شروع کر دیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے کسی کو (نماز پڑھانے) کا حکم دیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر پھر غشی کی کیفیت طاری ہوئی جب افاقہ ہوا تو فرمایا: بلال سے کہو اذان کہے اور ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے تم تو یوسف والی عورتوں کی طرح ہو یعنی جس طرح انہوں نے جو کچھ ان کے دل میں تھا اس کے خلاف اظہار کیا اسی طرح تم بھی کر

رہی ہو۔ (بخاری کتاب انبیاء لقد کان فی یوسف) فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی اور ابو بکر کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو فرمایا: دیکھو کوئی ہے جس پر سہارا لے کر اٹھ سکوں بریرہ اور ایک اور شخص حاضر ہوئے دونوں کا سہارا لے کر آپ ﷺ (مسجد کی جانب) کی جانب چل پڑے جب ابو بکر نے دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو ابو بکر نے نماز پوری کی پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عمر کا وفات تسلیم کرنے سے انکار

حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم اگر میں نے کسی کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا فرماتے ہیں: لوگ ان پڑھ تھے ان میں پہلے کوئی نبی تشریف نہ لایا تھا لوگوں نے اپنی زبانوں کو روک لیا اور کہا اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ میں ابو بکر کے پاس پہنچا تو وہ مسجد میں تھے میں متحیرانہ روتا ہوا ان کے پاس پہنچا مجھے دیکھ کر پوچھنے لگے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا؟ میں نے کہا کہ عمر کا کہنا ہے کہ میں نے جسے یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے اس تلوار کے ساتھ اس کی گردن اڑا دوں گا مجھے کہنے لگے چلو میں ان کے ساتھ چل دیا جب ہم پہنچے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع تھے لوگوں سے کہا میرے لیے رستہ چھوڑو۔

حضرت ابوبکر کا وفات ہو جانے کا اعلان

رستہ بنا تو آگے بڑھے آنحضرت ﷺ کے اوپر جھکے اور بوسہ دیا اور یہ آیت کر پڑھی۔ **انك میت وانهم میتون۔** بے شک آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور یہ لوگ بھی وفات پانے والے ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے

ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا جواب دیا ہاں لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں پھر انہوں نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھی جائے گی فرمایا ہاں: پوچھا کس طرح؟ یعنی نماز کی کیفیت کیا ہوگی فرمایا ایک گروہ اندر جائے تکبیر کہے، درود پڑھے، دعا مانگے اور باہر نکل آئے پھر دوسرا گروہ اندر چلا جائے اس طرح سبھی لوگ نماز ادا کریں۔ سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے فرمایا ہاں پوچھا کس جگہ؟ فرمایا اسی جگہ جہاں آپ ﷺ کا وصال ہوا ہے کیونکہ اللہ نے اپنے نبی کی روح پاک جگہ میں ہی قبض فرمائی ہے لوگوں نے سمجھ لیا کہ صدیق اکبر صحیح کہہ رہے ہیں پھر آپ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو قریبی رشتہ دار غسل دیں مہاجرین (امر خلافت کے بارے میں) مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ انصار کے پاس چلتے ہیں اور اس امر میں انہیں شریک کرتے ہیں انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے عمر ابن الخطاب بولے: کون ہے جسے

ابوبکر کی تین فضیلتیں

یہ تین خصلتیں حاصل ہوں۔ **ثانی اثنین اذهمافی الغار اذیقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔** وہ دونوں کون ہیں؟ پھر اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور لوگوں نے بھی بیعت کر لی اور اچھی بیعت کی۔

الباجوری فرماتے ہیں کہ وہ تین فضیلتیں جن کا اوپر ذکر ہوا یہ ہیں پہلی فضیلت دو میں سے ایک ہونا اللہ کے اس ارشاد میں۔ **ثانی اثنین اذهمافی الغار۔** دوسری فضیلت اللہ کا صحبت ثابت کرنا فرمایا: **اذیقول لصاحبه لاتحزن۔** اس میں ابو بکر کو رسول ﷺ کا صحابی قرار دیا پس جو آپ کے صحابی ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس لیے کہ قرآن کے خلاف بات کر رہا ہے تیسری فضیلت اپنی معیت ثابت فرمانا۔ ان

الله معنا۔ ان فضائل کا ان کے لیے ثبوت خلافت کا حق دار ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

آخری لمحات

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ پر مرض الموت کی سختی کے آثار ظاہر ہوئے تو حضرت فاطمہ نے فرمایا: ہائے تکلیف آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہیں ہے آج تیرے باپ کو وہ چیز پیش آئی ہے جو قیامت تک کسی کو بھی چھوڑنے والی نہیں ہے یعنی موت۔

امام غزالی الاحیاء میں فرماتے ہیں کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم اپنی ماں عائشہ صدیقہ کے گھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ کا وصال ہونے والا تھا آپ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا: مرحبا۔ اللہ تمہاری عمر دراز کرے اور تمہاری مدد فرمائے میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کو ہمیشہ یاد رکھنا میں اس کی طرف سے تمہیں صاف ڈر سنانے والا ہوں کہ اس کے شہروں میں اور اس کے بندوں میں اس کے احکامات کے خلاف بغاوت نہ کرو موت قریب آن پہنچی اور لوٹ کر اللہ کی طرف جاتا ہے۔ سدرة المنتهى۔ جنت الماوی اور چھلکتے ہوئے پیالوں کی طرف سفر ہے میرا سلام موجودہ لوگوں کو بھی اور جو لوگ تمہارے بعد دین میں داخل ہوں ان کو بھی کہہ دینا۔

امت کا غم

روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال کے وقت جبریل سے کہا کہ میرے بعد میری امت کا کیا بنے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے جبریل کی طرف وحی فرمائی کہ میرے حبیب کو یہ خوشخبری دے دو کہ اس کی امت کے بارے میں اسے کسی ایسی بات

کا سامنا نہ کرنا پڑے گا جو رسوائی کا موجب ہو اور اسے خوشخبری دے دو کہ جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ ان کا سردار ہو گا اور اس وقت تک جنت دوسری امتوں کے لیے حرام ہے جب تک کہ اس کی امت جنت میں نہ چلی جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

انصار کے بارے میں وصیت

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرض الموت میں) ہمیں سات کنوؤں سات مشکیں پانی لا کر اس سے غسل دینے کا حکم دیا ہم نے ایسا ہی کیا تو آپ ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا آپ باہر تشریف لائے لوگوں کو نماز پڑھائی احد والوں کے لیے استغفار و دعا فرمائی اور انصار کے بارے میں وصیت فرماتے ہوئے فرمایا: اے گروہ مہاجرین! تمہاری تعداد میں زیادتی ہو رہی ہے اور انصار اپنی اس ہیئت سے کہ جس پر یہ آج ہیں زیادہ نہ ہونگے بے شک انصار میرے رازدار ہیں جن کے پاس میں نے ٹھکانہ حاصل کیا ان میں سے نیکی کرنے والے کے ساتھ اکرام سے پیش آنا اور ان میں سے کوئی اگر کوتاہی کرے تو اس سے درگزر کرنا۔

پھر ارشاد فرمایا: اللہ نے اپنے کسی بندے کو دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کا اختیار دیا تو اس نے اس کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے ابوبکر رو پڑے اور سمجھ گئے کہ بندہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کی اپنی ذات ہے نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! آہستہ وباوقار رہو مسجد میں جتنے بھی لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں سب بند کر دو سوائے ابوبکر کے دروازے کے پس بے شک ابوبکر سے بڑھ کر صحبت میں کسی افضل آدمی کو نہیں جانتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی روح میرے گھر میں، میری باری کے دن اور اس حال میں کہ آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے تھے قبض کی گئی وصال کے وقت اللہ نے میری تھوک کو آپ ﷺ کی تھوک سے ملا دیا وہ اس طرح کہ میرے بھائی عبدالرحمان میرے پاس آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ ﷺ مسواک کو دیکھنے لگے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو وہ مسواک اچھی لگ رہی ہے پوچھا: مسواک کو آپ کے لیے لے لوں سر مبارک سے اشارہ فرمایا: ہاں۔ میں نے وہ مسواک آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھمادی آپ نے اسے منہ میں رکھا تو وہ سخت لگی دانتوں کے نیچے چبائی نہ گئی میں نے پوچھا کہ نرم کردوں؟ سر مبارک سے اشارہ فرمایا: ہاں۔ میں نے وہ مسواک (اپنے دانتوں سے) نرم کردی آنحضرت ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور فرماتے: **لاالہ الا اللہ**۔ بے شک موت کی کچھ سختیاں ہیں پھر ہاتھ بلند کیا اور **ا لوفیق الاعلی الرفیق الاعلی**۔ کے الفاظ زبان مبارک پر جاری ہوگئے اس پر میں نے کہا کہ اب آپ ﷺ ہمارے پاس رہنا اختیار نہیں فرمائیں گے۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ)

وصال سے پہلے خطبہ

سعید بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب انصار نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوتی جارہی ہے تو وہ مسجد میں جمع ہونا شروع ہوگئے حضرت عباس آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور انصار کے جمع ہونے اور "ن کے خطرات کے بارے میں عرض کیا پھر فضل حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی ایسی ہی بات کہی پھر حضرت علی آئے اور ایسی ہی گفتگو کی آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا:

میرا ہاتھ پکڑو انہوں نے ہاتھ پکڑا فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ کہا ہمیں ڈر ہے کہ آپ کا وصال ہوجائے گا (ادھر) انصاری عورتوں نے لوگوں کے اکٹھا ہونے کی وجہ سے ایک دوسری کو پکارنا شروع کردیا (اس خیال سے کہ لوگ جمع ہیں شاید وصال ہوگیا ہے) رسول اللہ ﷺ اٹھے حضرت علی اور حضرت فضل کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے حضرت عباس آگے آگے چل رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے سر انور کو باندھ رکھا تھا پاؤں گھسیٹ کر چل رہے تھے حتی کہ منبر کی سب سے نچلی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے لوگ جمع ہوگئے آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: لوگو! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم لوگ میری موت کے خوف میں مبتلا ہو یوں لگتا ہے جیسے تم موت سے ناواقف ہو اور یہ تمہاری اپنے نبی کی وفات سے ناواقفیت کا اظہار ہے کیا میں نے تمہیں اپنی موت کی اطلاع نہیں دی اور کیا تمہیں اپنی جانیں اپنے مرنے کی خبر نہیں دیتی رہتیں کیا مجھ سے قبل کوئی نبی اپنے امتیوں کے درمیان ہمیشہ رہا خبردار! میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں تمہیں بھی اس سے ملنا ہے میں تمہیں مہاجرین اولین کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اور مہاجرین کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کی۔ پس بے شک اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: **والعصر' ان الانسان لفی خسر' الا الذین امنوا وعملو الصالحات وتواصو ا بالحق وتو اصوا بالصبر**۔ قسم ہے زمانے کی بے شک انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اچھے عمل کیے، ایک دوسرے کو حق بات اور صبر کی تلقین کرتے رہے (خسارے میں نہیں ہیں) تمام اعمال اللہ کے اذن سے ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں تو کسی کام میں اگر قدرت کی طرف سے دیر ہو رہی تو یہ بات تمہیں اس کے جلدی سر انجام دینے پر نہ ابھارے بے شک اللہ عزوجل کسی کی جلدی کی وجہ سے کسی امر کا فیصلہ جلد نہیں فرماتا جو اللہ (کی تقدیر) پر

غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ (کی تقدیر) اس پر غالب آجاتی ہے اور جو اللہ کو دھوکا دینا چاہے تو وہ خود فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے پس کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں حاکم بنا دیا جائے تو زمین میں فساد کرنے لگو اور آپس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگو۔ میں تمہیں انصار کے ساتھ احسان کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے تم سے پہلے اہل ایمان کو ٹھکانہ فراہم کیا۔ کیا ان لوگوں نے تمہیں اپنے پھلوں میں حصہ دار نہیں بنایا کیا؟ ان لوگوں نے تمہارے لیے رہائش کا بندوبست نہیں کیا؟ کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنھوں نے حاجت ہوتے ہوئے اپنے آپ پر تم لوگوں کو ترجیح دی؟ خبردار! تم میں سے جو کوئی ان میں دو کے درمیان فیصلہ پر مامور ہو تو ان میں سے نیکی کرنے والے کی بات کو قبول کرے اور کوتاہی کرنے والے کے ساتھ درگزر سے کام لے۔ خبردار! ان پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دینا آگاہ رہو کہ تمہارے وعدے کی جگہ حوض ہے۔ میرا حوض جس کی چوڑائی بصری (شام) اور صنعاء (یمن) کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ ہے اس میں منیراب کوثر گرتا ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، جھاگ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس نے ایک بار اس میں سے پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس کی کنکریاں موتیوں کی ہیں اور اس کی مٹی کستوری کی جو کل حشر کے روز اس سے محروم رہا وہ ساری بھلائی سے محروم رہا اور جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ کل حوض پر وارد ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی زبان اور اپنے ہاتھ کو سوائے درست چیزوں کے (ہر شے سے) روک رکھے۔

حضرت عباس بولے یا رسول اللہ! قریش کے بارے میں وصیت فرمایئے۔

فرمایا: میں زمام حکومت کی وصیت قریش کے لیے کرتا ہوں اور لوگ قریش کے تابع ہوں گے ان میں سے جو نیک ہیں وہ نیک لوگوں کے سردار ہوں گے اور جو بدکار ہیں وہ

بدکاروں کے۔ اے آل قریش! لوگوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کو قبول کرو۔

اے لوگو! گناہ نعمتوں کو متغیر کر دیتے ہیں اور اس سے قسمت بدل جاتی ہے (یعنی ایک نیکی جو انسان کو ملنے والی ہوتی ہے گناہ کے باعث انسان اس سے محروم رہ جاتا ہے) جب لوگ نیکی کرنے لگتے ہیں تو ان کے حاکم بھی ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے لگتے ہیں اور جب لوگ برائی اختیار کرتے ہیں تو حاکموں کا سلوک بھی ان کے ساتھ برا ہو جاتا ہے اللہ ارشاد فرماتا ہے اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر ولی بنا دیتے ہیں ان کے کرتوتوں کے باعث۔

غسل اور کفن کے بارے میں ہدایات

ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا: اے ابوبکر کچھ مانگ لو انہوں نے عرض کیا: کیا موت کا وقت قریب آن پہنچا فرمایا ہاں بلکہ بہت قریب آن پہنچا عرض کیا: اے نبی اللہ! جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ آپ کو مبارک ہو۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ ہمارا لوٹنا کس جانب ہے۔ فرمایا اللہ کی طرف سدرۃ المنتھیٰ، جنت الماویٰ۔ پھر فردوس اعلیٰ، چھلکتے ہوئے پیالوں۔ رفیق اعلیٰ اور ہمیشہ کی عیش کی جانب عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ کو غسل کون دے گا فرمایا: وہ آدمی جو نسب میں مجھ سے قریب تر ہوں پوچھا: آپ کو کفن کس چیز میں دیں فرمایا: میرے انہی کپڑوں میں۔ یمنی حلہ، مصر کے سفید کپڑے میں۔ پوچھا: ہم آپ پر کس طرح نماز پڑھیں گے فرماتے ہیں اس پر ہم رو پڑے اور آپ ﷺ کی چشمان مبارک بھی پرنم ہو گئیں پھر فرمایا: صبر کرو اللہ تمہاری مغفرت کرے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے جب تم غسل دے چکو تو تھوڑی دیر کے لیے سارے کمرے سے باہر نکل جانا سب سے پہلے اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی رحمتوں کی بارش مجھ پر ہوگی۔

هو الذی یصلی علیکم وملائکته۔ پھر فرشتوں کو اجازت ہوگی کہ مجھ پر درود بھیجیں اللہ کی مخلوق میں جو سب سے پہلے مجھ پر داخل ہوگا وہ جبریل ہے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت، فرشتوں کے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ۔ پھر سارے کے سارے فرشتے (آئیں گے) پھر تمہاری باری آئے گی گروہوں کی شکل میں داخل ہونا اور اجتماعی صورت میں گروہ در گروہ صلوۃ و سلام پیش کرنا اور مجھے تزکیہ (بے جاہ مبالغہ آمیز تعریف) صیحہ (چیخ و پکار) اور رنہ (بلند آواز سے رونا) کے ذریعہ ایذاء نہ پہنچانا پہلے تم میں سے جو سردار ہو اور میرے اہل بیت قرابت کے درجات کے مطابق (صلوۃ وسلام کے لیے اندر جانا) شروع کریں تمہارے ساتھ بہت سے فرشتے بھی ہوں گے جو تمہیں دیکھتے ہیں مگر تم ان کو نہیں دیکھ پاتے اٹھو اور میری طرف سے بعد والوں کو بھی میرے احکامات پہنچادو۔

ابوبکر کے علاوہ کسی اور کا مصلی پر کھڑا ہونا گوارا نہیں فرمایا

عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کی ابتداء میں بلال آئے اور نماز کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے میں باہر نکلا تو دروازے پر لوگوں میں حضرت عمر نظر آئے ابوبکر وہاں نہ تھے میں نے ان سے کہا کہ اے عمر! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے حضرت عمر آگے کھڑے ہو گئے جب انہوں نے تکبیر کہی تو چونکہ بلند آواز والے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز کو سن لیا فرمایا: ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ اس بات کو قبول نہیں کرے گا اور نہ ہی مسلمان کریں گے (کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے کوئی اور مصلی پر کھڑا ہو) یہ بات تین مرتبہ دھرائی کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر رقیق

القلب انسان ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا فرمایا: تم تو یوسف والیوں کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اس نماز کے بعد جو حضرت عمر نے پڑھائی ابوبکر نماز پڑھاتے رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زمعہ سے فرمایا کرتے۔ تجھ پر افسوس۔ تو نے میرے ساتھ کیا کیا؟ خدا کی قسم اگر مجھے یہ گمان نہ ہوتا کہ جو تو نے کیا (مصلی پر کھڑا کیا) یہ تجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو میں ایسا ہرگز نہ کرتا اس پر عبداللہ عرض کرتے۔ میں نے اس وقت آپ سے بڑھ کر افضل اور کوئی نہ دیکھا تھا۔

فرشتوں کی بارگاہ رسالت میں حاضری

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا صحابہ شروع دن میں یہ دیکھ کر کہ آپ ﷺ کو کافی افاقہ ہے اپنے اپنے گھروں اور اپنے کاموں کے لیے خوشی خوشی چل دیئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف عورتیں رہ گئیں تو ہم خوشی اور (آپ ﷺ کی صحت یابی) ایسی امید میں تھیں کہ جو اس سے پہلے حاصل نہ ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے باہر چلی جاؤ فرشتہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے تو میرے سوا گھر میں جتنے لوگ بھی تھے سب باہر چلے گئے اس وقت آنحضرت ﷺ کا سر انور میری گود میں تھا آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور میں گھر کے ایک کونے میں چلی گئی آپ ﷺ کافی دیر تک فرشتے کے ساتھ محو گفتگو رہے پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اپنا سر انور میری گود میں رکھ دیا عورتوں کو اندر آنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا کہ آثار تو جبریل کی آمد کے نہ تھے (یہ کون سا فرشتہ تھا) فرمایا: ہاں یہ ملک الموت تھا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ نے مجھے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہوں پس اگر اجازت نہ ہو تو واپس مڑ جاؤں

اور اجازت فرمائیں تو حاضری کا شرف حاصل کر لوں پھر اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر آپ کی روح کو قبض نہ کروں ارشاد فرمائیے میرے لیے کیا حکم ہے ؟ میں نے اسے کہا ٹھہرو جبریل کو آلینے دو اب جبریل کے آنے کا وقت ہے عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہمیں ایک ایسی صورت حال کا سامنا تھا کہ جس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہ تھا اور نہ ہی ہم کوئی رائے دے سکتے تھے غم کی وجہ سے ہماری زبانیں گنگ تھیں گویا اچانک ہم پر ایک زبردست آفت آن پڑی تھی آپ ﷺ کے ساتھ ہم کوئی بات نہیں کر پا رہے تھے ہم میں سے کوئی بھی اس امر کی ہیبت جو ہم پر چھا چکی تھی اور عظمت کے پیش نظر بولنے کی جرات نہیں کر رہا تھا فرماتی ہیں : پھر جبریل اپنے وقت پر تشریف لائے اور میں نے ان کی آمد کے آثار کو پہچان لیا کہ جبریل ہی ہیں سب گھر والے باہر چلے گئے جبریل حاضر ہوتے اور عرض کیا کہ اللہ رب العزت آپ کو سلام فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے حالانکہ وہ آپ کے حال سے واقف ہے مگر وہ آپ کی عزت و تکریم میں اور اضافہ چاہتا ہے اور ساری مخلوق پر آپ کی تکریم و تشریف (بزرگی) کے باب کو پورا کر دینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ (یہ حال پوچھنا) آپ کی امت میں ایک سنت رائج ہو جائے آپ ﷺ نے فرمایا : میں درد محسوس کر رہا ہوں عرض کیا : بشارت قبول فرمائیے بے شک اللہ آپ کو اس مقام تک پہنچانا چاہتا ہے جو اس نے آپ کے لیے تیار فرما رکھا ہے آپ ﷺ نے جبریل سے فرمایا کہ ملک الموت میرے پاس آیا تھا اور پھر پوری بات جبریل کو بتا دی جبریل نے عرض کیا اے محمد ! ﷺ اللہ آپ کا مشتاق ہے کیا اس نے آپ کو وہ سب کچھ بتا نہیں دیا جو آپ کے بارے میں چاہتا ہے نہیں دیا جو آپ کے بارے میں چاہتا ہے۔ نہیں اللہ کی قسم ملک الموت اس سے پہلے کبھی کسی سے اجازت لے کر اندر داخل نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی کسی سے اجازت لے گا (آپ

سے اجازت لے کر اندر آیا تو) آپ کا رب آپ کے شرف کی تکمیل فرما دینا چاہتا ہے اور وہ آپ کا مشتاق ہے آپ اس کے آنے تک اسی حال میں رہیں گے آپ ﷺ نے عورتوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ فاطمہ سے فرمایا : میرے قریب ہو وہ آپ ﷺ پر جھک گئیں انہیں چپکے سے کوئی بات کہی انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور بولنے کی سکت نہ تھی پھر فرمایا : اپنا سر میرے قریب کر۔ وہ قریب ہوئیں تو پھر چپکے سے بات کہی اب انہوں نے سر اٹھایا تو وہ ہنس رہی تھیں اور بات نہ کر سکتی تھیں ہم نے جو یہ عجیب بات دیکھی تو اس کے بعد (کسی موقع پر) میں نے ان سے اسی کے بارے میں پوچھا فرمایا : (پہلی بار) مجھے بتایا کہ میں آج دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں میں رو پڑی دوسری دفعہ فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ میرے اہل و عیال میں سے سب سے پہلے تجھے میرے ساتھ ملائے تو میں ہنس پڑی۔

سیدہ زہراء نے اپنے دونوں بیٹوں کو قریب کیا آپ ﷺ نے انہیں بوسہ دیا فرماتی ہیں ملک الموت آیا اس نے سلام کہا اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی عرض کرتا ہے۔ اے محمد ! میرے لیے کیا حکم ہے فرمایا : مجھے اسی وقت میرے رب سے ملا دے عرض کیا۔ ہاں آج کے روز بات یہ ہے کہ اللہ آپ کا مشتاق ہے اور آپ کی وفات کے بارے جتنا تردد فرمایا اتنا کسی اور کے لیے نہیں فرمایا لیکن آپ کی وفات کی گھڑی ابھی آ گئی ہے (اتنا عرض کیا) اور باہر چلا گیا فرماتی ہیں جبریل آئے اور عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ یہ آخری بار ہے کہ مجھے زمین پر اتارا گیا وحی لپیٹ دی گئی اور اسی طرح بساط عالم کو بھی لپیٹ دیا گیا ہے زمین پر آپ کے سوا میری اور کوئی حاجت نہ تھی اور آپ کی حاضری کے سوا مجھے کوئی حاجت ہے بھی نہیں پھر مجھے اپنے مقام پر ڈٹ رہنا ہے نہیں اللہ کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث

فرمایا گھر میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی بات کر سکتا اور جو گفتگو آپ کی سنی گئی اس کی دہشت کی وجہ سے اتنی ہمت بھی باقی نہ رہی تھی کہ مردوں میں سے کسی کو پیغام بھیجا جا سکے ہم ایک سخت کیفیت سے دوچار تھے اور ڈر گئے فرماتی ہیں میں اٹھی اور آپ ﷺ کا سر انور اپنے سینے سے لگا لیا میں نے سینہ انور کو تھام رکھا تھا آپ ﷺ پر غشی طاری ہونے لگی اس کیفیت کے غلبہ میں پیشانی مبارک پر سے پسینے کے ایسے قطرے ٹپکنے لگے کہ کبھی کسی انسان سے ایسا پسینہ ٹپکتے نہیں دیکھا میں نے ہاتھ سے اس کو پونچھنا شروع کر دیا (اس میں ایسی خوشبو تھی کہ) اس سے پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں دیکھی جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا میرا باپ، ماں، میری جان، میرے گھر والے سب آپ پر فدا ہوں آپ کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے اور کافر کی روح اس کے جڑوں سے نکلتی ہے جیسے گدھے کے سانس لینے کی آواز اس پر ہم نے انتظامات کی طرف توجہ کی اور اپنے گھروں میں پیغام دیا سب سے پہلا مرد جو اس وقت پہنچا وہ میرا بھائی تھا جسے میری طرف میرے باپ نے بھیجا تھا مگر وہ بھی وصال کے وقت نہیں پہنچ سکا کسی بھی مرد کے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے تھے اللہ نے ان لوگوں کو روک رکھا کیونکہ جبرئیل و میکائیل وہاں موجود تھے جب آپ ﷺ پر غشی کی کیفیت طاری ہوتی تو فرماتے : نہیں بلکہ الرفیق الاعلیٰ یوں لگتا تھا جیسے مرنے یا نہ مرنے کا اختیار بار بار آپ پر لوٹایا جا رہا تھا (اور آپ الرفیق الاعلیٰ فرما کر رب کے ہاں جانے کو اختیار فرما رہے تھے) اس دوران جب بھی بولنے کی سکت ہوتی تو فرماتے : نماز، نماز، جب تک تم سب مل کر نماز ادا کرتے رہو گے مضبوط رہو گے نماز، نماز۔ آخری دم تک نماز کی وصیت فرماتے رہے حتی کہ وصال کا وقت بالکل قریب آیا تو اس وقت بھی نماز نماز کے الفاظ زبان مبارک پر جاری تھے۔

وصال کا وقت اور دن

سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سوموار کے روز دوپہر اور وقت چاشت کے درمیانی وقت میں رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سوموار کے دن مجھے بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ واللہ سوموار کے روز امت عظیم حادثات سے دوچار ہوتی رہے گی۔

سیدہ ام کلثوم (بنت فاطمہ زہراء) نے بھی اسی طرح کی بات اس وقت کہی تھی جب کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ (قاتلانہ حملے میں) زخمی ہوئے مجھے سوموار کو کیا ملا؟ اس روز رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا، اسی روز حضرت عمر شہید کیے گئے (یاد رہے کہ سیدہ ام کلثوم حضرت عمر فاروق کی بیوی تھیں) اور یہی روز ہے جب میرے باپ کو شہید کیا گیا مجھے سوموار کو کیا ملا؟

وصال اقدس پر صحابہ کی حالت

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو لوگوں کا ہجوم ہو گیا حتی کہ آوازیں بلند ہوئیں رسول اللہ ﷺ کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا صحابہ میں اختلاف رونما ہوا بعض نے آپ ﷺ کی وفات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا بعض بالکل خاموش تھے اور کوئی لفظ زبان سے نہیں نکال رہے تھے کچھ لوگ اپنے ہوش و حواس برقرار نہ رکھ سکے اور ادھر ادھر کی مارنے لگے کچھ باقی بچے جن کے حواس درست تھے حضرت علی ان لوگوں میں سے تھے جو اس موقع پر بیٹھ رہے اور عثمان ان لوگوں میں سے جن کی زبانوں کو گویا تالے لگ گئے تھے حضرت عمر باہر نکلے اور لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی اللہ عزوجل انہیں ضرور لوٹائے گا اور آپ واپس تشریف لا کر ان منافقین کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو رسول اللہ

ﷺ کے لیے موت کی تمنائیں کرتے ہیں اللہ نے جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے (چالیس راتوں کا) وعدہ فرمایا تھا اسی طرح آپ ﷺ سے بھی وعدہ فرمایا ہے اور آپ عنقریب واپس تشریف لائیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں سے کہا: لوگو! رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اپنی زبانوں کو لگام دو۔ آپ ﷺ کی موت واقع نہیں ہوتی واللہ! اگر میں نے یہ سن لیا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے تو میں اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑادوں گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے، حضرت عثمان کوئی بات نہ کر سکتے تھے آپ کا ہاتھ پکڑ کر لایا اور لے جایا جاتا مسلمانوں میں کوئی بھی اس حالت میں نہ تھا جس میں ابوبکر اور عباس تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق و ثابت قدمی سے نوازا۔

حضرت عباس وصال اقدس کا اعلان کرنا

اگرچہ لوگ حضرت ابوبکر کے سوا کسی اور کی بات کی رعایت نہ کرتے تاہم حضرت عباس آئے اور کہا: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا جب آپ ﷺ تم لوگوں کے درمیان تھے تو اللہ نے ارشاد فرمایا تھا: **انك ميت وانهم ميتون ثم انكم يوم القيامه عند ربكم تختصمون۔** (الزمر ۳۱،۳۰) آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے پھر تم لوگ قیامت کے روز اپنے رب کے پاس جھگڑا کرو گے۔

حضرت ابوبکر کی حاضری

حضرت ابوبکر کو خبر پہنچی اس وقت وہ بنی الحارث ابن الخزرج میں تھے وہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ کو دیکھا، اوپر جھکے، بوسہ دیا اور کہا،

میرے ماں باپ آپ پہ قربان۔ اللہ آپ پر دو موتیں وارد نہ فرمائے گا پس تحقیق رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی پھر لوگوں کی طرف نکلے اور فرمایا: لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ ان کا تو انتقال ہو چکا اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا ہے تو وہ اللہ زندہ ہے جسے موت نہیں اللہ فرماتا ہے: **وما محمد الارسول قدخلت من قبله الرسل افات مات اوقتل انقلبتم على اعقابكم۔** (آل عمران۔ ۱۳۳) محمد ﷺ اللہ کے رسول ہی تو ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے پس اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اس وقت (حالت یہ تھی کہ) گویا لوگوں نے یہ آیت آج پہلی دفعہ سنی ہے۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ)

ایک روایت میں ہے کہ ابوبکرؓ کو جب خبر پہنچی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر داخل ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبان پر درود۔ گلے سے یوں آوازیں نکل رہی تھیں جیسے اونٹ کے جگالی چبانے کے وقت پیدا ہوتی ہیں وہ آپ ﷺ پر جھکے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا پیشانی اور رخسار مبارک کو بوسہ دیا، چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرا اور رونے لگے زبان سے کہتے تھے میرے ماں باپ، میری جان اور میرے گھر والے آپ پر قربان۔ آپ زندگی میں بھی اور انتقال کے بعد بھی بھلے ہیں آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے نبی کی موت سے نہ گئی (یعنی وحی کا نزول) پس یہ صدمہ بیان سے باہر ہے اور اس سے بہت بلند کہ رو کر اس کی تلافی کی جاسکے آپ کی وفات خاص صدمہ عظیم ہے اب (سب مصیبتوں سے) دل سرد ہو گیا ہے اور ایسا عام حادثہ ہے کہ سب لوگ اس میں یکساں ہیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ نے موت کو خود اختیار فرمایا ہے تو ہم آپ کے غم میں خوب اہتمام کرتے اور اگر آپ نے ہمیں آہ و بکا سے منع نہ فرمایا ہوتا تو

ہم اتنا روتے کہ آنکھوں کا پانی ختم ہو جاتا اب وہ چیزیں جنہیں ہم اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتے وہ افسردگی اور آپ کی یاد ہیں جو نہ ٹلنے والی ہیں اے اللہ! ہماری طرف سے یہ باتیں آپ ﷺ کو پہنچادے اے محمد! ہمیں اپنے رب کے ہاں یاد فرمائے گا اور ہمیں بھول نہ جایئے گا اگر آپ نے اپنے پیچھے ایک اطمینان نہ چھوڑا ہوتا تو آپ کے بعد جو وحشت ہے وہ کسی کو کھڑا ہونے کے قابل نہ چھوڑتی اے اللہ! اپنے نبی کو ہماری طرف سے (ہماری یہ عرضیں) پہنچادے اور ان کی یاد کو ہمارے دلوں میں باقی رکھ۔

غیبی تعزیت

ابن عمر سے روایت ہے کہ جب ابو بکر گھر میں داخل ہوئے اور درود پڑھا اور اللہ کی ثنا بیان کی تو گھر میں آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں جنہیں مسجد میں موجود لوگ سن رہے تھے جب ابو بکر کسی بات کا ذکر فرماتے تو رونے میں اور اضافہ ہو جاتا ان کا یہ رونا ختم ہونے میں نہیں آرہا تھا کہ دروازے پر ایک بلند آواز اور باہمت آدمی کے سلام کی آواز نے انہیں خاموش کرادیا اس نے کہا: اے اہلبیت! السلام علیکم۔ ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے بے شک اللہ کی ذات ہر ایک کا (جانے والے کے بعد) سہارا ہے ہر مرغوب شے کا بدل (مہیا فرمانے والا) اور ہر خوف سے نجات عطا فرمانے والا ہے پس اللہ ہی سے امید رکھو اور اسی پر بھروسہ کرو اس کے احکامات کو کان لگا کر سنو یہ آواز ان لوگوں کو اجنبی سی لگی اور رونا بند کر دیا جب رونا بند ہو گیا تو وہ آواز بھی ختم ہو گئی کسی نے اٹھ کے باہر دیکھا (کہ کون ہے) مگر وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا پھر دوبارہ آہ و زاری میں مصروف ہوئے تو ایک اور ندا دینے والے نے جسے وہ نہ جانتے تھے آواز دی کہ اے اہل بیت! اللہ کا ذکر کرو، ہر حال میں خلوص کے ساتھ اس کی حمد بیان کرو بے شک اللہ کی ذات ہر مصیبت میں تسلی کا باعث ہے اور ہر مرغوب شے میں بدل کا۔ پس اللہ ہی کی اطاعت

کرو اور اس کے احکامات کے مطابق عمل کرو ابو بکر نے کہا کہ یہ خضر اور یسع علیہما السلام ہیں جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات پر تشریف لائے ہیں۔

ابوبکر کا خطبہ

قعقاع بن عمرو نے ابو بکر کے خطبہ کی حکایت کو پورا پورا بیان کیا ہے فرماتے ہیں: ابو بکر لوگوں میں اس وقت خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جب لوگ آنسو بہا چکے تھے اس خطبہ کا زیادہ تر حصہ نبی ﷺ پر درود پر مشتمل ہے آپ نے (ابتداء میں) اللہ کی حمد بیان کی پھر ہر حال میں اس کی ثنا کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے اس نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے ہی مغلوب کر دیا پس حمد اس ایک اللہ کے لیے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس کے انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ کتاب اسی طرح ہے جس طرح نازل ہوئی اور دین اسی طرح ہے جیسے یہ شروع ہوا حدیث اسی طرح ہے جیسے یہ بیان ہوئی اور بات اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہی اور یہ کہ اللہ الحق المبین ہے اے اللہ محمد ﷺ جو تیرے بندے، تیرے رسول، تیرے نبی، تیرے حبیب، تیرے امین، تیرے برگزیدہ، تیرے منتخب شدہ بندے ہیں پر ان سب درودوں سے افضل درود بھیج جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھی بھیجے ہیں اے اللہ! اپنے درود، اپنی معافیاں، اپنی رحمتیں اور اپنی برکتیں سید المرسلین، خاتم النبین، امام المتقین محمد ﷺ جو بھلائی کی طرف ہمارے قائد، ہمارے امام ہیں، رسول رحمت ہیں کے لیے خاص فرمادے۔ اے اللہ۔ آپ ﷺ کے رتبہ اور قرب میں اور اضافہ فرما، آپ کی برہان کو عظیم بنا آپ کے مقام کو بزرگی عطا کر اور مقام محمود تک پہنچا جہاں اولین

وآخرین (اس مرتبہ پر) رشک کر رہے ہوں اور آپ کے مقام محمود سے ہمیں قیامت کے روز نفع پہنچا اور دنیا و آخرت میں آپ کی جگہ ہمیں اپنا سہارا عطا فرما آپ کو جنت میں درجہ اور وسیلہ تک پہنچا اے اللہ! محمد و آل محمد پر درود بھیج محمد و آل محمد پر برکتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم پر درود اور برکتوں کا نزول فرمایا ہے بے شک تو لائق حمد اور بزرگی والا ہے۔

اے لوگو! بات یہ ہے کہ جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ آپ کا وصال ہو چکا اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندہ ہے جسے موت نہیں۔ بے شک اللہ نے آپ ﷺ کے بارے میں تمہیں پہلے آگاہ فرما دیا تھا تو اب بے صبری کرتے ہوئے اسے نہ پکارو۔ بے شک اللہ نے اپنے نبی کو تمہارے پاس رہنے یا اللہ کے ہاں چلے جانے کا اختیار دے دیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو اپنے ثواب کی طرف قبض فرمایا ہے اور تمہارے اندر اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو چھوڑا ہے پس جس نے ان دونوں کو تھام لیا تو اس نے معرفت حاصل کر لی اور جس نے ان دونوں میں فرق کیا تو اس نے انکار کیا۔

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور تمہارے نبی کی وفات کی وجہ سے شیطان تم لوگوں کو مشغول نہ کر دے اور دین کے بارے میں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے پس بھلائی کے حصول میں شیطان کی وسوسہ اندازی سے پہل کر لو۔ تم اسے عاجز بنا ڈالو گے۔ اسے مہلت نہ دو۔ اگر مہلت دی۔ تو وہ تمہیں آ ملے گا اور فتنہ میں مبتلا کر ڈالے گا۔

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ جب ابوبکر خطبہ سے فارغ ہوئے۔ تو عمر سے فرمایا۔ اے عمر تیرے بارے میں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو کہتا ہے۔ کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا انتقال نہیں ہوا۔ کیا تجھے یاد نہیں کہ نبی ﷺ نے فلاں فلاں دن، اس اس

طرح فرمایا تھا اور اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ **انك میت و انھم میتون**۔ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ عرض کیا: اللہ کی قسم گویا کہ یہ آیت اس سے پہلے نزول کتاب کے وقت کتاب اللہ میں میں نے سنی ہی نہ تھی (یہ شدت جذبات کا نتیجہ تھا) میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ کتاب اسی طرح ہے۔ جس طرح یہ نازل ہوئی اور حدیث اسی طرح ہے۔ جیسے یہ بیان ہوئی۔ اور اللہ زندہ ہے جسے موت نہیں ہم اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کے درود ہوں اس کے رسول پر اور اللہ کے ہاں ہم اس کے رسول کی وجہ سے ثواب کے امیدوار ہیں۔ پھر ابوبکر منہ کے پاس بیٹھ گئے۔

غسل کے بارے میں غیبی ہدایات

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کو غسل دینے کے لیے لوگ جمع ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرح غسل دیں۔ آپ کے کپڑے اتاریں جس طرح کہ ہم اپنے فوت شدگان کو غسل دیتے وقت اتارتے ہیں۔ یا کپڑوں میں ہی غسل دیں۔ فرماتی ہیں کہ اللہ نے ان لوگوں پر نیند طاری فرما دی۔ حتی کہ ان میں کوئی بھی نہ تھا جس کا نیند کے باعث (سر اس طرح نہ جھک گیا ہو کہ) اس کی داڑھی سینے پر لگ رہی تھی۔ پھر کسی کہنے والے نے جسے وہ نہ جانتے تھے۔ کہ کون ہے کہا: رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ وہ لوگ بیدار ہوئے تو اسی طرح کیا آپ ﷺ کو قمیص مبارک میں غسل دیا گیا۔ پھر جب وہ غسل سے فارغ ہوئے تو کفن دیا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کی قمیص مبارک اتارنے کا ارادہ کیا تو ہمیں آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے نہ اتارو۔ اس

پر ہم نے کپڑے اسی طرح رہنے دیئے۔ اور قمیص سمیت اسی طرح غسل دیا۔ جس طرح ہم فوت شدگان کو غسل دیتے ہیں۔ چت لٹایا ہوا تھا۔ ہم جس عضو کو جس طرح حرکت دینا چاہتے۔ آسانی سے دے سکتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم غسل سے فارغ ہوگئے۔ گھر میں ہمارے ساتھ ایک سرسراہٹ کی سی آواز تھی (یوں لگتا تھا جیسے گھر میں کوئی ہے مگر نظر نہ آتا تھا) جیسے نرم ہوا کے چلنے کی ہوتی ہے۔ اس سے ہمیں آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو سخت ہاتھ نہ لگانا تم بھی عنقریب کفن دیئے جاؤ گے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کا معاملہ گزارا۔ آپ نے جو کچھ بھی (بستر کپڑا وغیرہ) چھوڑا۔ قبر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔

اپنے پیچھے کوئی مال نہیں چھوڑا

ابو جعفر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر انور میں آپ کا بستر اور کملی بچھائی گئی اور وہ کپڑے جو پہنا کرتے تھے وہ اس کے اوپر بچھا دیئے گئے پھر اس پر آنحضرت ﷺ کو کفن میں لپٹا ہوا اتارا گیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے اپنے پیچھے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ اور نہ ہی اپنی زندگی میں عالیشان مکانات تعمیر کیے۔ پس آپ ﷺ کی وفات میں پوری پوری عبرت اور مسلمانوں کے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔

امت کے لیے ذخیرہ آخرت

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے لیے دو "فرط" ہوں اللہ ان دو کے طفیل اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ عائشہ صدیقہؓ نے سوال کیا۔ کہ آپ کے جس امتی کے لیے ایک فرط ہو؟ فرمایا جس کے لیے ایک فرط ہو۔ (وہ بھی جنت میں جائے گا) اے توفیق یافتہ! انہوں نے عرض کیا: جس کے لیے کوئی بھی فرط نہ ہو؟ فرمایا (جس کا کوئی نہ ہو) اس کے لیے میں جو ہوں۔ یہ لوگ کبھی

بھی اس طرح کی آزمائشوں میں مبتلا نہ ہونگے۔ جس طرح کی آزمائشوں میں سے مجھے گزارا گیا ہے۔

فرط دراصل کسی مسافر قوم کا وہ فرد ہوتا ہے۔ جو ضروریات کا بندوبست کرنے کے لیے آگے جاتا ہے۔ یہاں وہ چھوٹا بچہ مراد ہے۔ جو والدین میں سے کسی ایک سے پہلے فوت ہو جائے۔ یہ قیامت کے روز جن مصالح کی والدین کو ضرورت ہوگی۔ ان کی تیاری میں فرط سے مشابہت رکھتا ہے (اس لیے اسے فرط کہتے ہیں)

نبی کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی

عمرو بن الحارث جو ام المومنین جویریہ کے بھائی ہیں۔ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہتھیاروں، خچر اور زمین کے سوا کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑی۔ اور جو چھوڑا اسے بھی صدقہ قرار دے دیا تھا۔

صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔ کہ ہم گروہ انبیاء کی وراثت جاری نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔

مشکل الفاظ اور ان کی وضاحت

السجف: پردہ۔ الجرۃ: اونٹ اپنی اوجھ سے جو کچھ نکال کر اسے جگالی کرنے کے لیے چباتا ہے۔ قصع: اونٹ کا اپنی اوجھ سے جگالی کے لیے کچھ نکالتے وقت اسے کاٹے اور چبائے بغیر سیدھا باہر نکالنا۔

تیسری فصل: آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بیان میں

شیطان آپ ﷺ کی صورت میں نہیں آسکتا: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا۔ بے شک شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ تو اس نے مجھی کو دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

یزید الفارسی جو پہلی کتابوں کے کاتب تھے۔ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابن عباس کے زمانہ میں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ابن عباس کے پاس حاضر ہوا۔ تو ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے شیطان میری صورت اختیار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ کیا تو اس شخص کا حلیہ بیان کر سکتا ہے جسے تو نے خواب میں دیکھا۔ کہاں جسم اور موٹاپا کے اعتبار سے درمیانہ قسم کے، رنگ گندمی سفیدی مائل، آنکھوں میں قدرتی سرمہ، خندہ دہن، خوب صورت گول چہرہ، داڑھی گنجان جو پورے چہرہ کا احاطہ کیے ہوئے تھی اور سینہ کے ابتدائی حصہ پر پھیلی ہوتی تھی۔ ابن عباس نے فرمایا: کہ اگر تو آپ ﷺ کو جاگتے میں دیکھتا تو اس سے زیادہ کچھ بیان نہ کر سکتا۔

حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ تو اس نے مجھی کو دیکھا۔ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ اور فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

من رانی فی المنام فقد رانی کی وضاحت

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کہ "من رانی فی المنام فقد رانی" جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا۔ کے بارے میں علامہ باجوری فرماتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے حقیقۃً مجھے ہی دیکھا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا اس نے مجھے جاگتے ہوئے دیکھا۔ یہ تشبیہ و تمثیل کے طریقہ پر ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس نے اصلی جسم اطہر کی زیارت کی ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے مثالی جسم کی زیارت کی ہے اور اس ارشاد گرامی کہ "الشیطان لایتمثل بی" شیطان میری صورت اختیار نہیں کرتا کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جس طرح خارج میں محفوظ رکھا ہے اسی طرح خواب میں بھی محفوظ رکھا ہے دیکھنے والا خواہ اس حلیہ مبارکہ میں دیکھے جو عام طور پر معروف ہے یا اس حلیہ میں دیکھے جو ارباب عقل و دانش کے ہاں منقول چیزوں کے مطابق وہ حلیہ آپ ﷺ کا ہونا مقبول ہے۔ یہ اختلاف دیکھنے والوں کے احوال کے اختلاف کی بنا پر ہوتا ہے۔ جس طرح شفاف آئینہ کے سامنے جو چیز بھی آئے اس کا عکس اس میں نظر آنے لگتا ہے۔

شیطان جن چیزوں کی شکل اختیار نہیں کر سکتا

اور یہی حال دیگر انبیاء اور ملائکہ کو خواب میں دیکھنے کا ہے جیسا کہ بغوی نے شرح السنہ میں تصریح کی ہے۔ اور یہی حکم سورج چاند، ستاروں اور اس بادل کا ہے جس

سے مینہ برستا ہے۔ ان میں سے کسی کی بھی شکل شیطان اختیار نہیں کر سکتا۔

ابن علان نے نقل کیا ہے کہ شیطان جس طرح انبیاء کے روپ میں نہیں آسکتا۔ اسی طرح اللہ کے روپ میں بھی نہیں آسکتا۔ اور یہی جمہور کا قول ہے۔ بعض کا قول یہ ہے۔ کہ شیطان اللہ کے روپ میں آسکتا ہے۔ اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے۔ کہ نبی کی شکل میں نہیں آسکتا اور رب کی شکل میں آسکتا ہے؟ جواب یہ دیا جائے گا ک۔ہ نبی بشر ہوتا ہے اور (بشر کی شکل میں شیطان آسکتا ہے) اگر نبی کی شکل میں شیطان آجائے تو معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اور باری تعالیٰ جسمیت و عرضیت سے پاک ہے۔ اور التباس امر کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ درة الفنون فی رؤية قرة العيون۔ میں یہی جواب لکھا ہے۔

خواب میں زیارت گناہ گاروں کو بھی ہو سکتی ہے

آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنا صالحین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ گناہ گاروں کو بھی زیارت ہو سکتی ہے۔

جاگتے میں دیدار

بعض عارفوں کے بارے میں جیسے شیخ شاذلی اور سیدی علی وفا ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے جاگتے میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ اور اس میں کوئی مانع بھی نہیں ہے ان لوگوں کے لیے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ آنحضرت ﷺ کو قبر انور میں چشم بصیرت سے دیکھ لیتے ہیں۔ اور اس میں قریب ہونے یا دور ہونے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات میں سے یہ بات ہے کہ ان کے لیے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اس میں عقلاً کوئی مانع ہے اور نہ شرعاً۔ اللہ اپنے ولی کو یہ کرامت بخشتا ہے کہ

اس کے اور نبی ﷺ کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہنے دیتا۔

میں نے نبی ﷺ کی زیارت کے بیان میں جتنی بات یہاں کی ہے اس سے بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب "افضل الصلوٰت علی سید السادات" میں بیان کی ہے۔ جو زیادہ کا خواہش مند ہو وہ وہاں سے مطالعہ کرے۔

خاتمہ

ستر احادیث پر مشتمل ہے جن میں اکثر صحیح اور حسن ہیں یہ آنحضرت ﷺ کی دعائیں ہیں میں نے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ پچاس ہیں پھر اس سے زیادہ مجھے مل گئیں تو میں نے اضافہ کر دیا۔ جامع صغیر کی طرز پر ان کی تخریج کرنے والوں کے اسماء کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر اس میں موجود ہیں اور کتاب المصابیح میں ہیں۔

میں نے اس (خاتم) کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے حصہ میں استعاذات (ایسی دعائیں جن میں پناہ مانگی جاتی ہے) اور دوسرے میں دعوات (ایسی دعائیں جن میں کسی بہتری و بھلائی کا سوال کیا جاتا ہے) اس سلسلہ میں میں نے حدیث کے شروع والے حصے کا اعتبار کیا ہے اگر اس میں استعاذہ ہے۔ تو قسم اول میں اور دعا ہے تو قسم ثانی میں رکھا۔

افتتاح قرآنی دعاؤں سے کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور پہلے گزر چکا۔ کہ آنحضرت ﷺ کا خلق قرآن تھا (لہذا یہ دعائیں بھی آنحضرت ﷺ کی دعاؤں میں شامل ہیں) یہ قرآنی دعائیں مذکورہ تعداد سے باہر ہیں۔

(قرآنی دعاؤں کا ترجمہ خود کرنے کی جائے، حصول برکت کے لیے کنز الایمان فی ترجمہ القرآن سے نقل کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ آیات قرآنی کے حوالہ جات بھی دے دیئے ہیں مترجم عفی عنہ)

قرآنی دعائیں

۱۔ اے رب ہمارے! ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا (البقرہ۔ ۱۲۷)

۲۔ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا(البقرہ۔ ۲۰۱)

۳۔ اے رب ہمارے! ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے ہاتھ پاؤں جمے رکھ۔ کافر لوگوں پر ہماری مدد فرما۔(البقرہ۔ ۲۵۰)

۴۔ ہم نے سنا اور مانا، تیری معافی ہو اے رب ہمارے! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے(البقرہ۔ ۲۸۵)

۵۔ اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ۔ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔(البقرہ۔ ۲۸۶)

۶۔ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔ (آل عمران۔ ۸)

۷۔ اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔(آل عمران۔ ۱۶)

۸۔ اے رب ہمارے! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع

ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔(آل عمران۔ ۵۳)

۹۔ اے رب ہمارے! بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد دے۔(آل عمران۔ ۱۴۷)

۱۰۔ اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔(آل عمران۔ ۱۹۱)

۱۱۔ اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔(آل عمران۔ ۱۹۳)

۱۲۔ اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔(آل عمران۔ ۱۹۴)

۱۳۔ اے رب ہمارے! ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوتے۔(الاعراف۔ ۲۳)

۱۴۔ اے رب ہمارے! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔(اعراف۔ ۸۹)

۱۵۔ اے رب ہمارے! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا۔ (اعراف۔ ۱۲۶)

۱۶۔ الٰہی ہم کو ظالم لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں

سے نجات دے۔(یونس۔۸۰۔۸۶)

۱۷۔ اے رب میرے! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں۔(ھود۔۳۸)

۱۸۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو میرا کام بنانے والا ہے اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔(یونس۔۱۰۱)

۱۹۔ اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب! اور میری دعا سن لے اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

۲۰۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔(بنی اسرائیل۔۲۴)

۲۱۔ اے میرے رب! مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔(بنی اسرائیل۔۱۷۔۸۰)

۲۲۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان کر۔

۲۳۔ اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے اور میرے لیے میرا کام آسان کر۔(طہٰ۔۲۵)

۲۴۔ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔(طہٰ۔۱۱۴)

۲۵۔ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے۔

(الانبیاء۔۸۳)

۲۶۔ کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔(الانبیاء۔۸۷)

۲۷۔ اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔(الانبیاء۔۸۹)

۲۸۔ اے میرے رب! حق فیصلہ فرما دے اور ہمارے رب رحمان ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بناتے ہو۔(الانبیاء۔۱۱۲)

۲۹۔ اے میرے رب! مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔(مومنون ۲۳۔۲۹)

۳۰۔ اے میرے رب! مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔(المومنون۔۹۵)

۳۱۔ اے میرے رب! تیری پناہ شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔(المومنون۔۹۸)

۳۲۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔(المومنون۔۱۰۹)

۳۳۔ اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔(مومنون۔۱۱)

۳۴۔ اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بے شک اس کا عذاب گلے کا غل ہے بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔(الفرقان۔۲۵۔۶۵)

۳۵۔ اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی

ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ (الفرقان۔ ۸۳)

۳۶۔ اے میرے رب! مجھے حکم عطا فرما اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں اور میری سچی ناموری رکھ۔ پچھلوں میں اور مجھے ان میں سے کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔ اور مجھے رسوا نہ کرنا۔ جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر۔ وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔ (الشعراء۔ ۲۶۔ ۸۳۔ ۸۸)

۳۷۔ اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے (برے) کام سے بچا۔ (الشعراء۔ ۱۶۹)

۳۸۔ اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں۔ تیرے احسان کا۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے۔ اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں۔ (النمل۔ ۲۷۔ ۱۰)

۳۹۔ اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی۔ تو مجھے بخش دے۔ (القصص۔ ۲۸۔ ۱۶)

۴۰۔ اے میرے رب! میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں۔ (القصص۔ ۲۴)

۴۱۔ الٰہی! مجھے لائق اولاد دے۔ (الصافات۔ ۳۷۔ ۱۰۰)

۴۲۔ اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ۔ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں

مسلمان ہوں۔ (الاحقاف۔ ۴۷۔ ۱۰)

۴۳۔ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (الحشر۔ ۱۰)

۴۴۔ اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔ (الممتحنہ۔ ۴)

۴۵۔ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔ (الممتحنہ۔ ۶۰۔ ۵)

۴۶۔ اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔ (التحریم۔ ۶۶۔ ۸)

۴۷۔ اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو (نوح۔ ۸۱۔ ۲۸)

حدیث میں مذکورہ دعائیں

۱۔ اے اللہ! میں تیری کریم ذات اور تیرے عظیم نام کی کفر اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں (طب عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر)

۲۔ اے اللہ میں عاجزی، بزدلی، کنجوسی، بڑھاپے، سخت دلی، غفلت، محتاجی، ذلت اور مسکینی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور فقیری، کفر، فسق (نافرمانی) باہمی جھگڑے، نفاق، سناوے (ایسی بات جو محض لوگوں کے سنانے کے لیے ہو) ریاکاری سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن،

گونگاپن، جنون، جذام، برص اور برے امراض سے (ک۔حق عن انس)

۳۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جو خشوع نہ رکھتا ہو ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو، بھوک سے کہ یہ بری ساتھ لیٹنے والی ہے، خیانت سے کہ یہ بری خصلت ہے چھپی ہوئی، سستی سے، بخل سے، بزدلی سے، بڑھاپے سے اور اس سے کہ خراب عمر (یعنی سخت بڑھاپے کی عمر) تک جیوں، دجال کے فتنہ سے، عذاب قبر سے' زندگی اور موت کے فتنہ سے' اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں ایسے دلوں کا جو تیری راہ میں عاجزی اختیار کرنے والے، گریہ وزاری کرنے والے اور تیری طرف رجوع رکھنے والے ہوں۔ اے اللہ! ہم تیری مغفرت کے پختہ اسباب ووسائل، تیرے ہر حکم سے سبکدوش کرنے والے کاموں، ہر گناہ سے سلامتی پانے کا، ہر نیک کام کی غنیمت، جنت نصیب ہونے اور جہنم سے نجات کا سوال کرتے ہیں (ک عن ابن مسعود)

۴۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سستی سے، بڑھاپے سے، گناہ سے، تاوان سے، قبر کے فتنہ اور عذاب سے، دوزخ کے فتنہ اور عذاب سے، دولت مندی کے فتنہ سے اور تیری پناہ سے مانگتا ہوں غریبی کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال سے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولے کے ساتھ دھودے اور میرے دل کو یوں خطاؤں سے صاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کردیا جاتا ہے میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ فرما دے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ (ق۔ت۔ن عن عائشہ)

۵۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میری موت گر کر ہو' میرے اوپر (کسی دیوار وغیرہ کے گرنے سے ہو، دریا میں ڈوبنے سے ہو یا جل کر ہو' میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے مخبوط بنائے' میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیری راہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مروں' اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی (سانپ وغیرہ) کے ڈسنے سے میری موت ہو۔ (ن ک عن ابی الیسر)

۶۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیری نعمت میرے پاس سے جاتی رہے اور تیری عطا کردہ صحت وعافیت سے محروم ہو جاؤں یا تیرا عذاب اچانک مجھ پر آپڑے اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے۔

۷۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال، غلط خواہشات اور برے امراض سے (ت۔طب عن عمر)

۸۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری اپنی سننے کی' طاقت کے شر سے' دیکھنے کی طاقت کے شر سے، اپنی زبان، دل اور اپنی شہوت کے شر سے۔ (د۔ک۔ عن شکل)

۹۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے دن' بری رات، برے ساتھی اور اپنے وطن میں برے ہمسایہ سے۔ (طب عن عقبہ بن عامر)

۱۰۔ اے اللہ! میں تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں، تیری پکڑ سے' تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں میں اس طرح تیری ثنابیان نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ (م ع عن عائشہ)

۱۱۔ اے اللہ! میں ان گناہوں کے شر سے بھی جو میں نے کیے اور ان کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (م۔ د۔ ن۔ عن عائشہ)

۱۲۔ اے اللہ! میں فقر سے (تیری نعمتوں کی) کمی سے اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ (د۔ ن۔ ک عن ابی ھریرہ)

۱۳۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر شے کے رب! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اکیلا رب ہے' تیرا کوئی شریک نہیں' اے اللہ! اے ہمارے اور ہر شے کے رب! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر شے کے رب! میں گواہی دیتا ہوں کہ سب لوگ بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے لور ہر شے کے رب! دنیا و آخرت کی ہر گھڑی میں مجھے اپنا مخلص بندہ اور اپنے اہل و عیال کے لیے خلوص والا بنا دے۔ اے عزت و بزرگی والے!

۱۴۔ اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں' اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد اور وعدے پر کاربند ہوں' میں اپنی بداعمالیوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں' مجھے معاف فرما دے بے شک تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کی معافی دے سکے (خ عن شداد بن اوس)

۱۵۔ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کیے ہیں اور تیرے سوا بخشنے والا کوئی نہیں مجھے اپنے پاس سے مغفرت سے نواز اور مجھ پر رحم فرما' بے شک تو بڑا

بخشنے والا ہے۔ (ق حم عن ابی بکر صدیق)

۱۶۔ اے اللہ! میرے تمام گناہ چھوٹے بڑے، پہلے، پچھلے، ظاہری اور پوشیدہ سبھی معاف فرما دے۔

۱۷۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال میں پاک دامنی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میری پردہ پوشی فرما' مجھے خوف سے امن عطا کر' میری سامنے سے' پیچھے سے، بائیں سے، اوپر سے (یعنی ہر جانب سے) حفاظت فرما اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ نیچے دھنسا دیا جاؤں۔ (ابزار عن ابن عباس)

۱۸۔ اے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور محمد ﷺ کے رب! ہم آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

۱۹۔ اے اللہ! تو ایسا معبود نہیں جسے ہم نے اپنی طرف سے بنالیا ہو، نہ ایسا رب ہے جسے ہم نے نیا اختیار کر لیا ہو تجھ سے پہلے ہمارا کوئی معبود نہ تھا جس کی پناہ لے لیں اور تجھ کو چھوڑ دیں ہماری تخلیق میں تیری کسی نے مدد نہیں کی کہ تیرے ساتھ اسے شریک ٹھہرا لیں تو برکت والا ہے اور بہت بلند ہے۔ (طب عن صہیب)

۲۰۔ اے اللہ! تو میری بات کو سنتا، مجھے دیکھتا اور میری پوشیدہ و ظاہر باتوں سے اس طرح آگاہ ہے کہ کوئی شے تجھ پر مخفی نہیں میں حاجت مند، فقیر، تیری بارگاہ میں مدد کا سوال کرنے والا، تیری پناہ چاہنے والا، تیری عظمت کے سبب تجھ سے ڈرنے والا (تیرے عذاب اور غصہ سے) اپنی ہلاکت کا خوف رکھنے والا، اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا تیری بارگاہ میں ایک مسکین کی

طرح سوال کرتا ہوں، ایک گناہ گار ذلیل کی طرح عاجز و انکساری کا اظہار کرتا ہوں، ایک نقصان زدہ خائف آدمی جس کی گردن تیری بارگاہ میں جھکی ہوئی ہے' کی طرح ذلت اختیار کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ سے اس دعا کے بعد نامراد نہ کر' مجھ پر رحم فرما۔ اے وہ ذات! جن سے سوال کیا جاتا ہے ان سب سے بہتر ہے اور عطا کرتے والوں میں سب سے زیادہ عطا کرنے والی ہے!

۲۱۔ اے اللہ! میں اپنی قوت کی کمزوری، قلت اسباب اور لوگوں کی نظروں میں ہلکا ہونے کی شکایت تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے! تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے؟ کسی دشمن کے جو ترشروئی سے پیش آئے یا کسی قریبی کے جس کے سپرد تو نے میرے امور فرما رکھے ہیں اگر تو مجھ پر غصے نہ ہو تو پھر مجھے کسی شے کی پروا نہیں اس لیے کہ تیری عافیت بڑی وسعت والی ہے۔ اے اللہ! میں تیری کریم ذات کے نور کی پناہ مانگتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو روشن کر رکھا ہے۔ اور جس سے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور جس پر دنیا و آخرت کی اصلاح کا دارومدار ہے اس بات سے کہ میں تیرے غصے کا سزاوار ٹھہروں یا تو مجھ پر غصے ہو میں تیری رضامندی چاہتا ہوں کوئی طاقت و قوت نہیں سوائے تیری توفیق کے۔ (طب عن عبداللہ بن جعفر)

۲۲۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر و خوبی، جلد آنے والی بھی اور دیر سے آنے والی بھی جسے میں جانتا ہوں وہ بھی اور جسے میں نہیں جانتا وہ بھی طلب کرتا ہوں اور ہر قسم کے شر سے وہ جلد آنے والا ہو یا بدیر، میں اس سے واقف

ہوں یا ناواقف تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ خوبیاں اور بھلائیاں مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی ﷺ نے مانگیں اور ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور جنت کے قریب کر دینے والے اعمال و اقوال کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے اور جو باتیں اور جو اعمال دوزخ کے قریب کر دینے والے ہیں ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس امر کا فیصلہ تو میرے لیے فرمادے اس کا انجام میرے لیے اچھا کر۔ (ہ عن عائشہ)

۲۳۔ اے اللہ! میں تیرے طیب، طاہر، مبارک اور تیرے نزدیک پسندیدہ نام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں وہ نام مبارک کہ جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو تو قبول فرمالیتا ہے جب اس کے وسیلہ سے کچھ، مانگا جائے تو تو عطا فرمادیتا ہے جب اس کے وسیلہ سے رحم کی درخواست کی جائے تو تو رحم فرمادیتا ہے اور جب کسی مصیبت کے دور ہونے کی دعا کی جائے تو تو مصیبت دور فرمادیتا ہے۔

۲۴۔ اے اللہ! تیرے لیے تعریفیں ہیں ان جیسی جو ہم اپنی زبان سے کرتے ہیں اور ان سے بھی بہت بڑھ کر اے اللہ! میری نمازیں، قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا تیرے لیے ہے تیری ہی طرف لوٹنا ہے اور تو ہی میرا وارث ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر، دلوں میں پیدا ہونے والے وساوس اور امور میں ہر گندگی سے۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جو ہوائیں لے کر آتی ہیں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس شر سے جو

ہواؤں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے (ت۔ هب عن علی)

۲۵۔ اے اللہ! میں تمام امور میں ثابت قدمی، اعلیٰ درجے کی ہدایت، تیری نعمتوں پر شکر اور حسن عبادت کا سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے سچی زبان اور قلب سلیم مانگتا ہوں' میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جسے تو جانتا ہے اور اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں' جسے تو جانتا ہے اور اپنے ان گناہوں کی تجھ سے معافی مانگتا ہوں' جو تیرے علم میں ہیں۔ بے شک تو تمام غیوب کو جاننے والا ہے۔ (ت۔ن عن شداد بن اوس)

۲۶۔ اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں سر تسلیم خم کیا، تجھ پر ایمان لایا تیری ہی ذات پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف رجوع ہے۔ اور تیری ہی مدد سے دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں گمراہ ہو جانے سے تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کوئی معبود نہیں سوائے تیرے۔ تو ہی پہلے وہ زندہ ہستی جسے موت نہیں جب کہ جن اور انسان تو مر جانے والی مخلوقیں ہیں (م عن ابن عباس)

۲۷۔ اے اللہ! میرے بدن، میری سماعت اور میری بصارت میں عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ کوئی معبود نہیں ہے سوائے تیرے۔

۲۸۔ اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب ان سے کوئی برا کام سرزد ہوتا ہے تو استغفار کرتے ہیں (هب عن عائشہ)

۲۹۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت اور ان چیزوں کی محبت عطا فرما جن کی محبت تیری

بارگاہ میں میرے لیے فائدہ مند ہے۔ اے اللہ! میری پسندیدہ چیزوں میں سے جو کچھ تو مجھے عطا فرمائے اسے اپنی پسندیدہ چیزوں کے حصول کے لیے قوت بنا۔ اور اے اللہ! میری پسندیدہ چیزوں میں سے جو تو مجھے عطا نہ فرمائے میرے دل کو اپنی پسندیدہ چیزوں کے ذریعے اس کی محبت سے فارغ کر دے۔ (ت عن عبداللہ بن یزید الخطمی)

۳۰۔ اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، میرے گھر میں فراخی عطا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا کر۔ (ت عن ابی هریرہ)

۳۱۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ سے اس رحمت کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تو میرے دل کو ہدایت عطا فرما دے، میرے امور کو جمع، میرے پراگندہ کاموں کو درست، میرے پوشیدہ امور کی اصلاح، میرے حال کو بلندی، میرے عمل کو پاکیزگی اور اس کے ذریعے مجھے سیدھی کاہ سمجھا دے، میری محبت لوٹا دے اور اس کے ذریعے مجھے ہر برائی سے بچا لے۔ اے اللہ! مجھے ایسا ایمان و یقین عطا فرما جس کے بعد پھر کفر میں مبتلا ہونا نہ ہو ایسی رحمت عطا فرما جس سے میں دنیا و آخرت میں تیری کرامت کے شرف کو حاصل کر سکوں۔ اے اللہ! میں فیصلے کے دن کامیابی، شہدا کے مرتبہ، نیک بخت لوگوں کی سی زندگی اور دشمنوں کے خلاف تیری مدد و نصرت کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! میں اپنی حاجت تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ میری رائے ناقص اور عمل کمزور ہے میں تیری رحمت کا محتاج ہوں پس اے تمام امور کو انجام تک پہنچانے والے، اے سینے کی بیماریوں سے شفا دینے والے جیسا کہ تو دریاؤں کے درمیان (طوفان میں) گھرے ہوؤں کو پناہ عطا فرماتا ہے

مجھے دوزخ کی آگ، ہلاکت کی دعوت اور قبر کے فتنہ سے اپنی پناہ میں لے لے۔ اے اللہ! جس بھلائی سے میری رائے قاصر رہے، میری نیت وہاں تک نہ پہنچ سکے اور میرے سوال کی بھی وہاں تک رسائی نہ ہو سکے اور تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک ساتھ اس بھلائی کا وعدہ فرمایا ہو یا کوئی بھلائی جو تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا فرمانے والا ہو تو میں اس کے حصول کے لیے سب سے زیادہ تیری بارگاہ میں رغبت رکھنے والا اور تیری رحمت سے اس کا سوال کرنے والا ہوں اے رب العالمین! اے اللہ! اے مضبوط رسی والے۔ اے امر رشید کے مالک۔ میں یوم الوعید (قیامت) میں امن کا سوال کرتا ہوں اور یوم الخلود (ہمیشہ رہنے کا دن یعنی قیامت) کو تیرے مقرب، حق کی گواہی دینے والے، رکوع و سجدہ کرنے والوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والوں کے ساتھ جنت کا سوال کرتا ہوں بے شک تو بڑا رحم کرنے والا اور اپنی مخلوق کے ساتھ محبت کرنے والا ہے اور تو جو جی چاہتا ہے کرتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت یافتہ ہادی بنا جو نہ خود گمراہ ہوں نہ دوسروں کو گمراہ کریں ہم تیرے اولیاء کے ساتھ صلح رکھنے والے اور تیرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھنے والے ہوں۔ اس کے ساتھ تیری محبت کی وجہ سے محبت کریں جو تیرے ساتھ محبت رکھتا ہو اور جو تیرے ساتھ دشمنی رکھتا ہو اس کے ساتھ تیری عداوت کی وجہ سے دشمنی رکھیں۔

اے اللہ! یہ ہماری دعا ہے قبول کرنا تیرا کام ہے یہ ہماری کوشش ہے اور بھروسہ تیری ذات پر ہے اے اللہ! میرے لیے، میرے دل میں، میری

قبر میں، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے دائیں، میرے اوپر، میرے نیچے، میرے سماعت میں، میری بصارت میں، میرے بالوں میں، میرے چہرے میں، میری گوشت میں، میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں نور ہی نور بھر دے۔ اے اللہ! میرے لیے نور کو بہت زیادہ کر، مجھے نور عطا فرما اور میرے لیے نور بنا دے۔ پاک ہے وہ ذات جو عزت والی مہربان ہے اور اس کی بات بھی عزت والی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کی چادر اوڑھی اور کرم بھی کرتی ہے۔ پاک ہے وہ جس کے سوا کوئی تسبیح کے لائق نہیں۔ پاک ہے وہ جو بڑے فضل و انعام والا ہے۔ پاک ہے وہ جو بزرگی والا ہے، پاک ہے وہ جو جلال و اکرام والا ہے۔ (ت۔ طب۔ حق عن ابن عباس)

۳۲۔ اے اللہ! ایک لمحے کے لیے بھی مجھے میرے نفس ے حوالے نہ کر اور جو اچھی چیزیں تو نے مجھے عطا فرمائیں وہ مجھ سے واپس نہ لے۔ (البزار عن ابن عمر)

۳۳۔ اے اللہ! مجھے بڑا شکر کرنے والا، بڑا صبر کرنے والا بنا۔ اے اللہ! مجھے میری اپنی نظروں میں بڑا حقیر اور لوگوں کی نظروں میں بڑا عظیم بنا دے۔ (ابزار عن بریدہ)

۳۴۔ اے اللہ! مجھے کھڑا ہونے، بیٹھنے اور سونے (یعنی ہر حال میں) کی حالت میں اسلام پر قائم رکھ اور کسی دشمن یا حاسد کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرعتا ہوں جس کے خزانے تیرے قبضہ قدرت میں ہیں اور ہر اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کے خزانوں کا تو مالک و مختار ہے۔

۳۵۔ اے اللہ ! تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا اس سے مجھے نفع عطا فرما اور مجھے وہ علم عطا کر جو نفع بخش ہو۔ اور مجھے علم میں اور اضافہ عطا فرما۔ میں ہر حال میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں اور دوزخیوں کے حال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (ت عن ابی ھریرہ)

۳۶۔ اے زندہ، اے نظام کائنات کو قائم رکھنے والے ! تیری رحمت سے مدد کا طلب گار ہوں۔ (د عن انس)

۳۷۔ اے اللہ ! اپنے ذکر کے لیے میرے دل کے کانوں کو کھول دے اور مجھے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت اور اپنی کتاب پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ (طس عن علی)

۳۸۔ اے اللہ ! مجھے اپنی ذات سے اس طرح ڈرنے والا بنا گویا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ اپنا تقویٰ عطا کر مجھے نیک بخت بنا دے اور اپنی نافرمنی کی وجہ سے مجھے بدبخت نہ بننے دینا۔ میرے لیے بہتر فیصلہ فرما اور اپنے فیصلے میں مجھے برکت عطا فرمائی کہ جس شے کو تو موخر فرمائے میں اسی میں جلدی کی خواہش نہ کروں اور میرے دل کو غنی فرما دے۔ مجھے میری بصارت اور سماعت سے فائدہ نصیب کر اور ان دونوں کو میرا وارث بنا (یعنی آخر عمر تک سلامت رہیں) جو مجھ پر ظلم رے اس کے خلاف میری مدد فرما اور اپنا بدلہ پورا ہوتے ہوئے دکھا اور اس کے ساتھ میری آنکھوں کو ٹھنڈا فرما۔ (طس عن ابی ھریرہ)

۳۹۔ اے اللہ ! اپنے حلال کے ساتھ حرام سے کفایت فرما اور اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایکسے بے نیاز کردے۔ (ت عن علی)

۴۰۔ اے اللہ ! جب میں بوڑھا ہو جاؤں اور میری عمر ختم ہونے کو ہو تو مجھے فراخ رزق عطا فرمانا۔ (ک عن عائشہ)

۴۱۔ اے اللہ ! میں ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل کے ساتھ رہے حتیٰ کہ مجھے اس بات پر یقین ہو جائے کہ مجھے صرف وہی کچھ مل سکتا ہے جو تو نے میری قسمت میں لکھ دیا ہے اور جتنا رزق تو نے میرے لیے مقدر فرمادیا ہے اس پر مجھے راضی رہنا نصیب فرما۔ (ابزار عن عمر)

۴۲۔ اے اللہ ! تیری بارگاہ سے صاف ستھری زندگی، اچھی موت اور (دنیا سے) ایسی واپسی کی دعا مانگتا ہوں جس میں حشر کے روز میری رسوائی نہ ہو۔ (طب ک ابزار عن ابن عمر)

۴۳۔ اے اللہ ! میرے دین کو درست فرمادے جو میرے ہر امر کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کو درست بنادے جس میں مجھے زندگی بسر کرنا ہے ماری آخرت کو درست کردے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے میری زندگی کو ہر اچھے کام میں زیادتی کا ذریعہ بنا اور میری موت کو ہر شر سے نجات کا۔ (م عن ابی ھریرہ)

۴۴۔ اے اللہ ! میں تجھ سے ہدایت تقویٰ، پاک دامنی اور غنی کا سوال کرتا ہوں۔ (م۔ت عن ابن مسعود)

۴۵۔ اے اللہ ! اپنی محبت کو میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ شے اور اپنی خشیت کو میرینزدیک سب سے زیادہ خوف والی شے بنادے اپنی ملاقات کا شوق عطا فرما کہ دنیا کی حاجات کا خاتمہ فرمادے جب تو دنیا والوں کی آنکھیں دنیا کے ذریعے ٹھنڈی کرے تو مجھے اپنی، بادت (کی توفیق) کے ذریعے

آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ (حل عن الھیثم بن مالک الطائی)

۴۶۔ اے اللہ! میں تجھ سے صحت، پاک دامنی، امانت، حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ (طب عن ابن عمر)

۴۷۔ یا اللہ! میں تجھ سے ان اعمال (کی توفیق) کا سوال کرتا ہوں جن سے تیری محبت حاصل ہو۔ اور اے اللہ میں فقط تیری ذات پر بھروسہ اور تیری ذات کے ساتھ حسن ظن کا سوال کرتا ہوں۔ (حل عن الاوزاعی ک عن ابی)

۴۸۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں ایمان میں صحت کا، حسن خلق میں ایمان کا، کامیابی در کامیابی کا، رحمت و تندرستی کا، نیز تیری بخشش اور رضامندی کا۔ (طس۔ ک عن ابی ھریرہ)

۴۹۔ اے اللہ! اپنے لطف واحسان سے میری ہر مشکل کو آسان بنا کیونکہ مشکل کو آسان بنا دینا تیرے لیے کوئی مشکل نہیں۔ میں تجھ سے دنیا وآخرت میں آسانی اور معافی کا سوال کرتا ہوں۔ (طس عن ابی ھریرہ)

۵۰۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما بے شک تو معاف فرمانے والا' کرم کرنے والا ہے۔ (طس عن ابی سعید)

۵۱۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا' تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے میرے بارے میں تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ عدل پر مبنی ہے۔ میں تیرے اس نام کے وسیلہ سے جس کے ساتھ تو نے اپنی ذات کو پکارا، یا اسے کتاب میں نازل فرمایا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا جسے تو نے خزانہ غیب میں رکھا ہے (اور کسی کو اس پر اطلاع نہیں دی) سوال کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے سینے کا نور،

میرے دل کی بہار، میرے غم کا مداوا اور میری پریشانیوں کا خاتمہ بنا۔ (ابن السنی عن ابی موسیٰ الاشعری)

۵۲۔ اے اللہ! مجھے اپنی اس آنکھ کی حفاظت میں لے لے۔ جو سوتی نہیں، مجھے اپنی اس حفاظت میں لے لے۔ جسے توڑنے کا قصد نہیں کیا جاتا، اپنی اس قدرت سے میرے حال پر رحم فرما۔ پس میں ہلاک نہ جاؤں۔ جس جبکہ تو میری امید ہے۔ کتنی ایسی نعمتیں ہیں جو تو نے مجھے عطا فرمائیں اور میں نے ان پر بہت کم شکر کیا کتنی ایسی آزمائشیں ہیں جن میں تو نے مجھے مبتلا کیا اور میرا صبر بہت ہی تھوڑا رہا۔ اے وہ ذات جس کی نعمتوں پر میرا شکر بہت کم رہا ہے مجھے اپنی نعمتوں سے محروم نہ فرمانا۔ اے وہ ذات جس نے مجھے گناہ کرتے دیکھا ہے مجھے رسوا نہ کرنا۔ اے وہ ذات جو ہمیشہ بھلائی کرنے والی ہے اور اس کی بھلائی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اے وہ ذات جو اتنی نعمتیں عطا فرمانے والا ہیں جنہیں گنا نہیں جا سکتا تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! دنیا کے ساتھ میرے دین پر اور تقویٰ کے ساتھ آخرت پر میری مدد فرما، مجھے ان چیزوں سے اپنی حفاظت میں لے لے۔ جو غائب ہیں اور مجھے کسی حال میں بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔

اے وہ ذات کہ لوگوں کے گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور جس کی معافی کبھی کم نہیں ہوتی مجھے وہ کم نہ ہونے والی شے (معافی) عطا فرما اور تجھے نقصان نہ پہنچانے والی شے (گناہ) معاف فرما دے۔ بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے۔

میں تیری بارگاہ میں مشکلات کے جلد حل، صبر جمیل، رزق واسع (فراخ)

اور بلاؤں سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے پوری پوری اور ہمیشہ رہنے والی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس عافیت پر شکر کی توفیق مانگتا ہوں، لوگوں کی طرف سے بے پروا ہو جانا مانگتا ہوں۔ کوئی قدرت اور طاقت نہیں اس بلند و عظیم۔ اللہ کی توفیق کے بغیر۔ (الایلمی عن جعفر الصادق عن ابیہ عن جدہ)

۵۳۔ اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، عمل کو ریا دے، زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دے۔ بے شک تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے (حکیم عن ام معبد الخزاعیہ)

۵۴۔ اے میرے پروردگار! میری حق میں تدبیر فرما، مفرے خلاف کسی کی تدبیر کارگر نہ ہونے دے۔ مجھے ہدایت دے اور ہدایت (پر قائم رہنے) کو میرے لیے آسان بنا جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما۔

اے میرے پروردگار مجھے کثرت سے اپنا ذکر کرنے والا، شکر کرنے والا، ڈرنے والا، فرمانبردار، اطاعت کرنے والا، بہت زیادہ عاجزی کرنے والا، گریہ وزاری کرنے والا، تیری ہی جانب رجوع کرنے والا، بنا دے۔ اے اللہ! میری توبہ کو قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو دے۔ میری دعا کو شرف قبولیت عطا کر، (نجات کی) دلیل پر ثابت قدم رکھ، میری زبان کو درست فرما' میرے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور میرے سینے کے کھوٹ کو نکال دے۔ (ت۔ ذ۔ ہ عن ابن عباس)

۵۵۔ اے اللہ! مجھے علم کے ساتھ غنی کر دے حلم کے ساتھ زینت عطا فرما، تقوی کے ساتھ عزت عطا کر اور عافیت کے ساتھ مجھے جمال بخش۔ (ابن

النجار عن ابن عمر)

۵۶۔ اے اللہ! میرے تمام گناہ اور کوتاہیاں معاف فرما، مجھے محتاجی کے بعد اچھی حالت پر لا اور میرے نقصان کی تلافی فرما۔ مجھے اچھے اخلاق اور اعمال واخلاق کی جانب ہدایت اور برے اعمال و اخلاق سے بچانا تیرے سوا اور کسی کا کام نہیں۔ (طب عن ابی امامہ)

۵۷۔ اے اللہ! میں تجھ سے نافع علم، پاکیزہ رزق اور ایسے اعمال کا سوال کرتا ہوں جو تیری بارگاہ میں مقبول ہوں۔ (حم عن ام سلمہ)

۵۸۔ اے اللہ! اپنے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کے ساتھ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تر زندہ رہنا میرے حق میں بہتر ہو اور جب میرا مر جانا میرے لیے بہتر ہو تو مجھے ماوت دے دے۔ اے اللہ! میں خلوت و جلوت میں تیرے خوف کا سوال کرتا ہوں اور خوشی و غصہ کی حالت میں صحیح بات کہنے کی توفیق مانگتا ہوں غریبی و امیری (دونوں حالتوں) میں میانہ روی، کبھی ختم نہ ہونے والی نعمتوں غیر منقطع آنکھوں کی ٹھنڈک، رضا بر قضا، موت کے بعد پر امن زندگی اور کسی ضرر رساں مصیبت یا گمراہ کن فتنہ میں مبتلا ہوئے بغیر تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں۔

اے اللہ! ہمیں ایمان کینور سے منور فرما اور ہدایت یافتہ رہنما بنا دے۔ (ن۔ ک عن معار بن یاسر)

۵۹۔ اے اللہ! تو نے میری جان کو پیدا فرمایا اور تو ہی موت دے گا اس کا زندہ رہنا ار مرنا (دونوں) تیرے لیے ہیں۔ اے اللہ! اگر تو مجھے زندہ رکھے تو اپنی حفظ وامان میں رکھنا اور اگر موت دے دے تو بخش دینا۔

اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (م عن ابن عمر)

۶۰۔ اے اللہ! میری خطائیں، میری نادانیاں، میرا حد سے بڑھ جانا اور میری طرف سے (وہ تمام گناہ) جو تو جانتا ہے معاف فرمادے۔ اے اللہ! میں نےجان بوجھ کر بھی گناہ کیے اور خطا کے طور پر بھی سرزد ہوئے مذاق کے رنگ میں بھی کیے اور سچ مچ بھی کرتا رہا (میرے یہ سب گناہ) معاف فرمادے۔ اے اللہ! میرے پہلے، پچھلے پوشیدہ اور اعلانیہ سب گناہ معاف فرما۔ (اپنی معافی میں) تو (کسی کو) پیچھے کر دیتا ہے اور کسی کو آگے اور تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ (ق عن ابی موسیٰ)

۶۱۔ اے اللہ! مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں ہدایت عطا فرما، جنہیں عافیت عطا ہوتی ان میں عافیت عطا فرما، جن کی تو حمایت فرماتا ہے ان میں حمایت عطا فرما، اپنی عطا کردہ چیزوں میں برکت سے نواز اور میری قسمت میں جو نقصان دہ چیزیں لکھ دی گئی ہیں ان کے نقصان سے بچا۔ بے شک تو فیصلہ فرماتا ہے تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ بے شک تو جس کی حمایت کرے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب! تیری ذات بڑی برکت والی اور بڑی بلند ہے۔ (حق عن الحسن بن علی)

۶۲۔ اے اللہ! جن اعمال کو سرانجام دینے کا تو نے حکم دیا ہے ان کی ادائیگی تیری توفیق کے بغیر ہمارے بس میں نہیں۔ اے اللہ ہمیں اتنی توفیق دے کہ ہم تجھے راضی کر سکیں۔ (ابن عساکر عن ابی ھریرہ)

۶۳۔ اے اللہ! ہمیں زیادہ عطا فرما کم نہ کر ہمیں عزت عطا فرما ذلیل نہ فرما، ہمیں عطا فرما، محروم نہ رکھ ہمیں دوسروں پر ترجیح عطا فرما، ہم پر دوسروں کو ترجیح

نہ دے، ہمیں خوش کر اور (خود بھی ہم سے راضی ہو جا۔ (ت۔ ک۔ عن عمر)

۶۴۔ اے اللہ! ہمارے آپس کے معاملات کی اصلاح فرما اور ہمارے دلوں میں محبت پیدا فرما، ہمیں سلامتی کے راستوں کی ہدایت عطا فرما، تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آ۔ ہمیں کھلی اور چھپی بے حیائیوں سے بچا۔ اے اللہ! ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں، ہمارے دلوں، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد میں برکت عطا فرما، ہماری توبہ کو قبول فرما۔
بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے، ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر کرنے والا، تعریف کرنے والا، انہیں قبول کرنے والا بنا اور اپنی نعمتوں کو ہم پر مکمل فرمادے۔ (طب۔ ک عن ابن مسعود)

۶۵۔ اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رحمت کو واجب کر دینے والی چیزوں، مغفرت کے پختہ اسباب پر گناہ سے سلامتی، ہر نیکی سے حصہ، دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلہ کی کامیابی کا سوال کرتے ہیں۔ (ک۔ عن ابن مسعود)

۶۶۔ اے اللہ! اپنی خشیت سے ہمیں ایسا حصہ عطا فرما جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے، اپنی اطاعت سے ایسا حصہ عطا فرما جو ہمیں تیری جنت تک پہنچادے، یقین سے ایسا حصہ عطا فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتوں کے بوجھ کو ہلکا کردے جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں اور ہمارے جسموں میں قوت عطا فرمائے رکھنا اور ان چیزوں کو ہمارا وارث بنانا (یعنی مرتے دم تک یہ سلامت رہیں) جو ہم پر ظلم کریں ان سے ہمارا بدلہ لے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما، ہم پر نازل ہونے والی

مصیبت ہمارے دین میں نہ ہو، دنیا کو ہمارا مقصود اور علم کی منزل نہ بنا اور کسی ایسے کو ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔ (ت۔ ک۔ عن ابن عمر)

۶۷۔ اے اللہ! ہمارے تمام امور میں انجام کو بہتر بنا اور ہمیں دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب سے نجات عطا فرما۔ (حم، حب، ک۔ عن بسر بن ارطاۃ)

۶۸۔ اے اسلام اور اس کے ماننے والوں کے مددگار! مجھے اس پر ثابت قدم رکھ حتی کہ تجھ سے آملوں۔ (طب)

۶۹۔ اے اللہ میں تجھ سے بہتر سوال، بہتر دعا، بہتر کامیابی، اچھے عمل، اچھے ثواب اور اچھی زندگی کا سوال کرتا ہوں، مجھے ثابت قدم رکھ، میری نیکیوں کے پلڑے کو بھاری فرما، میرے ایمان کو پختہ فرما، میرے درجات بلند کر، میری نماز قبول فرما، خطاؤں کو بخش دے، میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔

اے اللہ! میں تجھ سے تمام امور کی ابتداء وانتہا کی بہتری، اول وآخر اور ظاہر و باطن کی اچھائی اور جنت میں بلند وبالا مقامات کا طلب گار ہوں۔

اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں کہ میرے ذکر کو بلند فرما، میرے بوجھ کو اتار دے، میرے امور کی اصلاح فرما، دل کو پاک کردے، شرم گاہ کی حفاظت فرما، دل کو منور کردے، میرے گناہوں کو بخش دے اور اے اللہ! میں جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔ (ک۔ طب)

۷۰۔ اے وہ ذات! جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، جس تک وھم وگمان کی رسائی نہیں، وصف بیان کرنے والے جس کا وصف بیان نہیں کرسکتے، حادثات زمانہ سے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوتا اسے زمانے کی گردشوں سے کوئی

خطرہ لاحق نہیں جو پہاڑوں کے وزن، دریاؤں کے پانی کی مقدار بارش کے قطروں کی تعداد اور درختوں کے پتوں کی تعداد اور درختوں کے پتوں کی تعداد کو جانتا ہے اور ان چیزوں کے عدد کو جانتا ہے جن پر رات کی تاریکی اور دن کا اجالا پھیلتا ہے نہ آسمان اس سے کوئی چیز پوشیدہ رکھ سکتا ہے اور نہ زمین، نہ دریا اپنی گہرائیوں میں اور نہ پہاڑ اپنی غاروں میں، میری عمر کا بہترین حصہ میری آخر عمر کو بنا اور میرا بہترین عمل کے آخری حصہ کو۔ میرا بہترین دن وہ ہو جس دن تیری ملاقات کا شرف حاصل کرسکوں۔ (طب الثلاثۃ الاخیرہ من الحصن الحصین)

اللہ درود بھیجے ہمارے نبی محمد ﷺ پر جب اس کا ذکر کرنے والے ذکر کریں اور غافل غفلت اختیار کریں۔ درود بھیجے ان تمام درودوں سے افضل، زیادہ اور پاکیزہ درود جو اس نے مخلوق میں سے کسی پر بھیجے اور آپ پر درود کی برکت سے ہمیں ایسی پاکیزگی عطا فرما جو آپ کی امت میں سے کسی کے درود پڑھنے کی وجہ سے حاصل ہونے والی پاکیزگی سے افضل ہو اور اللہ اپنی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل فرمائے۔

ہماری جانب سے آپ کو اس جزاء سے افضل جزاء عطا فرمائے جو اس نے کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرماتی ہے۔

اللہ کی تمام نعمتوں پر، جنہیں میں جانتا ہوں اور جو میرے علم سے باہر ہیں خصوصا نعمت ایمان اور اس کتاب کو جمع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العالمین کی حمد بیان کرتا ہوں۔

میں اس پاک ذات (اللہ) سے سب سے افضل وسیلہ، سب سے زیادہ

مقرب، عزت والے حبیب وعظمت والے رسول، سید المرسلین ﷺ کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور اس کتاب کے قارئین کو ایسا عظیم نفع عطا فرمائے جو عالم دنیا' عالم برزخ اور عالم آخرت میں (ہر جگہ) ہمارے ساتھ رہے۔(آمین)

یہ کتاب رجب ۱۲۰۹ھ میں مکمل ہوئی۔

آج ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بروز ہفتہ مطابق ۴، اپریل ۱۹۹۲ء ترجمہ کے یہ آخری الفاظ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور علامہ نبھانی کی دعا کو ہی ایک بار دہرا کر اختتام کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس کتاب کو میرے لیے اور قارئین کے لیے دنیا، برزخ اور آخرت میں ساتھ رہنے والا نفع بنائے۔ آمین

سید ریاض حسین شاہ

الحواشی

وصال مبارک تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا جمہور مورخین ومحدثین کے نزدیک راجح یہی ہے جنہوں نے پینسٹھ برس کہا انہوں نے ولادت اور وفات کے سالوں کو مستقل سال گنا اور جنہوں نے ساٹھ برس کہا انہوں نے کسر کو چھوڑ دیا اور دہائی کو گن لیا۔ (شرح شمائل ترمذی) از زکریا کاندھلوی

رموز واشارات کی وضاحت

"حدیث میں مذکورہ دعاؤں" کے آخر میں جن کتابوں سے وہ دعائیں لی گئی ہیں ان کے پورے نام نہیں لکھے گئے بلکہ بعض حروف واعداد استعمال کیے گئے ہیں مصنف نے یہ اشارات جامع صغیر "امام جلال الدین السیوطی" سے لیے ہیں ان کی وضاحت جامع صغیر کے مطابق یہ ہے:

	اشارہ	وضاحت
۱۔	خ	صحیح بخاری شریف
۲۔	م	صحیح مسلم شریف
۳۔	ق	بخاری ومسلم دونوں "متفق علیہ"
۴۔	د	سنن ابو داؤد
۵۔	ت	جامع ترمذی
۶۔	ن	سنن النسائی
۷۔	ہ	سنن ابن ماجہ
۸۔	۴	چاروں (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)
۹۔	۳	تینوں (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)
۱۰۔	حم	مسند امام احمد
۱۱۔	عم	عبداللہ بن امام احمد زوائد میں
۱۲۔	ک	حاکم
۱۳۔	خد	الادب المفرد امام بخاری

۱۴۔	تخ	تاریخ امام بخاری
۱۵۔	حب	صحیح ابن حبان
۱۶۔	طب	معجم کبیر (طبرانی)
۱۷۔	طس	معجم اوسط (طبرانی)
۱۸۔	طص	معجم صغیر (طبرانی)
۱۹۔	ص	سنن سعید بن منصور
۲۰۔	ش	ابن ابی شیبہ
۲۱۔	عب	جامع عبد الرزاق
۲۲۔	ع	مسند ابی یعلی
۲۳۔	قط	دار قطنی
۲۴۔	فر	مسند الفردوس (دیلمی)
۲۵۔	حل	حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم)
۲۶۔	هب	شعب الایمان (بیہقی)
۲۷۔	هق	سنن (بیہقی)
۲۸۔	عدہ	الکامل (ابن عدی)
۲۹۔	عق	الضعفاء (عقیلی)
۳۰۔	خط	خطیب

☆ ...... ختم شُد ...... ☆

اللہ نور السمٰوٰت والارض

روئیدادِ تاریخی مناظرہ بہاولپور مابین علمائے اہلِ سنّت و علمائے دیوبند

تقدیس الوکیل

عن

توہین الرشید والخلیل

مؤلفہ و مرتبہ

حضرت مولانا ابوعبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب ہاشمی نقشبندی قصوری نور اللہ مرقدہ

مؤیدہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف

مصدقہ

شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ